352
129 - ق

طریق النجات

از افاضات عالیہ فاضل اجل عارف اکمل منبع فیوضات
قدسی صفات، معرفت وحقیقت دستگاہ، آیۃ من آیات اللہ
شدالزمن حضرت مولانا قبلہ محمد حسن صاحب مجددی فاروقی دامت برکاتہم

مع اردو ترجمہ

از عالیجناب فضائلمآب مولانا مولوی حکیم حافظ حضرت آقا
محمد ہاشم صاحب مجددی ابن حضرت مصنف مد فیضہم

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست
حسين حلمي بن سعيد استانبولي

İHLÂS VAKFI YAYINIDIR

HAKİKAT KİTABEVİ
Darüşşefaka Cad. No: 57 Tel: 523 45 56
Fatih/İSTANBUL-TURKEY
1983

قال السيد العلامة احمد الطحطاوى فى حاشية الدر المختار قال كثير من المفسرين ان المراد
من الذين فرقوا دينهم اهل البدع والشبهات من هذه الامة وروى عمر رضى الله تعالى عنه ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال لعائشة رضى الله تعالى عنها ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا اصحاب البدع واصحاب
الاهواء من هذه الامة قال تعالى وان هذا صراطى مستقيما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم اى الطرق
المختلفة التى هى ماعدا الطريقة مثل اليهودية والنصرانية وسائر الملل والاهواء والبدع فتقعوا فى الضلالة وقال
تعالى واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا قال بعض المفسرين المراد من حبل الله الجماعة لانه عقبه بقوله
ولا تفرقوا والمراد من الجماعة عند اهل العلم اهل الفقه والعلم ومن فارقهم قدر شبر وقع فى الضلالة وخرج عن
نصرة الله تعالى ودخل فى النار لان اهل الفقه والعلم هم المهتدون المتمسكون بسنة محمد عليه الصلاة والسلام
وسنة الخلفاء الراشدين بعده ومن شذ عن جمهور اهل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فيما يدخله فى النار
فعليكم معاشر المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله وحفظه وتوفيقه
فى موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فى مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد اجتمعت اليوم فى مذاهب اربعة
وهم الحنفيون والمالكيون والشافعيون والحنبليون رحمهم الله ومن كان خارجا عن هذه الاربعة فى هذا
الزمان فهو من اهل البدعة والنار اه قال فان قلت ما وقوفك على انك على صراط مستقيم وكل واحد من
هذه الفرق يدعى انه عليه قلت ليس ذلك بالادعاء والتشبث باستعمالهم الوهم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل
عن جهابذة هذه الصنعة وعلماء اهل الحديث الذين جمعوا صحاح الاحاديث فى امور رسول الله صلى الله عليه
وسلم واحواله وافعاله وحركاته وسكناته واحوال الصحابة والمهاجرين والانصار الذين اتبعوهم باحسان مثل
الامام البخارى ومسلم وغيرهما من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل المشرق والمغرب على صحة ما اوردوه
فى كتبهم من امور النبى صلى الله عليه وسلم واصحابه رضى الله تعالى عنهم ثم بعد النقل ينظر الى الذى تمسك بهديهم
واقتفى اثرهم واهتدى بسيرهم فى الاصول والفروع فيحكم بانه من الذين هم هم وهذا هو الفارق بين الحق والباطل
والمميز بين من هو على صراط مستقيم وبين من هو على السبيل الذى على يمينه وشماله قال واختلف العلماء من
السلف والخلف فى تكفير اهل الاهواء والبدع ولا شك ان من كان مذهبه وبدعته مؤديا الى الكفر وهو غير متأول
فيه فهو كافر بالاجماع واما من كان منهم فى مذهبه وبدعته على طريق التأويل والاجتهاد والخطأ المفضى الى
الهوى والبدعة من تشبيه او نعت بجارحة او نفى صفات كمال عما لا يليق به سبحانه وتعالى اختلف السلف
والخلف فى تكفيره فقال بعضهم اهل الاهواء كلهم كفار وهذا قول كثير من السلف والفقهاء والمتكلمين من
الخلف ومنهم من صوب التكفير الذى قالوا به ومنهم من ابى اخراجهم من سواد المسلمين وهو اكثر الفقهاء
والمتكلمين فقالوا هم فساق عصاة ضلال ويورثهم من المسلمين ويحكم لهم باحكامهم قال ابن الهمام فى شرح
الهداية نعم يقع فى كلام اهل المذاهب تكفير كثير منهم ولكن ليس من كلام الفقهاء الذين هم المجتهدون بل من
غيرهم ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول عن المجتهدين عدم تكفيرهم اه واما قوله عليه الصلاة والسلام (ان بنى
اسرائيل تفرقت على اثنتين وسبعين ملة وتفترق امتى) يعنى امة الاجابة المؤمنين به صلى الله
عليه وسلم (على ثلاث وسبعين ملة كلهم فى النار الا واحدة وهى ما انا عليه واصحابى) قال التوربشتى
فى شرح المصابيح المراد من الامة هنا من يجمعهم دائرة الدعوة من اهل القبلة لانه اضافهم الى نفسه فقال
امتى واكثر ما ورد من الحديث على هذا الاسلوب المراد منه اهل القبلة والمعنى انهم تفرقوا فرقا تتدين كل
واحدة منها بخلاف ما تتدين به الاخرى وقوله كلهم فى النار الا واحدة يعنى كلهم يفعلون ويعتقدون ما هو
موجب دخول النار فان كان كفرا وماتوا عليه دخلوا النار لا يخرجون منها ابدا وان لم يكن كفرا فهم والى الله
تعالى ان شاء عفا عنهم وان شاء عذبهم ثم يخرجهم من النار ويدخلهم الجنة واستشكل ظاهر قوله عليه
الصلاة والسلام كلهم فى النار بانه ان اريد التأبيد فيها لا يصح لان من مات من اهل البدع على الايمان فلا بد من
دخول الجنة وان اريد ان دخولهم محتم وان كانوا يخرجون لا يصح لان المؤمن العاصى فى مشيئة الله تعالى
وان اريد انهم مستحقون لدخولها وهم فى المشيئة فعصاة اهل السنة كذلك فما وجه التخصيص واجيب بان
التخصيص لشدة مؤاخذتهم بالعذاب فان عذابهم فى النار يكون اشد عذابا من عصاة الفرقة الناجية
لسوء اعتقادهم فى طريقة نبيهم وبان الكل مجموعى لا جميعى اى مجموع هذه الفرق فى النار ومجموع هذه الفرقة
فى الجنة ولا يلزم ان يكون كل الفرق فى النار ولا كل الفرقة فى الجنة من غير سابقة عذاب

Marfat.com

طریق النجات

از افاضات عالیہ فاضل اجل عارف اکمل منبع فیوضات، قدسی صفات، معرفت و حقیقت دستگاہ، آیۃ من آیات اللہ مرشد الزمن حضرت مولانا قبلہ محمد حسن صاحب مجددی فاروقی دامت برکاتہم

مع اردو ترجمہ

از عالیجناب فضائلمآب مولانا مولوی حکیم حافظ حضرت آقا محمد ہاشم صاحب مجددی ابن حضرت مصنف ممدوح عم فیضہم

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

حسين حلمى بن سعيد استانبولى

İHLÂS VAKFI YAYINIDIR

يطلب من المكتبة الحقيقة بشارع دار الشفقة بفاتح ٥٧

استانبول - تركيه

١٤٠٣ هجرى ١٩٨٣ ميلادى

تنبيه

من اراد ان يطبع هذه الرسالة وحدها او يترجمها الى لغة اخرى فله من الله الاجر الجزيل ومنا الشكر الجميل وكذلك جميع كتبنا كل مسلم مأذون بطبعها بشرط جودة الورق والتصحيح

Marfat.com

52892

Baskı: İhlâs Matbaacılık ve Dağıtım A.Ş.
Cağaloğlu-İST. Tel: 520 97 82

1983

Marfat.com

فہرست مضامین طریق النجات

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
دیباچہ از مترجم	۱	شعر و خوش طبعی	۱۳۵
تمہید	۵	ذم تمسخر و کذب	۱۳۶
عقائد	۳	مذمت غیبت	۱۳۷
محبت آل و اصحاب	۴۸	چغلی کی مذمت	۱۳۹
ادلۂ اربعہ	۶۲	شکم پری کی مذمت	۱۴۱
ضرورت تقلید	۶۹	فضیلت جوع	۱۴۲
تعریف و تقسیم بدعت	۸۴	منجیات	۱۴۴
اعمال بدنیہ	۸۹	فضیلتِ صبر	۱۴۶
نماز کا بیان	۹۳	فضیلتِ شکر	۱۴۸
روزے کا بیان	۱۰۴	امید و بیم	۱۵۲
حج کا بیان	۱۰۷	خوف کا بیان	۱۵۵
زکوٰۃ کا بیان	۱۱۴	بیان زہد و فقر	۱۵۹
اعمال روحانیہ	۱۱۹	مدح توکل	۱۶۲
ذم غضب	۱۲۴	محبتِ الٰہی	۱۶۵
ذم کینہ و حسد	۱۲۷	فضیلت رضا	۱۷۰
ذم بخل و محبت مال	۱۲۸	فضیلت اخلاص	۱۷۱
ذم حرص و طمع و مدح قناعت	۱۲۹	فضیلت صدق	۱۸۲
ذم بخل	۱۳۰	انتخاب حِکَم	۱۸۴
ذم ریاء	۱۳۱	مناجات	۲۲۵
ذم کبر	۱۳۲	رسالہ تنویر در بیان مسئلہ تقدیر	۲۲۷
آفات لسانیہ	۱۳۳	قصیدہ تائیہ	۲۴۶
ذم بد زبانی	۱۳۴	مسئلہ روح	۲۴۸
		تقریظات علمائے کرام	۲۵۰

Marfat.com

نحمدہ ونصلی ونسلم

عرضِ مترجم

ناظرینِ محترم! مسلمانوں پر ادبار و پستی کا جو ہلاکت آفرین دور آجکل گذر رہا ہے اسکی تباہی و بربادی کا حوصلہ شکن احساس کچھ اہلِ نظر حضرات ہی بہتر کر سکتے ہیں۔ بلحاظ تعداد افراد چاہے مسلمانوں کی کچھ ترقی ہو رہی ہو لیکن اس واضح حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ بحیثیت قوم و ملت مسلمان تنزل کے تاریک گڑھے میں گرے جا رہے ہیں۔ معاش اور معاد کے جتنے صیغے اور سلسلے ہیں سب میں وہ اوجِ کمال سے حضیضِ زوال کی طرف اپنی ہی بدکرداری اور بد دماغی کی وجہ سے حرکت کرتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ ایک صاحب بصیرت تنزل کی اس زہریلی ہوا کو پھیلتے ہوئے دیکھ کر پیشگوئی کر سکتا ہے کہ اگر حفاظت الٰہی کا تریاق نہ ہوتا تو یقیناً مسلمان آج سے بہت پہلے عرصۂ حیات کو طے کئے ہوئے دیکھے جاتے!

ادبار و فلاکت کے اس مرضِ مزمن کی اذیتوں سے اگرچہ اب وہ خوگر ہو گئے ہیں اور ایک عرصہ سے شدائد و مصائب کے پے در پے ورود نے ان کے اعضاء کو بے حس سا بنا دیا ہے۔ لیکن خنجرِ قدرت نے اس دور میں ان کے دیرینہ زخموں پر کچھ ایسے پیہم چرکے لگائے ہیں کہ ان میں دوبارہ تازہ خون بھر آیا ہے اور رگوں میں احساس کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ خدا خدا کر کے اب انہیں اتنا معلوم ہو گیا ہے۔ کہ ہم بھی کوئی وجود رکھتے ہیں اور ہمیں بھی دنیا میں رہنا ہے۔

مقامِ مسرت ہے کہ پھر ایک مرتبہ مداوا و معالجہ کا خیال ان کے دماغ پر مستولی ہو گیا ہے اور طویل علالت کی کمزوریوں نے انہیں اپنی زائل شدہ طاقت حاصل کرنے

Marfat.com

کیلئے ادھر اُدھر ہاتھ پیر مارنے پر مجبور کردیا ہے۔ چنانچہ ہمدرد مصلحین نے اپنے اپنے نظریہ کے ماتحت مختلف تشخیصیں کیں۔ اور مختلف نسخے تجویز فرمائے۔ علمی پستی کو دیکھکر بعض علم دوست حضرات نے کالج کھلوائے۔ اقتصادی تنزل کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض اہل دولت جوازِ سود کے فتوے دینے لگے۔ اسی طرح جس شعبے سے جس کو زیادہ دلچسپی تھی اسی کی کوتاہی محسوس کرکے اسی کی ترقی میں کوشش کی۔

لیکن افسوس کہ مریضِ جان بلب کی حالت دن بدن ابتر و نازک ہوتی گئی اور "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کا مصرعہ واقعۃً ثابت ہوتا گیا۔

وجہ کیا ہے کہ طریق علاج میں غلطی کی گئی۔ اور اصل مرض کی اہمیت کو نظرانداز کرکے ازالۂ عوارض ہی کو کافی سمجھا گیا۔ اور اس برگزیدہ حکیم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف اور فطری تعلیمات کو قبول کرنے کی بجائے ناقص عقل کے گورکھ دھندوں میں مریض کو اُلجھا کر مرض کی کیفیت و نوعیت کو اور بھی پیچیدہ بنا دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے دنیا کو روتے تھے۔ اب اس کے ساتھ دین بھی کھو بیٹھے۔

انہی بناء پر تجربہ کار نباضوں نے جن کی معاملہ فہم نظر مرض کی تہ تک پہونچ چکی تھی۔ معاملہ کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے تہیہ کرلیا اور فیصلہ فرما دیا کہ اس حالت میں بجز اس اکسیری نسخے کے کوئی نہ آزمایا جائے جس نے صاحب فراش مریض عرب کو ایک آن میں ایسا تندرست و توانا جوانمرد بنا دیا تھا۔ کہ سارے عالم کے رستموں کو اس نے زیر کردیا۔ وہ نسخہ کوئی مخفی اور پوشیدہ نسخہ نہیں۔ وہ نسخہ وہی ہے جس کو طبیب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صفحۂ دہر پر دنیا کے سب سے زیادہ مقبول نسخے (قرآن) کی صورت میں چھوڑا ہے۔ اس نسخے کے اسرار سمجھنے والے بھی دنیا میں اپنے اپنے مذاق اور استعداد کے موافق مختلف پیدا ہوئے۔ یعنی بعض نے اس کو فلسفیانہ رنگ میں پیش کیا۔ اور بعض نے اس کو مادیات کی ایک کتاب جانا۔ اور بعض نے اس کو محض روحانیات ہی کا منبع سمجھا لیکن افسوس کہ یہ تیر بہدف نسخہ ان سب صورتوں میں نہ کچھ ایسا زیادہ مؤثر اور نہ ایسا کایا کلپ ثابت ہوا۔ جیسا کہ پہلے پہل اس کے بنانیوالے کامل و دانائے حکیم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ پر اکسیر بنا تھا

بات کیا تھی کہ وہ اپنے اصلی اوزان اور ترکیب کے ساتھ نہیں بنایا جاتا تھا۔ بلکہ پھر اپنی ناتجربہ کاری سے۔ اور اپنی کوتاہ عقل کے بل بوتے پر یا تو بعض اجزاء کو بالکل بدل دیا جاتا تھا۔ یا ان میں تغیر و تبدل کرکے نسخہ کی اصلیت کو بگاڑ دیا جاتا تھا۔

اب جبکہ مریض قوم کی حالت قریب الموت تھی تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے اسی نسخۂ حیات بخش و جانفزا کی ترکیب و ترتیب کے لیے اپنے بندوں میں سے (حضرت) مصنف کتاب طریق النجات کا شرح صدر فرمایا۔ جنہوں نے اس کے اسرار و رموز کو نہایت سہل طریقہ پر اپنی زبان میں کھول دیا اور مسلمانوں کے سامنے وہ نسخہ اصل صورت میں لاکر ایسا روشن لائحہ عمل پیش کیا ہے جس کو دستور العمل بنانے کے بعد معاش اور معاد کے سب شعبے ایسے ہی مکمل اور اعلیٰ ہوسکتے ہیں۔ جیسے کہ اس کو پہلی بار آزمانے کے زمانے (خیر القرون) میں شاندار اور بلند پایہ ہوئے تھے۔

مجھ جیسے بے مایہ کو انہیں کا ارشاد ہوا کہ اسکا ترجمہ سلیس اردو میں ہو جائے۔ چنانچہ میں نے ارشاد کی تعمیل کو سعادتِ دارین سمجھکر اپنی بساط کے موافق اس کام کو ختم کیا ہے اور جو کچھ مجھ سے بن پڑا ہے ناظرین کے سامنے ہے۔ اس سہل و ممتنع کام کی الجھنوں اور دشواریوں کا کچھ وہی حضرات بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں جنکو کبھی عربی سے اردو ترجمہ کرنے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ عربی کی طرز تحریر۔ جملوں کی ترکیب۔ محاورہ کی نوعیت۔ غرضیکہ ہر ایک چیز اردو سے بالکل مختلف اور جدا گانہ واقع ہوئی ہے۔ اب اگر تحت اللفظ ترجمہ کیا جائے تو شاید گلابی اردو کی طرح ایک عجیب مضحکہ خیز صورت اختیار کرلے۔ اور اگر متن سے قطع نظر کی جائے تو ترجمے کی شان باقی نہیں رہتی۔ اور بہت ممکن ہے کہ اصل و ترجمے کے مابین منافرت کی ایک عمیق خلیج حائل ہو جائے۔ چنانچہ انہی مجبوریوں سے میں نے جہاں تک ہوسکا ہے اپنی کوشش اس میں صرف کی ہے کہ ترجمہ متن کے قریب قریب ہو نیکے باوجود با محاورہ بھی ہو۔ اور اصل مطلب بھی فوت نہ ہونے پائے۔ اسی لئے بعض جگہ کچھ جملے بڑھانے گئے ہیں۔ اور کہیں بین القوسین (بریکٹ) سے کام لیا گیا ہے لیکن قرآن مجید کی آیات

Marfat.com

اور حدیثوں کے ترجمے دستورِ عام کے مطابق اکثر تحت اللفظ ہی لکھ دیئے گئے ہیں۔ کمال احتیاط و محنت کے باوصف پھر بھی ممکن ہے کہ کہیں غلطیاں یا خامیاں رہ گئی ہوں۔ خطاکار بندہ سے خطائیں ہی سرزد ہوتی ہیں۔

امید ہے کہ معزز ناظرین صفتِ خطا پوشی سے متصف ہو کر مجھے دعائے خیر سے یاد فرمائیں گے۔ کیا عجب کہ ذرہ نواز سرکار اس ناچیز خدمت کے صلہ میں اس اکسیر کے ایک ذرّے سے میرے مس قلب کو کندن بنا دے۔ ؎

نظرت کیمیا است گر نگری
کہ مس قلب من چو زر گردد

وجئنا ببضاعۃ مزجاۃ فاوف لنا الکیل و تصدق علینا ان اللہ یجب المتصدقین۔

فقط والسلام

حافظ محمد ہاشم مجددی

ٹنڈہ سائیں داد ضلع حیدرآباد سندھ ۲۵۔ جون ۱۹۳۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رب انی لما انزلت الی من خیر
فقیر اسئلک العصمۃ والسداد
واعوذبک من الزیغ والالحاد
سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم۔
صل وسلم وبارک علی
سیدنا محمد ن المصطفیٰ صاحب
قاب قوسین او ادنیٰ کما
یلیق بعظیم شانہ ویکون
احریٰ وعلیٰ اٰلہ واصحابہ البررۃ
التقی وعلی من تبعھم
بالاحسان
والرضیٰ
امابعد فاعلم وفقک
اللہ تعالیٰ لما یحب ویرضیٰ
وجنبک عما تضل وتطغی
ان مبنی النجاۃ الاخرویۃ
علی الاعتقاد الصادق الجازم
بما وعد اللہ ورسولہ
من امور الاخرۃ المخالفۃ
لعقولنا النا قصۃ کاحیاء الموتیٰ
بعد الفناء وعذاب القبر
للفجار مع سلامۃ جسد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اے پروردگار! تیری اس خیر کا جو تم نے مجھپر نازل فرمائی ہے میں محتاج ہوں۔ تیری بارگاہ سے عصمت وراہ راست طلب کرتا ہوں۔ اور گمراہی وکجروی سے پناہ مانگتا ہوں تیری ہی مقدس ذات کو پاکیزگی سزاوار ہے۔ ہم کچھ نہیں جانتے۔ مگر وہ جو تو نے ہمیں سکھلا دیا ہے بیشک تو دانا اور صاحب حکمت ہے"۔
ہمارے آقا ومولا محمد مصطفےٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ پر وہ رحمتیں سلام، وبرکتیں بھیج جو آپکی شان عظیم کے لائق ومناسب ہوں۔ نیز آپکے نیک وپرہیزگار آل واصحاب کو اور خوبی ورضامندی سے انکے تابع ہونیوالوں کو بھی ایسا ہی مورد الطاف فرما"۔
امابعد جاننا چاہیئے، توفیق دے تمہیں خداوند تعالیٰ ان کاموں کی جنکو وہ دوست اور پسند رکھتا ہے اور بچائے رکھے تمہیں ان چیزوں سے جو گمراہی اور سرکشی کی باعث ہوں کہ نجات اُخروی کا مدار ایسے سچے اعتقاد پر ہے جو کہ امور آخرت کے متعلق اپنی سمجھ کی نارسائی اور عقل کی مخالفت وانکار کے باوجود بھی اللہ ورسولؐ کے وعدہ پر ثابت وپختہ ہے جیسے فنا کے بعد مُردوں کا زندہ کرنا۔
(۲) کافر وفاجر کیلئے عذاب قبر کا ہونا۔ باوصف

Marfat.com

الميت وعذاب روية آثار العذاب عليه والحشر والنشر والميزان ميت توزن الاعمال وهي من الاعراض والصراط وهو ادق من الشعر واحد من السيف ويمر عليه بعضهم كالبرق الخاطف وبعضهم كالريح العاصف وبعضهم كالراكب وبعضهم كالماشي وبعضهم يحبو حبوا ولعل ذلك اسرار روح وريحان الجنة وامر عذاب وخسران جهنم وقد انكر جميع ذلك من كان في قلبه مرض اتباع عقولهم الناقصة والايمان الكامل اليقين الجازم بما نطق به القرآن والاخبار بالرسول صلى الله عليه وسلم في صحيح الحديث وان كانت عقولنا الناقصة تابى من ذلك وان عقولنا ليست

اس کے کہ میت کا جسم سالم رہتا ہے اور بظاہر عذاب کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔

(۳) حشر و نشر کا ہونا۔

(۴) نیک و بد اعمال کا تولنا۔ حالانکہ اعمال اعراض ہیں جو تولنے کے قابل نہیں۔

(۵) صراط کو تسلیم کرنا (اس سے مراد وہ پل ہے جو قیامت کے دن دوزخ پر رکھا جائیگا اور اس سے برے اور بھلے سب گذرینگے حالانکہ وہ پل بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے تیز ہوگا بعض لوگ اس سے اسقدر جلد گذر جائینگے جیسے بجلی کوند جاتی ہے اور بعض تیز ہوا کی طرح گذر جائینگے بعض کی رفتار سوار کے برابر ہوگی بعض ایسا چلینگے جیسے پیادہ آدمی چلتا ہے اور بعض پیٹ کے بل گھسٹتے ہوئے (جیسا کہ بچہ چلتا ہے) جائینگے۔ اس کے بعد یا تو جنت کی نعمتیں اور راحتیں سامنے ہونگی یا دوزخ کے عذاب و خواری سے پالا پڑیگا۔

ان سب امور خردیہ کا وہ لوگ جن کے دل میں اپنی عقل ناقص کی پیروی کا مرض موجود ہے انکار کر بیٹھتے ہیں

اور ایمان کامل کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ کلام مجید میں آچکا ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایات احادیث صحیحہ میں ثابت ہو چکے ان پر پختہ یقین ہو۔ اگرچہ ہماری سمجھ میں وہ باتیں نہ سما سکتی ہوں۔ اور فی الحقیقت ہماری عقل

Marfat.com

كافية في ادراك المغيبات
والامور الخارقة للعادات
والدليل على نقصان
عقولنا المشاهدة للامور
العظيمة العجيبة التي
احدثها الحكماء الاوربية
في هذا الزمان من طيران
الاجسام الثقيلة في الهواء
وقطع مسافة الشهر في
اقل من نصف اليوم و
حبس الصوت في الآلة
الفونوية وحكاية ذالك
الصوت كما كان من غير
زيادة ولا نقصان وسماع
الاصوات من اقصى البلاد
في الكرة الارضية بذريعة
الصناديق التي احدثوها و
التلغرافات الهوائية وغير
ذالك مما يتحير فيه العقول
لا يهتدي الى كنه صنعتها
الا من كان ممارسا لتلك
الصنعة فهل يقبل عقل العقلا
قبل ايجادها وجود هذه الامور
قبل الايجاد فكذالك امور آخرة

امور غیب اور ان امور کو، جو عادت مستمرہ کے خلاف واقع ہوتے ہوں پا بھی نہیں سکتی۔" ہم لوگوں کے نقصان عقل اور کوتاہی پر یہی دلیل کافی ہے کہ آئے دن یورپ کے فلاسفروں کی نت نئی عجیب و غریب ایجادیں دیکھ کر ہماری عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

جیسے بھاری بوجھل چیزوں کو ہوا میں اڑانا (اشارہ ہے ہوائی جہاز کی طرف)

دنوں میں مہینوں کی مسافت طے کر جانا

آواز کو فونوگراف میں بند کر دینا اور اسکا بغیر کسی کمی بیشی کے اس آواز کو ادا کرنا۔

نہایت دور دراز ممالک سے بذریعہ ان بکسوں کے جن کو جدید ایجاد کیا گیا ہے (اشارہ ہے ریڈیو RADIO کی طرف) آواز سننا۔

اور جیسے ہوائی ٹیلیگراف وغیرہ وہ چیزیں جن کو دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور جن کی کنہ و حقیقت تک اس شخص کے علاوہ جو ان ایجادات میں مہارت رکھتا ہو کسی کی پرواز عقل نہیں پہنچتی۔

تو کیا ان عجائبات کے ایجاد سے پہلے اگلے اور پچھلے دانشمندان کے وجود کو تسلیم کرتے؟

بالکل اسی طرح سے وہ امور آخرت جو کلام مجید میں مذکور ہیں ضرور واقع ہونے والے ہیں۔ اگرچہ ہماری عقل اس کی مخالفت پر تلی رہتی ہے۔"

ایک ایسے شخص سے جس پر مجھے اعتماد ہے

Marfat.com

التی نطق بها القرآن واقعة لا محالة وان کان العقل یاباها سمعت ممن اثق به ان احدا من عظماء السند ذهب الی بلاد الانکلیز قبل هذه السنة بنحو من سبعین سنة ورای هناك الباخرة البریة المسماة بالریل فلما رجع الی السند اخبر بما رأی فکذبه اهل السند قاطبة ونسبوه الی الجنون فما رای مخلصا الا السکوت فلما احدث الریل فی السند وراٰه عیانا ندموا علی تکذیبهم ایاه وعلموا انه کان صادقا فیما اخبر و هذا کله من قصورنا فهما وعقلة عقولنا حیث مافهمنا الا المحسوسات وما نصدق الا المألوفات فالنجات فی الاذعان والتسلیم والطمانینة القلب بالیقین الجازم بما نطق به القرآن او اخبر به الصادق الامین صلی الله علیه وسلم من غیر تردد وتحمل وتسوف وتاویل قال الله تعالی فی محکم کتابه الم ذلك

میں نے سنا ہے کہ سندھ کے رئیسوں میں سے ایک صاحب تقریباً ستر برس پہلے یورپ گئے تھے وہیں انہوں نے پہلے پہل ریل گاڑی دیکھی۔ جب لوٹ کر سندھ آئے تو اس حیرت افزا چیز کا تذکرہ کرنے لگے۔ اس بات پر سب لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔ اور اس کو دیوانہ کہنے لگے۔ بیچارے نے سوائے اس کے چھٹکارا نہ دیکھا کہ خاموشی اختیار کرے۔ پھر جبکہ سندھ میں بھی ریل چلنے لگی اور سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ تب اس کے جھٹلانے پر پشیمان ہوئے اور جان گئے کہ واقعی اسکا کہنا ٹھیک تھا"

یہ ساری خرابی ہماری کوتاہ بینی اور قصور عقل ہی کی وجہ سے ہوتی ہے کہ ہمارا فہم محسوسات سے آگے نہیں بڑھتا اور ہماری تصدیق معلومات اور مالوفات کے دائرہ کے اندر ہی بند رہتی ہے پس نجات اسی میں ہے کہ جو کلام مجید میں آچکا ہے یا جو کچھ امین صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس پر ایمان لا کر تسلیم کریں۔ یہاں تک کہ اپنے پختہ یقین پر اطمینان قلب کا درجہ حاصل ہو جائے اور اس میں کسی قسم کے تردد یا حیلہ جوئی کی آمیزش نہ ہو اور پس وپیش یا تاویل کی گنجائش نہ رہے

حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے الم

یہ ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔ ان پرہیزگاروں کے لئے (اپنے اندر) ہدایت رکھتی ہے۔ جو (امور) غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

Marfat.com

الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب واکثر قصص القران العظیم من ھذا القبیل یعنی من الامور التی یاباھا العقول المعاشیۃ کقصۃ قتیل بنی اسرائیل و احیائہ بضرب بعض اعضاء البقرۃ علیہ واخبارہ بالقاتل وکقصۃ موت عزیر علیہ السلام مع دابتہ واحیائہ بعد مائۃ عام وکقصۃ ذبح الخلیل علیہ السلام اربعۃ من الطیور وخلط لحم بعضھا ببعض ووضع اجزاء اللحم علی الجبال واحیاء الجمیع بدعائہ وکقصۃ اصحاب الکھف ونومھم فی الغار ثلثمائۃ سنۃ و تسع سنین ویقظتھم بعد ذلک مع سلامۃ اجسادھم وعقولھم وکقصۃ الخضر مع موسی علیھما السلام وکقصۃ نزول المن والسلوی من السماء علی امۃ موسی و عیسی علیھما السلام

اور اکثر قرآن مجید کے قصے اسی قسم کے ہیں کہ عقل معاشی (دنیاوی سمجھ) انکا انکار کردیتی ہے۔ چنانچہ (مثال کے طور پر مختصراً کچھ قصے لکھے جاتے ہیں تفصیل کلام مجید اور تفاسیر میں دیکھنا چاہئے)

"بنی اسرائیل کے ایک مقتول کا جبکہ گائے کے بعض اجزا اس پر مارے گئے زندہ ہوجانا اور اپنے قاتل کا پتہ بتلانا"

"حضرت عزیر علیہ السلام کا انتقال کرجانا۔ اور آپکے گدھے کا مرجانا اور سو سال کے بعد زندہ ہونا"

"حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندوں کو ذبح کرکے ان کے گوشت کو قیمہ بناکر آپس میں خلط ملط کرنا اور تھوڑا تھوڑا حصہ متفرق پہاڑوں پر رکھکر انکو بلانا۔ اس پر سب کے اعضاء کا اصلی حالت پر آپس میں ملجانا اور پرندوں کا آپکے پکارنے سے دوبارہ زندہ ہوجانا"

"اصحاب کہف کا تین سو نو (۳۰۹) برس تک غار میں سونا اور پھر اتنی مدت کے بعد بحالت ہوش وحواس و سلامتی بدن بیدار ہونا"

"حضرت موسیٰ کی حضرت خضر سے رفاقت اور اس قصے کے محیر العقول واقعات"

"حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی امت پر مَن (ترنجبین) اور سلویٰ (بٹیریں) کا آسمان سے نازل ہونا"

Marfat.com

وكقصة هلاك فرعون وقومه في البحر ومرور موسى مع قومه من ذلك البحر بالسلامة وكقصة هلاك قوم لوط عليه السلام بانقلاب الارض عليهم وكقصة هلاك قوم هود عليه السلام بالريح العاصف وهلاك قوم صالح عليه السلام بالصيحة وكقصة تلقم الحوت ليونس عليه السلام والقائه بعد ثلاثة ايام او اكثر وكقصة عمل الجن لسليمان عليه السلام محاريب وتماثيل وجفان كالجوابي وقدور الراسيات مع انهم اجسام لطيفة وكقصة اتيان عرش بلقيس بدعوة من عنده علم الكتاب من قبل ان يرتد اليه طرفه وكقصة خروج ناقة صالح عليه السلام من الحجر ودخول فصيلها بعد عقرها في الحجر وكقصة هلاك عسكر ابرهة بالطيور الابابيل حيث ترميهم بحجارة من

حضرت[۷] موسیٰ کا اپنی قوم کے ساتھ دریا سے بسلامت گذر جانا اور فرعون اور اس کی قوم کا غرق اور ہلاک ہو جانا۔

لوط[۸] علیہ السلام کی قوم پر زمین کا الٹ پڑنا اور اس طرح سے ان کا ہلاک ہونا۔

قوم ہود[۹] علیہ السلام کو تیز ہوا کے عذاب سے ہلاک کرنا۔

قوم[۱۰] صالح علیہ السلام کا جبرئیل علیہ السلام کی چیخ کی ہیبت سے ہلاک ہونا۔

حضرت[۱۱] یونس علیہ السلام کو مچھلی کا نگل جانا اور تین یا زیادہ دنوں کے بعد اگل دینا۔

حضرت[۱۲] سلیمان علیہ السلام کیلئے جنوں کا باوصف اجسام لطیفہ (ناری مادہ سے مخلوق) ہونے کے محرابیں اور تصویریں بنانا اور حوض کے برابر لگن اور نہ ہلنے والی دیگیں تیار کرنا۔

ملکہ بلقیس[۱۳] کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں عالم کتاب (یعنی آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمانؑ) کی دعا سے پلک جھپکنے سے پہلے پہنچ جانا۔

حضرت[۱۴] صالح علیہ السلام کی دعا سے پتھر کے ٹیلے سے اونٹنی کا نکلنا اور اسکی کونچیں کاٹنے کے بعد اس کے بچہ کا پھر اس ٹیلے کے اندر چلا جانا

ابرہہ[۱۵] (شاہ یمن) کے لشکر کا ابابیل پرندوں کے پختہ کنکریاں برسانے سے ہلاک ہونا۔

Marfat.com

سجیل وکقصۃ رفع عیسیٰ علیہ السلام الی السماء بجسدہ العنصری وحیوتہ فی السماء الوفا من السنین وکقصۃ المعراج لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم بجسدہ العنصری الی السموات العلی ثم الی سدرۃ المنتھی ثم الی قاب قوسین او ادنی وملاقاتہ مع الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات ورجوعہ الی مضجعہ فی بعض اللیل حیث لم یبرد مضجعہ ولم تسکن حرکۃ حلقۃ بابہ وامثال ذالک من القصص العجیبۃ الغریبۃ التی اخبر اللہ سبحانہ نبیہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فی القرآن العظیم ولا سبیل الی صحۃ تلک القصص للعقل الناقص المعاشی واما العقل الکامل المعادی فانہ یھتدی الیہ بالقبول والیقین الجازم المستفاض من انوار النبوۃ و

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اسی جسد عنصری کیساتھ آسمان پر اٹھایا جانا اور ہزاروں برس تک انکا زندہ رکھنا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی جسم اطہر عنصری کے ساتھ معراج کے قصے میں بلند آسمانوں تک جانا۔ پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے جانا اور پھر وہاں سے آگے مقام قاب قوسین تک آپکا پہنچنا اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ملاقات کرنا اور ایسے لمبے سفر سے اتنی دیر میں لوٹ آنا کہ آپکی خوابگاہ ابھی ٹھنڈی نہ ہونے پائی تھی اور دروازے کا کنڈا ہل رہا تھا۔

یہ اور ان جیسے اور عجیب وغریب قصے جنکی خبر حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کلام پاک میں دی ہے ایسے ہیں کہ عقل ناقص انکو صحیح تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔

برخلاف اس کے وہ عقل کامل کہ جو معادی (اخروی) ہے ان کے قبول کرنے پر ہدایت یاب ہے اور انوار نبوت سے فیضیاب ہوکر ان پر پختہ یقین رکھتی ہے۔

اس لئے منادی حق زبان حال سے پکار کر کہتا ہے کہ اے "فریب خوردہ"! اس عقل کو چھوڑو اور آگے بڑھو!"

منادی الحق ینادی بلسان الحال ایھا المغرور دع عقلک وتعال۔

Marfat.com

قال الخليل عليه السلام رب
ارني كيف تحي الموتى قال اولم
تومن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي
فلما كان احياء الموتى بعد البلى خلاف
العقل ولا شك ان الخليل كان
مومنا به لكنه اراد رؤية قدرة
الله تعالى في كيفية احياء الموتى
واراد ان ينظر عجائب قدرته
رأى العين كما كان يومن به
رأى القلب وهذا السوال من
جملة رموز الخلة والمحبة فقال تعالى
وتقدس لخليله على ذلك الرمز
اولم تؤمن باحياء الموتى ايها الخليل
على سبيل الاستخبار وان كان الله
يعلم انه مؤمن به فقال الخليل
بلى ولكن ليطمئن قلبي اي
اومن به قلبا ايمانا جازما
يقينيا لكن لما كانت القضية
مخالفة للعقل والعقل متحير
فيها وتحير العقل تعارض
ايمان القلب فاضطرب
القلب وطلب عونا وهو
رؤية العين حتى يصير
ذلك الايمان بديهيا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پروردگار عالم سے
یہ استدعا کی کہ اے رب! مجھے دکھا دیجئے کہ تو
کس طرح مُردے زندہ کرتا ہے؟ حق تعالیٰ نے فرمایا
کہ (اے ابراہیم) کیا (اس پر) تم ایمان نہیں لاتے
(ابراہیم علیہ السلام نے) عرض کیا کہ بیشک (اس پر میرا
ایمان ہے) لیکن (یہ سوال اس لئے ہے) تاکہ میرا
قلب مطمئن ہوجائے۔ حضرت خلیل کو اگرچہ اس پر پختہ
ایمان تھا لیکن چونکہ مُردوں کا بوسیدہ ہوجانے کے
بعد دوبارہ زندہ ہونا خلاف عقل تھا اس لئے وہ چاہتے
تھے کہ مُردوں کے زندہ کرنے کی کیفیت میں خداوند
تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کریں اور جسطرح سے کہ
قلب اپنی نظر کی بنا پر ایمان کامل رکھتا ہے آنکھیں
بھی عجائبات قدرت کے کرشموں سے بہرہ اندوز ہوں
اور چونکہ یہ سوال رموزِ خلت و محبت کے قبیل سے تھا
اسی رمز کی بنا پر باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے
خلیل! کیا تو مُردوں کے زندہ کرنے پر ایمان نہیں
رکھتا؟" اگرچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو حضرت ابراہیمؑ کے
ایمان کا علم تھا۔ لیکن پھر انہیں کی زبان سے کہلوانے
کے لئے یہ ارشاد ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت خلیل نے صاف
کہدیا کہ بلیٰ یعنی بیشک اس قدرت پر مجھے قلبی پختہ
یقین ہے لیکن بظاہر چونکہ یہ صورت عقل کے مخالف
ہے اور عقل اس حالت میں سراسیمہ رہجاتی ہے
اس لئے محض بلحاظ اطمینان قلب تاکہ تحیر عقل سے
جو اضطراب قلب کو لاحق ہوا ہے رأی العین یعنی

Marfat.com

قال تع فخذ اربعة من الطیر الی اخر القصة ۔ وقال العزیر علیه السلام انی یحیی هذه الله بعد موتها فلفظة انی بعد ایمانه باحیاء الموتی صریحة فی کیفیة الاحیاء لا فی نفس الاحیاء فاراه الله تعالی کیفیة ذلك بان اماته الله مائة عام ثم بعثه ثم سأله علی سبیل الاستخبار کم لبثت یا عزیر قال لبثت یوما او بعض یوم لما کان اماتته وقت الصبح واحیاءه وقت العصر ظن ان حیوته بعد مماته وقع فی ذلك الیوم قال تعالی وتقدس بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامك وشرابك لم یتسنه وانظر الی حمارك ولنجعلك ایة للناس وانظر الی العظام کیف ننشزها ثم نکسوها لحما فلما رأی تلك القصة رأی العین قال اعلم ان الله علی کل شئ قدیر وقال الکلیم رب ارنی انظر الیك فسؤل النظر الیه بعد ایمانه

مشاہدہ کی مدد سے اس کو زائل کرلیں اور ایمان بدیہی حاصل ہوجائے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ اچھا چار پرندوں کو پکڑو ۔ آخر قصے تک۔۔۔۔۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے (ایک اجڑی ہوئی بستی کو دیکھکر) کہا تھا کہ ایسے ویرانے کو خداوند تعالیٰ کیونکر بسائیگا۔ لفظ "کیونکر" صاف بتلا رہا ہے کہ مُردوں کے زندہ کرنے پر ایمان رکھنے کے ساتھ کیفیت زندگانی کا سوال ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے اسکی کیفیت انہیں دکھلادی کہ سو سال تک ان کو مُردہ رکھا اس کے بعد انہیں زندگی بخشی اور بطریق استخبار ان سے دریافت فرمایا کہ "تم (یہاں پر) کتنا زمانہ ٹھیرے ہو" عزیر علیہ السلام نے جوابدیا کہ "ایکدن کامل یا دن کا اکثر حصہ ٹھیرا ہوں"۔ چونکہ حضرت عزیر کی موت صبح کے وقت واقع ہوئی تھی اور عصر کے وقت دوبارہ زندگی پائی تھی تو آپ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ آج ہی کا واقعہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں بلکہ تم سو برس تک ٹھیرے ہو۔ پس دیکھ اپنے کھانے اور پینے کی طرف کہ (ابھی) سڑا تک نہیں اور اپنے گدھے کی ہڈیوں کو دیکھ کہ کیونکر ہم انکا ڈھانچ بناتے ہیں پھر ان کو گوشت پہنا دیتے ہیں"۔

جب اس سارے قصے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تو کہنے لگے کہ "بیشک! مجھے اب یقین کامل ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے"!

حضرت موسیٰ کا یہ سوال کہ "اے رب! مجھے اپنے

Marfat.com

بردؤیۃ اللہ تعالیٰ فی الاٰخرۃ بلا
کیف کذلک کان لاطمئنان
قلبہ برؤیۃ اللہ تعالیٰ رائی
العین لان العقل یابیٰ رؤیۃ
بلاکیف فقال لہ تعالیٰ وتقدس
ایھا الکلیم انک فی ھذہ الدار
الفانیۃ لا تستطیع رؤیتی التی
ھی من النعم الاخرویۃ الباقیۃ
فان لم تعلم ذلک فانظر الی
الجبل الذی انجلی علیہ بعض
شؤنی فان استطاع الجبل مع
صلابتہ وعظمہ وعدم حیوتہ
الحیوانیۃ واستقر مکانہ فسوف
ترانی فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ
دکا وصار قطعا متلاشیۃ من
ھیبۃ اللہ تعالیٰ وخر الکلیم
صعقا من دھشۃ ذلک المقام
فلما افاق استغفر من ذلک
الطلب وقال تبت سبحانک
الیک من طلب رؤیتک فی
ھذہ الدار وانا اول المؤمنین
برؤیتک فی الدار الاخرۃ
فسؤال الخلیل والکلیم و
العزیر علیھم السلام

مشاہدہ سے ممتاز فرمائیے"۔ اسی طرح اطمینان قلب کی خاطر تھا اس لئے کہ آخرت میں جو دیدار الٰہی بلا کیف ہونیوالا ہے اسپر آپ ایمان رکھتے تھے لیکن چونکہ دیدار بلاکیف سے عقل منکر ہے آپ یہ چاہتے تھے کہ یہ پردہ بھی اٹھ جائے اور ایکدفعہ اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ لیں۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو خطاب فرمایا کہ: اے کلیم! اس دنیائے فانی میں بھلا اس دیدار کی تاب کہاں لا سکتے ہو، جو آخرت کی پائدار نعمتوں میں اعلیٰ درجہ رکھتا ہے"۔ اگر اس بات کی سمجھ میں دقت ہو رہی ہے تو پھر اچھا ہے! ایک جھلک پہاڑ پر ڈالی جاتی ہے اگر وہ اپنی بڑائی، سختی، صلابت، اور بیجان ہونے کے باوجود اس جھلک کو سنبھال سکا اور اپنے مکان پر ٹھیرا رہا پھر تم بھی دیکھ سکو گے لیکن" جب حضرت ربوبیت نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور ہیبت خداوندی سے اس کے پراگندہ ٹکڑے تتر بتر ہو گئے اور حضرت کلیم اس مقام کی دہشت سے بیہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب آپکو افاقہ ہوا تو اس بے جا سوال پر استغفار پڑھنے لگے اور کہنے لگے کہ تقدس و پاکی تمہیں ہی سزاوار ہے اس دنیا میں دیدار کے طلب کرنے سے میں توبہ کرتا ہوں اور آخرت کے دیدار پر سب سے پہلے میں ایمان لاتا ہوں"۔

اگر غور کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت

Marfat.com

کلهم علی نمط واحد من
اطمینان القلب بالامور المخالفة
للعقل ولما کان نبینا وسیدنا
محمد المصطفی صلی الله علیه وآله
وسلم فی غایة من الاطمینان
ما طلب الاطمینان قط وما احوجه
الله الی ذلك السوال ولکن
قال له وعلمك ما لم تکن تعلم و
کان فضل الله علیك عظیما و
من جملة ما علمه احیاء الموتی و
رؤیة الله تعالی بلا کیف و
اکثر ما کان وما سیکون حتی
ان احدا من خواص اولیاء
امته یقول لو کشف
الغطاء ما ازددت
یقینا ولما کان الحبیب
صلی الله علیه
وسلم
مامورا
باتباع ملة الخلیل
وهو

خلیل یا حضرت کلیم اور حضرت عزیر علیہم السلام سب کا سوال ایک ہی ڈھب کا ہے یعنی وہ باتیں جو مخالف عقل ہیں۔ ان کے لئے اطمینانِ قلب کے اسباب طلب کرنا۔

لیکن ہمارے آقا و مولا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا ہی سے اس قدر اطمینان رکھتے ہیں کہ کبھی بھی اطمینان کے طالب نہ ہوئے اور نہ خداوند تعالیٰ نے انہیں اسکا محتاج بنایا بلکہ یہ فرمایا کہ "جو کچھ تم نہیں جانتے تھے وہ سب تمہیں سکھا دیا ہے اور فی الواقع خداوند تعالیٰ کا تم پر بڑا احسان ہے"

منجملہ ان امور کے مُردوں کا زندہ کرنا۔

اور بلا کیف دیدارِ الٰہی سے (شبِ معراج شریف میں) مشرف ہونا ہے۔

اور اکثر وہ باتیں جو ہوگئی ہیں یا ہونیوالی ہیں ان کا بھی آپکو کامل علم عطا کیا گیا۔ یہانتک کہ اولیائے اُمت کے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ "اگر یہ پردہ آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ جائے تب بھی میرے علم و یقین میں اضافہ نہ ہو"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اگرچہ اطمینان کلی عطا فرمادیا گیا ہے مگر جبکہ بارگاہ الٰہی سے

ف ولا یلزم من هذا افضلیة غیر النبی علی النبی کما زعم لان الفضیلة الجزئیة لا تصادم الفضل الکلی ۱۲ منه

ا؎ کسی نے کیا اچھا کہا ہے
موسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی
(مترجم)

Marfat.com

بعونہ تعالیٰ کان مستغنیا
عن طلب الاطمئنان فقال
تعالیٰ و تقدس لامۃ التی
ھی خیر الامم ان کنتم تطلبون
اطمئنان القلب فاذکرونی
اذکرکم و قال الا بذکر اللہ
تطمئن القلوب و منادی
الحق ینادی بلسان الحال ایھا
المسکین دع عقلک و تعال۔

فصل

اعلم یا اخی نور اللہ قلبک
بنور الایمان ان کلامنا فی ھذہ
الرسالۃ مع من یدعی الاسلام
و یومن بالقرآن و بالرسول
الذی ارسلہ اللہ تعالیٰ الی
کافۃ الخلق بشیرا و نذیرا و
اما الخارجون عن دائرۃ
الاسلام المغترون بعقولھم
الناقصۃ فھم کالانعام بل
ھم اضل سبیلا و لا کلام
لنا معھم ثم اعلم ان العقل
علی قسمین عقل المعاش و
عقل المعاد و اللہ جل سلطانہ
لما خلق الانسان فی احسن تقویم

ملتِ ابراہیمی کے اتباع (پیروی) کا حکم ہے اس لئے حضورؐ کی اُمت کو جو خیر الامم کے خطاب سے ممتاز ہے یہ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم قلبی اطمینان کے طلبگار ہو" تو مجھے یاد کرو میں بھی تم کو یاد کروں گا اور فرمایا کہ" بیشک ذکر الٰہی سے ہی قلب کو اطمینان اور تسکین ہوتی ہے"۔

اسی لئے منادی حق (فرشتۂ غیب) زبان حال سے پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے عاجز! اس عقل کو چھوڑو اور آگے بڑھو!

فصل

اے میرے عزیز بھائی! "حق تعالیٰ تمہارے قلب کو نور ایمان سے منور فرمائے" جاننا چاہیے کہ اس رسالے میں ہمارا روئے سخن ان لوگوں کی طرف ہے جو مدعی اسلام ہیں اور قرآن مجید اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر جن کو حق تعالیٰ نے تمامی مخلوق کے لئے بشیر و نذیر (خوشخبری دینے والا ڈرانے والا) کر کے بھیجا ہے ایمان لاچکے ہیں لیکن وہ لوگ جو دائرۂ اسلامی سے خارج ہیں اور اپنی عقل ناقص کے دھوکے میں پھنس چکے ہیں۔ یہ ہماری گفتگو ان کے ساتھ نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ چوپایوں کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ عقل دو قسموں پر ہے (۱) عقل معاش (۲) عقل معاد۔

جبکہ حق تعالیٰ نے انسان کو بہترین صورت پر بنایا

Marfat.com

اعطاہ مادۃ العقلین جمیعاً فطرۃ فمن اجتہد فی تنویرھما وجد النتائج المرتبۃ علیھما ومن اختار احدھما وجد النتائج المرتبۃ علی احدھما ولعلک تقول ان الاجتہاد فی تنویرھما لا یکون الا بالعقل فصار الھدایۃ الی العقل بالعقل ویتحد السبب والمسبب وذا باطل۔ فالجواب ان الھدایۃ الی العقل لیس بالعقل بل بالتقدیر الالٰھی قال اللہ تعالیٰ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا ثم عقبہ بقولہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ وانما قلنا ان الفطرۃ الانسانیۃ قابلۃ لقبول العقلین جمیعا لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ ویمجسانہ وینصرانہ الی اخر الحدیث فعقل المعاش

تو اسکی فطرت میں دونوں عقلوں کا مادہ تفویض فرمایا پھر جس شخص نے دونوں کو اپنی کوشش سے روشن کیا تو جو نتائج اور ثمرات دونوں پر مرتب ہو سکتے ہیں ان سب سے وہ بہرہ اندوز ہوا اور جس نے ایک ہی عقل کو اختیار کیا تو نتائج بھی اسی ایک پر محصور رہے۔"

شاید تمہیں یہ خدشہ ہو جائے کہ عقل کے روشن کرنیکی کوشش بھی تو عقل کے ذریعہ سے ہو گی۔ گویا ہدایت کی جا رہی ہے عقل کی جانب عقل ہی کے واسطے سے اس صورت میں اتحاد سبب اور مسبب لازم آتا ہے حالانکہ وہ باطل ہے؟"

اسکا جواب یہ ہے کہ عقل کیطرف ہدایت عقل کے وسیلہ سے نہیں بلکہ بواسطۂ تقدیر الٰہی ہوتی ہے کلام مجید میں ہے: "جس شخص نے چاہا اپنے پروردگار کا راستہ پکڑا"۔ یہ فرما کر ارشاد ہوا کہ "تم مشیت الٰہی کے بغیر کچھ بھی نہیں چاہ سکتے"۔ (اسی سے یہ گتھی کھل جاتی ہے)

ہم نے جو کہا ہے کہ انسانی فطرت دونوں عقلوں کے قبول کرنے کی لیاقت رکھتی ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:۔

ہر بچہ فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے۔ اسکے بعد اس کے والدین اسے یا یہودی کر لیتے ہیں یا مجوسی کر لیتے ہیں یا نصرانی بنا لیتے ہیں الحدیث۔"

(۱) پھر عقل معاش، مصالح جسمانی کی

يهديك الى مصلحة جملة من حصول اسباب الارزاق والراحات البدنية من المسكن والملبس والمنكح وغير ذلك من اللوازم البشرية وعقل المعاد يرشدك الى اصلاح روحك من حصول اسباب الراحة الابدية والخلود في دار النعيم والنجاة من العذاب الاليم وانما قلنا حصول اسباب الارزاق لان الانسان غاية سعيه في حصول اسباب الارزاق واما الارزاق فهي بقدرة الله تعالىٰ ولا مدخل سعي الانسان فيه فربما وجد سبب الرزق ولا يوجد الرزق ويتلف لتقدير والمراد من السبب هنا العلامة الظاهرة لان السبب الحقيقي لا يتخلف المسبب عنه وكذا الحال في حصول اسباب الراحة الابدية ويشترك معك في عقل المعاشي جميع الحيوانات والبهائم فان

ہدایت کرتی ہے جیسے اسباب رزق فراہم کرنا راحات بدنیہ مکان لباس اور نکاح کا حاصل کرنا۔ اور اسکے ماسوا سب انسانی حوائج ولوازم اسکے تحت میں آجاتے ہیں۔“

(۲) اور عقل معاد ملایات روحانی کیطرف رہبری کرتی ہے جیسے اسباب راحت ابدی کو پالینا جنت کی نعمتوں سے ہمیشہ کیلئے ہمکنار رہنا اور دردناک عذاب سے اپنے کو چھڑا لینا یہ سارے امور اسی عقل کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

ہم نے اسباب رزق کہا ہے نہ خود رزق اسکا فائدہ یہ ہے کہ انسان کی منتہائی کوشش یہ ہے کہ اسباب فراہم کرلے لیکن خود رزق کا حاصل کرنا یہ انسان کی طاقت سے خارج ہے اسلئے کہ یہ امور حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ انسان کی کوشش کو ان میں کچھ دخل نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بسا اوقات سبب رزق . . . پایا جاتا ہے لیکن تقدیر کی رو سے بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔“

اور سبب سے بھی یہاں پر مراد علامت ہے نہ سبب حقیقی اسلئے کہ وہ سبب سے تخلف (خلاف) نہیں ہوتا اور یہی حال راحت ابدی (یعنی نجات اخروی) کا ہے کہ انسان محض اعمال میں کوشش کرسکتا ہے نیز نجات عطا فرمانا حق تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور عقل معاشی میں انسان کیساتھ سب حیوانات شریک ہیں اسلئے کہ کل حیوانات جن کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور

Marfat.com

جمیع البھائم والحیوانات باقسامھا	ان کے انواع کا شمار اٹھارہ ہزار تک کیا گیا ہے۔
الکثیرۃ التی خلقھا اللہ تعالیٰ	(اور انسان بھی ان میں سے ایک نوع ہے) یہ سب
حتی قیل ان انواع العالم یصل	جو رزق انکے لئے مناسب ہے۔ اس کی تحصیل میں نہایت
بکثرتھا الی ثمانیۃ عشر الف	اچھی طرح ہدایت یاب ہیں۔
عالم والانسان منھا عالم	ان میں سے بعض ایسے ہیں جو دانہ چگتے ہیں جیسے
واحد یھتدون الی حصول	بعض پرندے یہ دانوں کے حاصل کرنے کے لئے
ارزاقھا حسب مایصلح	ہدایت یاب ہیں۔
لذواتھا فمنھا ما یاکل الحبوب	اور بعض ان حیوانات میں سے ایسے ہیں جو
کبعض الطیور یھتدون الی	گوشت کھاتے ہیں جیسے بعض پرندے اور درندے
حصول الحبوب ومنھا مایاکل	وہ گوشت کے حصول پر ہدایت یاب ہیں۔
اللحوم کبعض الطیور والسباع	اور ان میں سے بعض مچھلیاں اور دریائی کیڑے
یھتدون الی حصول اللحوم و	مکوڑے کھاتے ہیں۔ وہ بھی ان چیزوں کے پیدا کرنے
منھا مایاکل الحیتان والحشرات	کے لئے ہدایت پائے ہوئے ہیں۔
المائیۃ یھتدون الی حصول	اور ایک جنس حیوانات میں سے ایسی ہے جن کے
الحیتان والحشرات المائیۃ	لئے نباتات (سبزی) مناسب ہے وہ اپنے نباتی رزق
ومن العالم مایصلح لذواتھا	حاصل کرنے پر ہدایت یافتہ ہیں۔
النباتات الارضیۃ یھتدون	اور بعض ایسے ہیں جنکی غذا ہوا ہے انکی ہدایت
لحصول ارزاقھا النباتیۃ و	ہوا ہی کی طرف ہے۔
منھا ما یتقوتون بالھواء	اور بعض پھر ایسے ہیں جنکو ہوا ضرر کرتی ہے جیسے
فیھتدون لحصول الھواء ومنھا ما	دریائی جانور وہ ایسے مادہ کی طرف ہدایت یاب ہیں
یتضررن بالھواء کالحیوانات البحریۃ	جوان سے ہوا کو روکتا ہے۔
فیھتدون الی مادۃ تمنعھا من	پس یہ سارے صبح کرتے ہیں اس حال میں کہ
الھواء فجمیعھم تغدوا خماصا	بھوکے ہوتے ہیں اور جب شام ہوتی ہے تو سیر ہوتے
وتروح بطانا لان خالقھم ھو	ہیں اسلئے کہ جوان کا خالق ہے وہ رازق بھی ہے۔

Marfat.com

رازقهم قال الله تعالى و
مامن دابة فى الارض الا على الله
رزقها ويعلم مستقرها و
مستودعها كل فى كتاب مبين
وجعل حياة جميع الحيوانات
من الماء قال الله تعالى و
تقدس وجعلنا من الماء كل شئ
حى فسبحان من يعلم مثاقيل
الجبال ومكاييل البحار وعدد
قطر الامطار وعدد اوراق
الاشجار وعدد ما يختلف به
الليل والنهار ولو ان ما فى
الارض من شجرة اقلام والبحر
يمده من بعده سبعة ابحر
مانفدت كلمات الله اى
معلومات الله فهذا العقل
الناقص الذى اشترك فيه
معك جميع الحيوانات كيف
يرشدك الى تصديق الامور
الاخروية والى تصديق قصص
الامم الماضية المذكورة فى
القرآن والى تصديق معجزات
الانبياء عليهم الصلوة والسلام
فان معجزات الانبياء من لدن

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ "کوئی جاندار ایسا زمین پر نہیں
کہ جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو اور سب کی
قرارگاہ اور جائے بازگشت سے وہ خبردار ہے یہ
ساری باتیں ایسے کتاب میں ہیں جو واضح اور
روشن ہے" اور سب حیوانات کو پانی سے زندگانی
بخشی ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے "اور ہم نے ہر
زندہ چیز کو پانی سے بنایا ہے" پس تقدس پاکی
اسی ذات کو سزاوار ہے جو پہاڑوں کے بوجھ
(وزن) دریاؤں کے اندازے (پیمانے) بارش
کی بوندوں کے عدد، درختوں کے پتوں کے شمار،
اور رات دن کے پیچھے بعد دیگرے آنے کے حساب
پر اسکا علم محیط ہے" جس قدر زمین پر درخت ہیں
اگر وہ سب کے سب قلم بنجائیں اور سمندر اسے مدد
دے (روشنائی بنے) اس کے بعد سات دریا اسے
مدد دیتے رہیں تب بھی خداوند تعالیٰ کے کلمات
تمام نہ ہوں" کلمات سے مراد معلومات الٰہی ہیں۔
پس یہ عقل ناقص جسمیں تمہارے ساتھ سارے
حیوانات شریک ہیں تمہیں تصدیق امور آخرت کی
طرف یا ان گذشتہ امتوں کے قصوں کی طرف جو
قرآن مجید میں مذکور ہیں یا معجزات انبیاء علیہم الصلوۃ
والسلام کی طرف کس طرح ہدایت کر سکتی ہے؛
اس لئے
کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات [illegible] قدرت
البشر

ابی البشر آدم علیہ السلام
الی زمن نبینا خیر البشر
صلی اللہ علیہ وسلم اکثر
من ان یحصی بل لا یعلمھن
الا اللہ تعالی فان عقل المعاش
عاجز عن ادراک حقیقۃ
المعجزات ولذا سمیت معجزات
حیث عجزت عقول الناس
عن ماھیتھا وکیفیتھا فعقل
المعاش المحصور فی دائرۃ
البرھان العقلی کیف یصدق
شق القمر باشارتہ او حنین
الجذع لمفارقتہ او نبع الماء
بین انا ملہ او شبع الوف
من الناس بصاع شعیر صحا
ام کیف یصدق صیرورۃ
العصا ثعبانا وماء البحر حیطانا
وید موسی علیہ السلام بیضاء
والجبل فوق بنی اسرائیل سماء
ام کیف یصدق ابراء الاکمہ
والابرص واحیاء الموتی وخلق
الطیر من الطین وطیرا
فی الھواء بدعوۃ عیسی
علیہ السلام ام کیف یصدق

آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے۔ بلکہ خداوند تعالےٰ کے سوا کسی کے علم میں نہیں سما سکتے۔

اور درحقیقت معجزات کے ادراک سے عقل معاش عاجز ہی ہے اور معجزات نہیں کہا ہی اس لئے جاتا ہے کہ لوگوں کی عقل اس کی ماہیت اور کیفیت کی سمجھ سے عاجز ہے۔

پس خود ہی سمجھ لو کہ عقل معاش جو دائرہ برہان عقلی میں محصور ہے۔ کیا امور ذیل کی تصدیق کر سکتی ہے۔ معجزہ شق القمر جو آپکے اشارہ سے ہوا؛
تنہ خرما (استن حنانہ) کا آپکی مفارقت کیوجہ سے رونا اور فریاد کرنا؛
آپکی مبارک انگلیوں کے پوروں سے پانی کے چشمہ کا پھوٹ پڑنا؛
ہزاروں آدمیوں کا ایک صاع (چار سیر پائی) جو سے سیر ہونا؛
اور کیا یہ عقل باور کر سکتی ہے کہ عصائے موسی اژدہا بنجائے اور سمندر کا پانی دیوار بنے اور حضرت کلیم کا ہاتھ سورج کیطرح چمکتا ہوا سفید ہو جائے۔ اور بنی اسرائیل پر پہاڑ آسمان کیطرح سروں کے اوپر آجائے؛
اور کیا ایسی عقل مان سکتی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی دعا سے مادر زاد اندھا اور

Marfat.com

ان يصير نار نمرود بردا وسلاما
على ابراهيم الخليل عليه السلام
وعلى هذا القياس ولا يرشد
هذا العقل الناقص الى تصديق
كرامات الاولياء المشهورة
المتواترة حيث لا يسع انكارها
لجاحد فضلا عن جاهل
فاذا كان هذا العقل لا يهدي
الى تصص القران ولا الى
تصديق معجزات الانبياء
عليهم السلام
ولا الى كرامات
الاولياء المعدودات
من البديهيات لعموم
التواتر بها فكيف
يهدي الى تصديق
عذاب القبر وتفريجه
ودخول الملك للسؤال
وخروجه
وضغطة القبر
وسعته سبعون
ذراعا وحشر جسدك
بعد الفناء والبلاء بل نشره
في الهواء

کوڑھی تندرست ہوجائیں اور مُردوں کو قم باذن اللہ کہکر زندہ کردیں۔ اور مٹی سے ایک پرندے کی صورت بنا کر اس کو ہوا میں اُڑائیں؛

اور کیا یہ عقل تسلیم کرسکتی ہے کہ خلیلؑ کے لئے نمرود کی دُھکتی ہوئی آگ ٹھنڈی اور باعث سلامتی بن جائے۔ وعلی ہذا القیاس؛

نیز یہ عقل ناقص تمہیں کرامات اولیائے کرام کی تصدیق کی بھی ہدایت نہیں کرسکتی جو زیادتی شہرت کی وجہ سے حدِ تواتر کو پہنچ چکے ہیں۔ اس طرح پر کہ منکر کو بھی ان میں انکار کرنے کی گنجائش باقی نہیں۔ چہ جائیکہ سمجھدار آدمی کو؛

پس جبکہ یہ عقل تصص کلام مجید، معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کرامات اولیائے کرام کی طرف بھی جو عموم تواتر کی بنا پر بدیہیات میں شمار کئے جانے لگے ہیں۔ کچھ رہبری نہیں کرتی تو تمہیں کیسے ہدایت کریگی۔ ان امور کی تصدیق کی طرف جو بعد میں واقع ہونیوالے ہیں مثلاً:۔

عذاب قبر اور اس کی کشادگی۔

سوال جواب کے لئے فرشتوں کا داخل ہونا اور نکلنا۔

قبر کا میت کو بھینچ لینا۔

ستر گز تک اس کا فراخ ہوجانا۔

اور جسم کا فنا اور بوسیدہ ہونے بلکہ ہوا میں پراگندہ ہوجانے کے بعد اٹھانا۔

52892

Marfat.com

ام كيف السبيل بهذا العقل الى احوال يوم القيمة و اهوالها من الحساب والميزان والصراط والجنة ودوام نعيمها ابد الآبدين والنار ودوام المها ابد الآبدين فكيف ترجى النجاة من عذاب الله تعالى بهذا العقل السقيم السخيف فعليك يا معاقل باتباع العقل الاخروى ماخوذ من مشكوة صدور الانبياء عليهم الصلوة والسلام.

فصل ولعلك تقول ان العقل المعاش وان كان قاصرا فى الامور الاخروية من تصديق الحكايات المروية لكنه كامل فى درك المحسوسات وبديهيات يمكنه ادراك معقولات منجية فى الآخرة فيقال لك الم تسمع حكايات الحكماء اليونانية كافلاطون واقرانه فانهم كانوا فى علو درجة من العقل المعاشى وكانوا يدينون الله من بالحكمة الالهية و كانوا يهذبون اخلاقهم تهذيبا

آیا اس عقل کے ذریعہ کوئی سبیل ہے کہ وہ حالات اور ہولناک واقعات جو قیامت کے دن پیش آنیوالے ہیں معلوم کئے جاسکیں جیسے حساب میزان صراط، جنت اور اس کی نعمتوں کا ہمیشہ کے لئے پائدار رہنا، دوزخ اور اس کی عقوبتوں کا غیر منقطع ہونا۔

پس کیا خداوند ذوالجلال کے عذاب سے ایسی سقیم اور سبک عقل کے ذریعہ نجات کی امید کی جاسکتی ہے، جب نہیں! تو پھر اے سمجھ والو! تمہیں اس عقل کی پیروی کرنی چاہیے جو اخروی ہونیکے ساتھ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منور سینوں سے لی گئی ہے۔

فصل، شاید تم یہ کہدو کہ عقل معاشی اگرچہ امور اخرویہ وحکایات مرویہ کی تصدیق میں قاصر ہے لیکن بلکہ محسوسات کی سمجھ میں کمال رکھتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ اس کے درک میں ایسے سنجیدہ امور آجائیں جو عاقبت میں نجات دہندہ ثابت ہوسکیں؟

اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات غیر ممکن ہے۔ کیا تم نے حکمائے یونان افلاطون اوران جیسے دوسروں کے قصے نہیں سنے؟ اگرچہ وہ عقل معاشی میں ایسا اعلیٰ درجہ رکھتے تھے کہ لوگ انہیں حکماء الٰہی کہتے تھے۔ انہوں نے اپنے اخلاق واقوال کو نہایت مہذب وشائستہ

Marfat.com

غاية التهذيب حتى قيل ان افلاطون كان اكثر جلوسه فى المقابر ويبكى بكاء اكثيرا حيث يسمع صوت بكائه قريبًا من مسافة ميل وكان كلامه موعظةً وحكمةً لكنه مع ذلك كان قاصرًا فى التوحيد والقدرة الالٰهية وقال ان الواحد لا يمكن ان يخلق الا واحدا فى ان واحد واول ما خلق الله العقل الاول ثم بمعاونته خلق الفلك الاطلس اى العرش ثم بمعاونة الجميع خلق السموات والارض وانكر حشر الاجساد ووجود الجنة والنار فى القيمة وذهبوا الى قدم العالم وابديته و بلغ بعضهم دعوة عيسى عليه السلام فقال نحن قوم مهذبون لا حاجة لنا الى من يهذبنا وبقوا محرومين من السعادة الاخروية المنوطة بالتصديق الجازم

بنا لیا تھا۔ یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ افلاطون کی بیٹھک اکثر قبرستان میں ہوتی تھی۔ اور اسقدر روتے تھے کہ ان کے رونے کی آواز تقریبًا ایک میل کی مسافت سے سنی جاتی تھی اور ہمیشہ ان کی گفتگو حکمت و موعظت سے لبریز ہوتی تھی۔

لیکن ان سارے کمالات کے باوجود توحید اور قدرت الٰہی کے علم سے آخر تک قاصر رہے۔

ان کا قول تھا کہ ممکن نہیں کہ واحد (باریتعالٰی) ایک آن (ساعت) میں ایک چیز کے علاوہ کچھ اور بھی پیدا کر سکے۔

اور کہتا تھا کہ پہلے پہل خداوند تعالٰی نے عقل اول کو پیدا کیا پھر اس کی مدد سے فلک اطلس یعنی عرش کو پیدا کیا ہے۔ پھر دونوں کی مدد سے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ اور اسنے حشر اجساد اور قیامت کے دن جنت و دوزخ کے ہونیکا صاف انکار کردیا ہے۔

اسیطرح سب حکمائے یونان عالم کو قدیم مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسپر فنا طاری نہیں ہو سکتی۔

انہیں سے بعض کو حضرت عیسٰے علیہ السلام کی دعوت ایمان بھی جب پہنچی تو کہنے لگے کہ ہم تو پہلے ہی مہذب اور روشن خیال ہیں ہمیں کسی شخص کی کوئی ضرورت نہیں جو ہمیں تہذیب سکھائے۔ اسیطرح سے وہ اس سعادت اخروی سے محروم رہے جو نبی کے تصدیق پر منحصر تھی

لقول الرسول واما قولك انه کامل فی ادراك المحسوسات نفیه نظر لانه قاصر فیه ایضا لان تاثیر الکواکب من المحسوسات وهل یدرك بالعقل وجه التاثیر وسبب تخصیص کل واحد منها بالتاثیر المخصوص وکذا تاثیرات الفلزات المعدنیة والعقاقیر النباتیة فهل یدرك بالعقل وان کان افلاطونیا سبب سمیة البیش وتریاقیة الجدوار وهل یهتدی عقلك الی برودة الطباشیر و الصندل وحرارة الفلفل والقرنفل ثم اسرح نظر عقلك الی الحجر الذی تخرج منه النار بضرب الفولاد علیه الذی سمی بالزند هل النار من الحجر او من الفولاد او من کلیهما وکل من الاوجه مخدوشة یبطلها التجربة بالبداهة وهل تعلم

تصدیق کرنے کے ساتھ وابستہ ہے"۔

اسی طرح تمہارا یہ کہنا کہ عقل معاشی محسوسات کے ادراک میں کامل ہے۔ یہ بھی مخدوش ہے۔ اس لئے کہ ہم مثالوں سے واضح کردینگے کہ اس میں بھی عقل معاشی گم ہوجاتی ہے۔

مثلاً ستاروں کی تاثیرات محسوسات میں سے ہے۔ لیکن عقل ہرگز اس بات کو نہیں جان سکتی کہ ان کے اثر کی وجہ کیا ہے۔ اور ہر ایک کے ساتھ جو اثر مخصوص ہے یہ کیونکر ہے۔

اسی طرح سے معدنی دھاتیں اور نباتی جڑی بوٹیاں ہیں کہ عقل اگرچہ افلاطونی ہو بچھناک کی زہریت اور جدوار کی تریاقیت کی وجہ معلوم کرنے سے عاجز ہے"۔

کیا تم اپنے عقل سے بنسلوچن اور چندن کی سردی اور سیاہ مرچ اور لونگ کی گرمی دریافت کرسکتے ہو؟

پھر نظر عقل کو ذرا اور آگے وسعت دو اور اس پتھر کو دیکھو کہ جب اس پر فولاد رگڑا جائے ... ... تو اس سے آگ کی چنگاریاں نکلنے لگتی ہیں جس کو چقمک کہتے ہیں اور سوچو کہ یہ آگ پتھر کی ہے یا فولاد کی یا دونوں کی: حالانکہ یہ سب صورتیں مخدوش ہیں اور پوچ جن کو تجربہ کھلم کھلا باطل کردیتا ہے"۔

اور کیا عقل قطب شمالی کے ساتھ مقناطیس کو جو

Marfat.com

بعقلك تعشق الحجر المغناطيس
بالقطب الشمالي هل التعشق
من الحجر او من القطب او من
كليهما وأي وجه لدوران
الابرة مع المقناطيس حيث
دار فان اردت الاختبار
فخذ ابرة وضعها في الطست
النحاسي ودوّر الحجر تحت
الطست ترى الإبرة ترقص
في الطست وتدور حيث
ما دار وهل تعلم بعقلك
سبب جذب الكهربا للتبن
والحشيش اليابس وان اردت
الاختبار فقابل الكهرباء
بالتبن ترى التبن يطير اليه
يلزق وهل يصدق عقلك
سبب ميل اناث النخل الى
ذكورها وكل ذلك مرئي
مشاهد وهل تعلم سبب
تاثير العين في المعيون و
السحر في المسحور وكلاهما
حق نطق بهما النصوص
ولقد تعلم ان علماء الهيئة
اثبتوا ببراهينهم كروية

عشق ہے اس کا بھید کھول سکتی ہے کہ یہ عشق اور چاہ، اس مقناطیسی پتھر کے طرف سے ہے یا قطب شمالی سے یا دونوں اسمیں گرفتار ہیں؟

اور کیا وجہ ہے کہ مقناطیس کے ساتھ سوئی پھرتی رہتی ہے؟ اگر اس بات کا تجربہ چاہو تو ایک سوئی کو تانبے کی طشت میں رکھو اور مقناطیس کو طشت کے نیچے گھماتے رہو تو پھر یہ تماشہ دیکھ لوگے کہ سوئی کیسے ناچتی ہے۔ اور کیسے مقناطیس کے گھمانے سے سوئی گھومتی رہتی ہے۔

اور کیا عقل جان سکتی ہے کہ تنکے اور خشک گھانس کو جو کہربا کھینچتی ہے اسکا سبب کیا ہے اگر اس کو بھی آزمانا چاہو تو ایک تنکے کو کہربا کے سامنے رکھدو تو یہ بھی دیکھ لوگے کہ کیسے تنکا اڑ کر کہربا سے چمٹ جاتا ہے؟

اور کیا تمہاری عقل جان سکتی ہے کہ نر کھجور کے پیڑ کی طرف مادہ کھجور کے جھک جانے کا کیا سبب ہے؟

حالانکہ یہ سارے امور دیکھے ہوئے اور مشاہدات میں سے ہیں۔ اور کیا تم جان سکتے ہو کہ نظر بد لگنے اور سحر کے تاثیر کرنیکا کیا سبب ہے؟ حالانکہ یہ دونوں ثابت اور حق ہیں۔ جنکا نصوص میں بھی ذکر ہے؟

پوشیدہ نہ رہے کہ فن ہیئت کے علمانے اپنے دلائل و براہین سے زمین کی کرویتہ (گولائی)

Marfat.com

الارض وكتب الجغرافية
تصدق ذلك والسياحون
مصدقون لكروية الارض
واقوى الدلائل على ذلك
طلوع الشمس في الهند وقت
غروبها في الامريكية و
طلوعها في الامريكية
وقت غروبها في الهند ومن
المعلوم ان الارض معلقة في
الهواء وتبعد السماء عنها
من كل جانب مسيرة خمسمائة
عام كما نطقت بذلك النصوص
فهل يدرك بالعقل قيام
الاجسام الثقيلة الارضية
في الهواء بغير عماد وما
دليل المذكور في علم الهيئة
من ان هناك جاذبا في وسط
الارض يجذب الى نفسه
جميع الاجزاء الارضية
فغير تام فيما نحن فيه لانا نقول
سلمنا ان جاذب الارض
يجذب الى نفسه جميع الاجزاء
الارضية فجميع الارض بجاذبها
ومجذوبها من الجبال والبحار الاثقال

ثابت کیا ہے۔ جغرافیہ کی کتابیں اور سیاح
بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور سب سے قوی
دلیل اس پر یہ ہے کہ جس وقت ہندوستان میں
سورج کا طلوع ہوتا ہے اسی وقت امریکہ میں
غروب ہوتا ہے۔ اور وہاں کے طلوع کے وقت
یہاں آفتاب غروب ہوتا ہے۔ (یہ جب ہی
ہو سکتا ہے کہ جب زمین گول ہو)

اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ زمین ہوا
میں معلق ہے اور آسمان اس کے چہار طرف
سے پانسو برس کی مسافت پر دور واقع ہے۔
جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے۔

اب کیا عقل کے ذریعہ ایسی بھاری اور
بوجھل اجسام ارضیہ کا بغیر کسی ستون کے
ہوا میں لٹکا ہوا رہنا سمجھ میں آسکتا ہے؟

لیکن وہ دلیل جو فن ہیئت میں مذکور ہے
کہ زمین کے درمیان ایک ایسا جاذب کھینچنے
والا ہے جو سارے اجزای زمین کو اپنی طرف
کھینچ رہا ہے۔ تو وہ دلیل بیکار ہے۔ ہمارے
مدعا سے سروکار نہیں رکھتی۔

ہم کہتے ہیں مان لیا کہ اس جاذب نے جمیع
اجزائے ارضیہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ لیکن کل
زمین اپنے جاذب اور مجذوب یعنی اتنے بڑے
سمندروں اور بھاری پہاڑوں کے ساتھ بغیر
ستون کے ہوا میں کیسے قائم رکھی ہے؟

Marfat.com

كيف قامت في الهواء بغير عماد
واما انجذاب كواكب الفلك
لها من الجهات الست الى
نفسها فدليله ظني لا يفيد
اليقين لانه يحتمل ان يكون
في تلك الكواكب قوة دافعة
من الجهات الستة تدفعها
كل واحد من نفسه فاستقلت
في الهواء فان قلت لا قلنا
كما لا يجوز الاندفاع لا يجوز
الانجذاب وان قلت نعم
قلنا جاء الاحتمال وبطل
الاعتماد ولئن سلم ان
الارض قائمة في الهواء
بجذب الكواكب او بدفعها
فالارض مع كواكبها الجاذبة
او الدافعة والسماء مع ما
فيها الى السماء التي فوقها
الى السموات السبع الى
الكرسي فقوام الجميع في
الهواء باي انجذاب او
باي اندفاع فان قلت
قوام الجميع بامر الله تعالى
وقدرته قلت لم لا تسلم

اس کے جواب میں یہ کہنا کہ پوری زمین کو کواکب (تارے) سماویہ اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ تو یہ دلیل ظنی ہے۔ مفید یقین نہیں۔ اس لئے کہ احتمال ہے کہ ان کواکب میں قوت دافعہ (دفع کرنے کی طاقت) ہو جو جہات ستہ (ہر طرف) سے روک رہے ہوں جس کی وجہ سے ہوا میں لٹک رہی ہو۔

اگر تم کہو کہ ایسا نہیں ہے۔ ہم کہینگے اگر اندفاع صحیح نہیں ہے تو پھر انجذاب کی صحت کیونکر تسلیم کریں اور اگر اندفاع کو مان لو تو ہم کہیں گے کہ اس صورت میں احتمال آ گیا اور اعتماد زائل ہو گیا۔

اور اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ زمین ہوا میں جذب کواکب یا ان کے دفع سے قائم ہے لیکن ذرا نظر آگے بڑھاؤ اور دیکھو کہ پوری زمین خود کواکب جاذبہ یا دافعہ کے ساتھ اور پھر ایک آسمان ان چیزوں کیساتھ جو دوسرے آسمان تک اس میں ہیں۔ یونہی ساتوں آسمان کرسی تک یہ سب کیسے قائم ہیں اور یہاں پر کونسا اندفاع ہے اور اس میں کیا انجذاب ہے۔

اس مقام پر پہونچکر بعد زندگی بھیا (؟) اگر ہوش سنبھالے اور کہدیا کہ اس پورے مجموعہ کا قائم رہنا حق سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت سے ہے ہم کہیں گے صحیح ہے۔ لیکن ہندسہ کا رسے اس کو کیوں نہیں مان لیا تا کہ اس

ذلك التقدير من اول الامر و ذلك هو الطريق الاسلم الاقوم لان القادر على قوام السموات السبع في الهواء اليسر بقادر على قوام الارض في الهواء ومع ذلك ثلثة ارباعها البحر المالح والبحر كروى بكروية الارض والماء بطبعه سيال لا يكاد يستقيم بالشكل الكروى فكيف تم الماء في الهواء بالشكل الكروى وامثال ذلك كثير لمن تفكر في ملكوت السموات والارض سبحانك ما خلقت هذا باطلا ۔ فثبت بما ذكرنا ان عقل المعاش غير تام في ادراك المحسوسات الدنيوية فكيف يدرك بهذا العقل المعقولات الاخروية فان قلت ان جميع ما ذكرت من تاثيرات الكواكب و خواص الفلزات المعدنية والعقاقير النباتية وخروج النار من الحجر وتعشق حجر

ساری دردسری سے چھٹکارا ہوتا ۔
اورحقیقت میں یہی طریقہ اسلم اور استوار ہے اس لئے وہ قادر جو ساتوں آسمانوں کو ہوا میں سنبھال سکے کیا وہ اتنی قدرت نہیں رکھتا کہ صرف زمین کو ہوا میں لٹکا رکھے ۔ باوصف اس کے کہ زمین کی تین چوتھائیوں کو دریائی شور گھیرے ہوئے ہے ۔ اور سمندر بھی زمین کی گردیہ کی بنا پر کروی (گول) ہے اور پانی بالطبع سیال (بہنے والا) ہے جو کروی شکل پر قایم نہیں رہ سکتا ۔ تو اب بتلائیے کہ پانی ہوا میں اس کروی شکل کے ساتھ کیسے ٹھیرا ہوا ہے؟ جس شخص میں تفکر کا مادہ ہو اور وہ آسمان اور زمین پر ایک دفعہ نگاہ عبرت دوڑائے تو وہ اس قسم کے بہت سے امثال پا سکتا ہے ۔
" پاکی ہے تیرے لئے تو نے ان چیزوں کو عبث (بیکار) پیدا نہیں کیا ۔"
پس اس سے جو ہم نے ذکر کیا ثابت ہوتا ہے کہ عقل معاش جب محسوسات دنیویہ کی سمجھ سے عاجز ہے تو معقولات اخرویہ ایسی عقل کے ذریعہ کیسے دریافت کئے جا سکتے ہیں ۔"
اگر تم کہو کہ ستاروں کے تاثیرات اجری بوٹی اور دھاتوں کی خاصیتیں ، پتھر سے آگ کا نکلنا مقناطیس کا قطب شمالی اور لوہے سے عشق

Marfat.com

المقناطيس بالقطب والحديد وجذب الكهرباء للتبن وميل اناث النخيل الى ذكورها واقامة الارض في الهواء مع ثقلها بامر الله تعالى وتقديره فانه تعالى اودع التاثيرات في الكواكب والخواص في الفلزات و العقاقير والتعشق في الحجر والكهرباء وخلق الارض قائمة بغير عمد في الهواء وان لم تدرکها عقولنا قلنا نعم سلمنا وصدقنا ان جميع ذلك بامر الله تعالى وقدرته القاهرة وحكمته التامة وذلك عين مقصودنا اذا كانت قدرة الله تعالى صالحة لجميع هذه الامور العجيبة الغريبة البعيدة عن ادراك افهامنا فلم لا تكن تلك القدرة الكاملة صالحة لايجاد ما بعد عن ادراك عقولنا من امور الآخرة

کہربا کا تنکے کو کھینچنا، مادہ کھجور کا نر کھجور کی طرف جھک جانا، زمین کا ایسے بوجھل ہونے کے ساتھ ہوا میں قائم رہنا، غرضیکہ یہ ساری باتیں جو مذکور ہوئیں سب کی سب حق تعالیٰ کی تقدیر اور امر سے ہو رہی ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ نے ہی ان اشیاء میں یہ تاثیریں اور خاصیتیں رکھی ہیں۔ اگرچہ ہماری عقل ان کو سمجھ نہیں سکتی

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور تصدیق کرتے ہیں کہ ساری باتیں حق تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ اور حکمتِ کاملہ کے کرشمے ہیں۔ اور یہی ہمارا مدعا و عین مقصود ہے

لیکن سوچنا چاہیئے کہ خداوند تعالیٰ کی قدرت جب ہمیں یہیں ایسے عجیب و غریب امور جن سے ہماری عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں دکھا رہی ہے تو کیا ایسی قدرت کاملہ ان امور آخرت کو جو ہماری عقل کے احاطہ سے باہر ہیں وجود میں نہیں لا سکتی؟

Marfat.com

فان قلت نعم حصل المقصود وارتفع النزاع وان قلت لا فذلك تحکّم وتعصّب بل تجہّل وتحمّق۔

فصل

فاذا علمت یا اخی فساد هذا العقل وکساده وقلة تدبره فی امور معاده فاترکه هملا ولا تتبعه عملا واذا تیقنت قصوره وفتوره فالنجاة النجاة من اتباعه واستعمال مقدماته واستخراج نتائجه فانه یضلك ویهوی بك الی قعر جهنم واحذر عن مقدماته الفاسدة فی مقابلة اوامر الله تعالیٰ ورسوله صلی الله علیه وسلم ووعدهما ووعیدهما فان المشئوم یقیس الغائب علی الشاهد ویلقن من تلبیسات الشیطان المارد فالله الله عن اتباعه

اگراس بات کو مان لو تو بس نزاع اٹھ گیا اور مقصود حاصل ہؤا۔

اور اگر اس پر بھی نہ مانو تو اس کا کیا علاج ہے۔ یہ سراسر ہٹ دھرمی اور تعصب ہوگا بلکہ نتیجہ جہالت وحماقت ؟

فصل

برادر عزیز! جب اس عقل کے فساد اور قصور کو دیکھ چکے اور امور آخرت میں اس کی کم مایگی کو جان چکے۔ تو اب اسے بے کار ہی رہنے دو اور کسی کام میں اس کی اطاعت نہ کرو۔ اور جب تمہیں اس کے قصور اور فتور کا یقین ہو گیا ہے تو خدارا اس کی پیروی کرنے سے پرہیز کرو اور اس کے مقدمات بنانے اور نتائج نکالنے کے دائو سے بچے رہو۔ کیونکہ یہ تمہیں گمراہ کرکے قعر جہنم میں گھسیٹ لے جائیگی۔ اور خدا ورسول ؐ کے اوامر (احکام) اور وعدہ وعید کے مقابلہ میں کبھی اس عقل ناقص کے مقدمات کو مت لانا۔ اس لئے کہ کمبخت اور منحوس ہی غائب (آخرت) کو حاضر (دنیا) پر قیاس کیا کرتا ہے اور شیطان مردود کے دھوکوں سے تلقین پاتا ہے ؟

دُہرا دُہرا کر بار بار کہتا ہوں کہ کہیں اسکے

Marfat.com

قال الله تعالى افرايت من اتخذ الهه هواه واضله الله على علم وختم على سمعه و قلبه وجعل على بصره غشاوة فمن يهديه من بعد الله واتبع العقل الاخروي الذي يهديك الى الصراط المستقيم لانه ماخوذ من نور النبوة والفيضان الالهي على قلب المومن و انه كالشمعة في الظلمة و انه كالمرشد الهادي في الفلوات وانه العون في المهلكات فاتبعه ولا زهر ولا تتركه ابدا ماحييت فانه منجيات من الموبقات و يهديك الى الصراط المستقيم و الباقيات الصالحات وسبب ذلك ان مبنى الاسلام على التسليم والاذعان وقبول ما اخبر به القران من غير نكير ولا طلب دليل فانك مسئول بالقبول ولست مسئولا بالدليل

پھندے میں پھنس کر اس کی تابعداری نہ کر بیٹھنا۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا لیا ہے اور اللہ نے اُسے علم ہی پر گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اُس کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے پس اسے اللہ کے چھوڑ دینے کے بعد کون رہنمائی کر سکتا ہے"

اور عقل اُخروی کی پیروی کرو کہ وہ تمہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت کریگی۔ اس لئے کہ یہ عقل نور نبوت سے مستفاد ہے جو قلب مومن پر فیض الٰہی ہے اور یہی عقل اندھیرے میں چراغ کی طرح بیابان میں رہبر و رہنما کی طرح اور آڑے وقت میں مشکلکشا کے مانند ہے۔

پس ایسی عقل کی پیروی اپنے اوپر لازم کر رکھو اور جبتک کہ زندہ ہو کبھی اُسے ہاتھ سے نہ چھوڑو کہ یہی مہلکات میں نجات دہندہ اور یہی باقیات صالحات اور صراط مستقیم کی طرف رہنما ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ اصل میں اسلام کی بنا تسلیم و یقین کرنے اور جن باتوں کی قرآن مجید نے خبر دی ہے ان کو بلا انکار و بلا طلب دلیل کے قبول کرنے پر ہے۔

اسی لئے انسان سے یہ سوال کیا جائیگا کہ یہ باتیں تم نے قبول کیں یا نہیں۔ اسکا سوال

Marfat.com

فخذ ما انت به مسئول و
لا تتعب نفسك بالذی لا
تسئل عنه والعقل الاخروی
یرشدك ویهدیك الی
ذلك التسلیم والاذعان
قال الله تعالی لحبیبه
صلی الله علیه وسلم فاستقم
کما امرت وما قال له و
اطلب دلیل ما امرت
به ومقابلة امر المولی
بالدلیل سنة الشیطان
حیث قال فی جواب امر الله
تعالی ایاه بالسجود لادم کیف
اسجد له واعظمه وقد
خلقتنی من نار وخلقته من
طین ولم یعلم من جهله
بان الطین منبع
الفیوضات والبرکات
والنار معدن
النقص والمهلکات
فاذا قیل لك قل
امنت بالله فقل
حالا بلا تردد ولا
تاخر

نہ ہوگا کہ تم نے اس پر دلیل بھی طلب کی یا نہیں۔

بنا بریں سمجھدار آدمی کو چاہئے کہ اسی بات کو مضبوط پکڑ لے جس کا سوال ہو۔ اور جس بات کا ذکر تک نہ آئے فضول اس میں زندگی گنوانے سے کیا حاصل۔

اور عقل اُخروی اسی تسلیم اور یقین رکھنے کی پیروی وہدایت کرتی ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی ارشاد فرمایا کہ "استقامت کیجئے جیسا کہ آپکو امر کیا گیا ہے" یہ نہ فرمایا کہ استقامت کیجئے اور جن باتوں کا آپکو امر ہے ان کی دلیل بھی طلب کیجئے۔

حقیقت میں خداوند تعالیٰ کے امر کے سامنے دلیل طلب کرنا شیطان کی سُنّت (روش) ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ نے جب اس کو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کرنے کے لئے امر کیا تو اس نے جواب میں کہا کہ "بھلا میں اسکی تعظیم اور سجدہ کرسکتا ہوں حالانکہ تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے" بیوقوف اپنی جہالت سے یہ نہ سمجھا کہ مٹی منبع فیوض وبرکات ہے اور آگ معدن نقص ومہلکات۔

بس جبکہ تمہیں کہا جائے کہ کہو امنت باللہ (ایمان لایا میں اللہ پر) تو بغیر تردد وتاخیر کے

Marfat.com

بلسان القال والقلب
امنت بالله وحده
لا شریک له له الملك
وله الحمد یحیی ویمیت
وهو علی کل شیء قدیر و
هو الواحد الاحد
الصمد الذی لم یلد و
لم یولد و لم یکن له
کفوا احد و هو
السمیع البصیر العلیم
المتکلم الحی القیوم القادر
الاول الاخر الظاهر الباطن
الی اخر اسمائه الحسنی وهو
الازلی الابدی الذی لا
یشارکه احد فی ذاته ولا فی
صفاته ولا فی افعاله انما امره
اذا اراد شیئا ان یقول له
کن فیکون لیس بجسم لان الجسمیة
تقتضی الترکیب وهو سبحانه منزه
عن الترکیب لیس بجوهر لا الجوهر
جزء الجسم فاذا لم یکن جسما لا یکون
جوهرا ولا فی مکان ولا فی زمان
لان المکان لابد ان یکون مماسا
بالمکین و المس یقتضی الجسمیة وهو تعالی

زبان اور قلب دونوں کے ساتھ کہہ دو کہ ایمان لایا میں اللہ پر درآنحالیکہ وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کا ہے ملک اور اسی کو سزاوار ہے حمد" وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ ایک اور اکیلا اور ایسا بے نیاز ہے کہ نہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ اور اس کا کوئی ہمجنس نہیں۔ وہ سننے والا، دیکھنے والا، جاننے والا، کلام کرنے والا ہے۔ زندہ ہے، قائم رکھنے والا ہے وہ قادر ہے اور وہی اول و آخر ہے اور وہی ظاہر باطن ہے۔ آخر اسمائے حسنیٰ تک"

وہ ازلی اور ابدی ہے۔ اس کے ذات و صفات اور افعال میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس کے فرمان کی یہ شان ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ چیز موجود ہو جاتی ہے۔

اور باریتعالیٰ کا جسم نہیں اس لئے کہ جسمیۃ کو ترکیب لازم ہے اور باریتعالیٰ ترکیب سے پاک ہے اور جوہر بھی نہیں اس لئے کہ جوہر جسم کا جزو ہے اور جبکہ وہ جسم نہیں تو جوہر کیسے ہو سکتا ہے

اسی طرح سے باری تعالیٰ نہ کسی مکان میں ہے نہ کسی زمانہ میں اس لئے کہ مکان ضرور مکین کے ساتھ مماس ہوتا ہے۔ اور مس بغیر جسمیۃ کے نہیں ہو سکتا جس سے باریتعالیٰ منزہ ہے۔

Marfat.com

منزہ عنہا ولا یمر علیہ زمان لان الزمان عبارۃ عن تعاقب الایام واللیالی ولیس ھناک یوم ولا لیلۃ وھو خالق الزمان لیس کمثلہ شئ وھو السمیع البصیر وھو الذی تحیرت عقول الاولین والآخرین فی درک ذاتہ وصفاتہ واسرار افعالہ واحکامہ واذا قیل لک قل امنت بملئکتہ فقل کذلک امنت بملئکۃ اللہ تعالیٰ کما ھم فی علم اللہ تعالیٰ عموما خصوصا منھم المقربون وحملۃ عرش اللہ ومسبحو سمواتہ وانھم معصومون من المعاصی ومبرؤن من التذکیر والتانیث والاکل والشرب لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون واذا قیل لک قل امنت بکتب اللہ فقل کذلک امنت بجمیع کتب اللہ المنزلۃ علی انبیائہ وانھا من عند اللہ تعالیٰ وان جمیع الکتب تفاصیل کلام اللہ تعالیٰ

اور اس پر کوئی زمانہ نہیں گذرتا۔ کیونکہ زمانہ نام ہے رات دن کے پیچھے بعد دیگرے آنے کا! اور اس بارگاہ قدس میں رات و دن کا گذر نہیں بلکہ وہ خود زمانہ کا خالق ہے"!

اس کے مثل کوئی شے نہیں اور وہ شنوا اور بینا ہے۔ اور وہ ایسی ذات ہے کہ اس کے ذات وصفات اور اسرارِ افعال و احکام میں اولین و آخرین کے عقول حیران و سراسیمہ ہیں"

اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو امنت بملائکتہ (میں ملائکہ پر ایمان لایا ہوں) تو اسی طرح سے کہدو کہ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوں جسطرح سے کہ وہ اللہ کے علم میں ہیں خصوصاً ان میں سے مقربین اور حاملین عرش پر اور آسمانوں میں تسبیح کرنیوالوں پر"!

اور یقین رکھو کہ ملائکہ گناہوں سے پاک ہیں کھانے اور پینے اور نر و مادہ ہونے سے بری ہیں" وہ حق تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جسکا انہیں امر کیا گیا ہے"!

اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو امنت بکتاب اللہ (میں اللہ کی کتابوں پر ایمان لایا ہوں) تو اسی طرح سے کہدو کہ میں ان سب کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے انبیا پر نازل ہوئی ہیں ایمان لایا۔ اور اس پر کہ ساری کتابیں اس کلام قدیم ازلی کی تفصیل ہیں جو حروف اور آواز سے

Marfat.com

القدیم الازلی المنزہ عن الحروف
والصوت واذا قیل لک قل
اٰمنت برسلہ نقل کذلک
اٰمنت برسل اللہ جمیعا من
اولھم اٰدم علیہ السلام
الی اٰخرھم سیدنا محمد
المصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم
خصوصًا منھم المقربون و
جمیعھم معصومون لا یعصون
اللہ تعالٰی موفقون من
عند اللہ تعالی بالتوبۃ
المقبولۃ ان وقعت منھم
زلۃ وھم خیر خلق اللہ
تعالی وصفوتہ من عبادہ
بلغوا الرسالۃ وادوا الامانۃ
وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ
وفضل اللہ بعضھم علی
بعض مع انا لا نفرق بین
احد منھم فی نفس الرسالۃ و
اکرمھم اللہ تعالی بلذیذ
خطابہ وکلامہ واعزھم
اللہ تعالی بتائیدہ ونصرہ
ورفع
درجاتھم

منزہ ہے اور یہ سب کتابیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔

اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو "اٰمنت برسلہ" (ایمان لاتا ہوں میں رسولوں پر) تو کہدو کہ برابر میں اللہ تعالے کے کل رسولوں پر اول الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم تک ایمان لایا ہوں۔ خصوصًا ان پر جو مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ اور کل انبیاء معصوم ہیں یعنی ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ مقبولہ کی توفیق دی ہے برتقدیر اگر ان سے کوئی لغزش صادر ہو جائے۔ اور وہ بہترین مخلوق۔ اور اللہ کے بندوں میں برگزیدہ ہیں۔ انہوں نے تبلیغ رسالت میں کوتاہی نہ کی۔ اور حق امانت ادا کر دیا۔ وہ راہ خدا میں شایان شان کوشش اور حق جانفشانی بخوبی بجالائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ باوصف اس کے کہ نفس رسالت کے بارے میں ہم ان میں فرق نہیں کرتے۔ باریتعالیٰ نے اپنے پاک کلام اور پیارے خطاب سے ان کی عزت افزائی کی ہے۔

اور اپنی تائید و نصرت سے ان کو غلبہ بخشا ہے

Marfat.com

في الدنيا والآخرة واعطاهم
الشفاعة في عصاة امتهم
وخص الله تعالى بمزيد
فضله من بينهم سيدنا
محمد المصطفى صلى الله عليه
وسلم بما نكن منزلة الدرجات
لعلى حتى انه جعله خليفة
نفسه وجعل فعله وقوله
فعل نفسه وقول نفسه
فقال وما رميت اذ رميت
ولكن الله رمى وقال وما
ينطق عن الهوى ان هو الا
وحي يوحى وجعل متابعته
سببا لمحبته فقال قل ان
كنتم تحبون الله فاتبعوني
يحببكم الله وجعل اطاعته
اطاعة نفسه فقال من
يطع الرسول فقد اطاع
الله وجعل نوره اول
المخلوقات ومن نوره
خلق الارض والسموات و
جعل ادم ومن دونه
تحت
لوائه

دنیا و آخرت میں ان کے مدارج بلند فرمائے اور
اپنے گنہگاران امت میں ان کو حق شفاعت یعنی
(سفارش) عطا کیا ہے۔

خاص کر اپنے فضل و کرم سے ہمارے آقا و مولا
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب انبیا میں
زیادہ فضیلت و بزرگی اور بلندی درجہ کے ساتھ
خاص دستاز فرمایا ہے یہانتک کہ آپکو اپنا خلیفہ
بنایا اور آپکے قول فعل کو اپنے قول فعل کا مظہر قرار دیا چنانچہ
ارشاد ہے کہ "آپ نے نہ پھینکی (خاک کی مٹھی)
جبکہ پھینکی بلکہ اللہ ہی نے پھینکی تھی"

حضور اکرم کی شان میں ارشاد ہوتا ہے کہ
"نہیں کہتے اپنی خواہش سے بلکہ وہ وحی ہی ہوتی
ہے جو نازل کی جاتی ہے" اور آپ کی متابعت کو
اپنی محبت کا سبب گردانا ہے اور فرمایا ہے کہ
"اے حبیب! ان سے (کفار قریش سے) کہہ دو کہ اگر
اللہ کی محبت کا دعوے ہے تو میری متابعت میں
ثابت قدم رہو تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کریگا"
اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا
اور فرمایا کہ جس نے رسول کی اطاعت کی تو درحقیقت
اس نے اللہ کی اطاعت کی" اور آپ کے نور کو
سب مخلوقات سے اول پیدا کیا اور آپ ہی کے
نور سے زمین و آسمان پیدا کئے"

حضرت آدم اور ان کے بعد جو انبیاء ہیں۔
سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے

Marfat.com

يوم القيمة واعطاه الشفاعة العظمى ودخل فی عظيم شفاعة الانبياء والمرسلون وجعل امته بسببه وحرمته خير الامم وحفظ امته مع كثرة هجومها على المعاصی من الخسف والمسخ وعموم العذاب لعظيم حرمته صلى الله عليه وسلم فقال تعالى وما كان الله ليعذبهم وانت فيهم واقسم بعمره واقسم ببلده فقال تعالى لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون ولا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد واكرمه بلقاء نفسه فی هذه الدار ودناه من حضرته فقال ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى الى غير ذلك من الدرجات العلى والمقامات الاعلى والتشريفات التي لا تعد ولا تحصى ونعم ما قيل فی الفارسية

تیجے قیامت کے دن جگہ دی۔ اور حضور کو شفاعت عظمیٰ کا منصب عطا کیا۔ یہانتک کہ انبیاء و مرسلین کو بھی آپکی وسیع شفاعت میں داخل ہونیکا فخر بخشا اور آپ ہی کے اعزاز سے آپکی اُمت کو خیر الامم کے لقب سے سرفراز فرمایا اور باوجود کثرت معاصی کے آپکی اُمت کو مسخ ہونے اور دھنسنے سے محفوظ رکھا اور عام عذاب سے نجات بخشی"

یہ محض حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حرمت واعزاز کی وجہ سے آپ کی اُمت پر انعام ہے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ ان کو عذاب میں گرفتار نہ کریگا جبکہ آپ ان میں موجود ہیں"

اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی پیاری عمر اور آپکے پسندیدہ شہر کی قسم کھائی ہے۔ کہ "اے نبی محبوب! قسم ہے آپ کی جان عزیز کی کہ بیشک کفار اپنے نشے میں بہکے ہوئے ہیں" اور "قسم کھاتا ہوں میں اس شہر (مکہ) کی درآنحالیکہ آپ اس میں موجود ہیں"

اور آپ کو اسی دنیا میں اپنے دیدار سے محفوظ ومکرم کیا اور اپنے حضور میں قربت کا درجہ عنایت فرمایا۔ قولہ تعالیٰ پھر قریب ہوتے چلے آئے اور جھک گئے یہانتک کہ دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک ہوگئے"

اس کے علاوہ وہ وہ بلند درجے اعلیٰ مقامات اور اعزاز آپکو حاصل ہوئے جو حد حساب وشمار

Marfat.com

؎ یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

و اذا قیل لک قل اٰمنت بالیوم الاٰخر فقل حالا بلا تردد ولا تسوف ولا شک ولا ارتیاب اٰمنت بالیوم الاٰخر و اھوالہ احوالہ و طول مدۃ یومہ مقدار خمسین الف سنۃ وحسابہ وکتابہ و میزانہ و صراطہ وجنتہ بنعیمھا الدائمۃ الابدیۃ و انھارھا وقصورھا حسب درجات اعمال داخلیھا بمحض کرم اللہ تعالیٰ و فضلہ وجحیمہ بلا ھو الہا الدائمۃ الابدیۃ و عذابہا المقیم للکفار ابد الاٰبدین وللفساق ان لم ینلھم شفاعۃ الشافعین بمقدار عصیانھم تطھیرا لھم عن دناس المعاصی نجانا اللہ بفضلہ عنھا و ان اللہ تعالیٰ

سے باہر ہیں کسی نے کیا اچھا کہا ہے (ترجمہ شعر):۔
"اے صاحب جمال اور اے انسانوں کے سردار!
تیرے ہی منور چہرے سے چاند روشن ہوا ہے
تیری شایان شان تعریف ممکن نہیں، قصہ مختصر
یہ ہے کہ خدا کے بعد بزرگی تمہیں ہی رکھتے ہو"

اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو اٰمنت بالیوم الاٰخر تو بغیر شک و شبہ اسی وقت بے تاخیر اور بغیر کسی پس و پیش کے کہدو کہ میں روز قیامت پر ایمان لایا۔ اور قیامت کے واقعات اور ہولناک مناظر پر یقین رکھتا ہوں۔ اور اس بات پر کہ وہ دن پچاس ہزار برس کے برابر ہوگا۔ اور حساب و کتاب و صراط، میزان پر ایمان رکھتا ہوں۔ نیز جنت اور جنت کی نعمتوں پر جو ہمیشہ پائدار رہینگی اور نہروں اور قصور (محل) پر جو جنتیوں کو حسب مدارج اعمال محض اللہ کے فضل و کرم سے عطا کئے جائیں گے ایمان رکھتا ہوں۔

اسی طرح دوزخ کو مانتا ہوں اور دوزخ کی ان تکالیف و عذاب کی تصدیق کرتا ہوں جنہیں کفار ہمیشہ ابدالآباد تک اور فساق (گنہگار) اپنے گناہوں کی آلودگی سے پاک ہونے کے لئے مبتلا رہیں گے۔ اگر کسی کی شفاعت سے انکی دستگیری نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے اس سے نجات بخشے۔

اور اس بات کو صحیح تسلیم کرتا ہوں کہ اللہ محض

Marfat.com

ينجي بفضله وكرمه بعض
عباده الصالحين عن اهوا
لها وهم مستريحون في ظل
عرشه ويصير ذلك اليوم
بطوله عليهم مقدار ما
يصلون في الدنيا ركعتي
الفجر فلا تتحير في ذلك
فان الله تعالى خالق الزمان
يطوله على من يشاء وينقصه
على من يشاء فلا تكن من الممترين
واذا قيل لك قل امنت بالقدر
خيره وشره نقل كذلك
امنت بالقدر خيره وشره
من الله تعالى اعلم ايها
الطالب سبيل النجاة
ان مسئلة التقدير من ادق
مسائل الكلام واغمضها و
الايمان به واجب والتفحص
عن اسرارها وكنه حقايقها
بدعة لان عقلك المعاشي
قاصر عن دراك حقيقة
المسئلة واللازم عليك الاذعان
والتسليم بان الخير والشر
كله بتقدير الله تعالى وارادته وقدرته
[illegible]

اپنے فضل وکرم سے اپنے بعض صالح بندوں
کو قیامت کے ہولناک مواقع سے محفوظ رکھیگا
اور عرش کے سایہ میں ان کو آرام کے لئے جگہ دیگا
اور اتنا طویل دن ان کے لئے اتنے وقت کے برابر
ہوجائیگا جس میں دو رکعتیں نفل کی پڑھے جاسکیں
اس میں حیرت اور تعجب کی کیا بات ہے جبکہ
باریتعالیٰ خود زمانے کا خالق ہے تو یہ بھی اسکے
قبضۂ قدرت میں ہے کہ جس کے لئے چاہے اس کو
لمبا بنادے اور جس کے لئے چاہے اسے کوتاہ کردے
پس تم کو شک کرنیوالوں میں سے نہ ہونا چاہئے
اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو امنت
بالقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ (ایمان
لایا میں تقدیر پر کہ خیر وشر جا اللہ کی جانب سے
ہے) تو تم کو اسی طرح سے کہنا چاہئے۔
اے راہ نجات کے طالبو! جاننا چاہئے کہ تقدیر
کا مسئلہ علم کلام کے نہایت دقیق ترین اور پیچیدہ
مسائل میں سے ہے۔ اور قدر پر ایمان لانا واجب
ہے اور اس کے اسرار وحقیقت کی تلاش میں
پڑنا بدعت ہے۔
اس لئے کہ عقل معاشی اس مسئلہ کی حقیقت پانے
سے قاصر ہے۔ اس لئے تمہیر لازم ہے کہ اس بات
کا پختہ یقین رکھو اور اس کو تسلیم کرو کہ خیر وشر
کل اللہ کے قدر وارادہ سے ہی [illegible] جس کو
تمہارے تولد سے پہلے ہی اللہ نے مقدر کرلیا

Marfat.com

قال الله تعالیٰ والله خلقکم وما تعملون وقال النبی صلی الله علیه وسلم اربعة تکتب علی ابن آدم وهو فی بطن امه السعادة والشقاوة والرزق والعمر لکنه یرضی بالخیر و لا یرضی بالشر وهذا المحل مزلة اقدام التابعین للادلة العقلیة المحرومین عن اسرار حکم الله تعالیٰ فی خلقه فقالوا اذا کان الله تعالیٰ لا یرضی بالشر فلای شیٔ قدّر الشر واراده و یتشعب الملحدون فی هذا المقام شعبا کثیرة حسب اتباع عقولهم الفاسدة وتتبع دلائلهم الکاسدة فنجی المتشبثون باذیال الشریعة حیث فوضوا اسرار الله وحکمه فی مِلکه ومُلکه الیه واقروا بالتسلیم والایمان بقضاء الله وقدره وخسر هنالك المبطلون واما قولهم اذا کان الله لا یرضی بالشر فلای سبب قدّره واراده فهذا الاعتراض

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے اعمال کو بھی۔"

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "چار چیزیں ایسی ہیں جو ابن آدم پر اس وقت لکھی جاتی ہیں جبکہ وہ ماں کے پیٹ ہی میں ہوتا ہے۔ سعادت، شقاوت، رزق، اور عمر۔"

لیکن اللہ تعالیٰ خیر سے راضی ہوتا ہے اور شر سے ناراض۔ یہی مقام ہے جہاں سے دلائل عقلیہ کے تابعین جو اللہ کی حکمتوں کے اسرار سے محروم ہیں ان کے پاؤں پھسل گئے ہیں اور کہہ بیٹھے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ شر کو پسند نہیں کرتا تو اس نے شر کو پیدا ہی کیوں کیا، اور اسکا ارادہ کیوں فرمایا۔

اور اسی محل میں ملحدین کی (اپنے عقول فاسدہ و دلائل کاسدہ کے اتباع کے موافق) کئی شاخیں نکلی ہیں۔

پس جن لوگوں نے کہ شریعت کے دامن میں چنگل مارا ہے اس طرح پر کہ اللہ کے اسرار اور حکمتوں کو جو اللہ کے مُلک اور مِلک میں ہیں اسی کو سونپ دیں اور اللہ کے قضا و قدر پر تسلیم و ایمان کا اقرار کیا ہے تو وہ نجات پا گئے اور جنہوں نے اسکو باطل قرار دیا وہ ٹوٹے میں رہے۔

اور انکا یہ کہنا کہ جب اللہ تعالیٰ شر سے ناراض ہے۔ تو اُسے کیوں اُس نے پیدا کیا اور کیونکر اس کا ارادہ کیا؟ یہ اعتراض نہایت بیہودہ اور سفیہانہ

Marfat.com

غایۃ السفاهۃ والشناعۃ لان
العبد لیس لہ ان یسئل مالکہ
عن سبب اوامرہ ونواهیہ
بل العبودیۃ الاذعان القیام
بالاوامر والتحرز والاجتناب
عن ارتکاب المناهی و فی
الحقیقۃ الشر شرٌ بعد تعلقہ
بالعباد واما قبل تعلقہ بکسب
العبد فلیس فی الشر شرارۃٌ
اصلا مثلا البیش سمٌ قاتل
فالبیش فی اصل خلقتہ
لیس فیہ شرٌ اصلا وانما الشر
یحصل فیہ للانسان بعد اکلہ
واستعمالہ ومهما کان فی
الارض فلیس فیہ شرٌ ولا
ضرر فان قیل فای فائدۃ فی
خلقہ نقول فیہ فوائد کثیرۃ
لبعض الامراض بعد اصلاحہ
ولعل فیہ فوائد اخر حیث لا
نعلمہ فکما ان اعتراض
خلق البیش علی اللہ تعالی
سفاهۃ وحماقۃ کذلک الاعتراض
علیہ فی تقدیر الکفر والعصیان
سفاهۃ وحماقۃ و

ہے اس لئے کہ بندہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے مالک
سے اس کے اوامر ونواہی کے سبب دریافت کرنے
لگجائے۔ بلکہ اصل بندگی یہ ہے کہ اس کی ساری باتوں
پر پختہ یقین رکھنے کے ساتھ اوامر پر نہایت مستعدی
سے قایم رہکر عمل درآمد کرتا رہے اور نواہی سے بچے
اور سخت پرہیز کرتا رہے۔"

اور درحقیقت اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو شر
اس وقت شر اور بُرا ہے جبکہ اسکا تعلق بندوں کے
افعال سے ہوجاتا ہے لیکن اس تعلق کے قبل شر
میں کوئی بُرائی نہیں مثلاً بچھناگ زہر قاتل ہے
اور اسکا شر کھلا ہوا ہے لیکن اگر اسکی پیدایش پر نظر
ڈالو تو اس میں کوئی شر نہیں۔ شر اور بُرائی جو اس سے
نکلتی ہے وہ جب ہے کہ انسان اسے کھائے اور
استعمال میں لائے لیکن جبتک کہ یہ جڑ زمین میں
گڑی ہوئی ہے تو اس میں نہ کوئی شر ہے اور نہ
کسی قسم کا ضرر۔"

شاید تم کہدو کہ پھر اس کی پیدایش سے آخر کیا
فائدہ برآمد ہوا؟" اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں
بہت فوائد ہیں بعض بیماریوں کو اصلاح کے بعد
نہایت فائدہ کرتا ہے اور بہت ممکن ہے کہ اس میں
اور بھی فوائد ہوں جنکا اب تک تجربہ نہ ہوا ہو۔"

پس جسطرح سے کہ بچھناگ کی پیدایش کے بارے
میں حق تعالی پر اعتراض کرنا سفاہت اور حماقت ہے،
بالکل اسی طرح کفر اور گناہ کی پیدائش میں نکتہ چینی

Marfat.com

سم الحية قاتل للانسان و سبب لحيوة تلك الحية و الهواء سبب حيوة الانسان وهى بعينها سبب هلاك الحيتان فلا يقول عاقل اى رب لم خلقت الهواء لانها سبب هلاك الحيتان والله تعالى لا يسئل عما يفعل ونحن مسئولون فان قلت سلمنا ان فى الشر بعض المنافع بعد الاصلاح وسم الحية وان كان سما للانسان فهو حيوة لتلك الحية وكذا الهواء فما الفائدة فى الكفر والعصيان نقول فى الكفر والعصيان فوائد كثيرة لا يعلمها الا الله تعالى واما بحسب الظاهر فمنها ان الكفر والعصيان فيهما اظهار جلالة حلم الله تعالى لاعدائه وفيهما عبرة لاولى الالباب حتى يعلموا ان حلمه

نادانی اور جہالت ہے"۔

اور دیکھو! سانپ کا زہر انسان کیلئے قاتل ہے لیکن خود ان سانپوں کے لئے سبب حیات ہے"، ہوا انسان کیلئے سبب حیات ہے اور مچھلیوں کیلئے موجب ہلاک۔

اس کے بعد کوئی عاقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ اے پروردگار! تم نے ہوا کیوں پیدا کی اس لئے کہ یہ ہوا تو مچھلیوں کے لئے ہلاکت کا سبب ہے"؟

اصل میں خالق سے یہ سوال نہیں کیا جا سکتا کہ تم نے یہ کام کیونکر کیا (اس لئے کہ وہ حکیم ہے) البتہ بندے موردِ سوال ہیں"

اگر تم کہو کہ خیر! ہم نے تسلیم کیا کہ بچھا کی اصلاح کے بعد فائدے رکھتا ہے، اور سانپ کا زہر اگرچہ انسان کا قاتل ہے لیکن اسی سانپ کیلئے سبب حیات ہے۔ لیکن کفر و عصیان کا فائدہ پھر بھی سمجھ میں نہیں آتا؛

ہم کہیں گے کہ کفر و عصیان میں بھی بہت سے فوائد ہیں جنکو باریتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا لیکن باعتبار ظاہر جو ہماری سمجھ میں آ سکتے ہیں وہ گنائے دیتے ہیں"

(۱) ایک یہ ہے کہ کفر و عصیان اللہ کے حلم (بردباری) کی بڑائی کا (جو اعداء کے ساتھ ہے) پتہ دیکر سمجھداروں کے لئے ایک درسِ عبرت کھول دیتے ہیں جس سے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس

Marfat.com

اذا کان لاعدائہ فی هذہ الدار بهذہ
المرتبہ فکیف یکون حلمہ لاحبائہ
فی الدار الاٰخرۃ ومنها اختبار
المومنین بثروۃ الکفار و
تنعمهم فی هذہ الدار بالاموال
والبنین اهم یمیلون الی حالهم
بالقلب الیهم ام یصبرون علی
تکالیف الدنیا ابتغاء ما
عند اللہ من الثواب الاخروی
الذی وعدهم اللہ تعالیٰ علی
لسان انبیائہ علیهم الصلوٰۃ
والسلام وهذہ فتنۃ عظیمۃ
ابتلی بها کثیر من الناس قال
اللہ تعالیٰ احسب الناس ان
یترکوا ان یقولوا اٰمنا وهم
لا یفتنون ولقد فتنا الذین
من قبلهم فلیعلمن اللہ الذین
صدقوا ولیعلمن الکاذبین
ومنها تفدیتهم فی القیمۃ
لبعض عصاۃ المومنین کما
ورد فی الحدیث وهذہ منۃ
عظیمۃ من اللہ تعالیٰ علی
المومنین ومنها رغبۃ المومنین و
حثهم علی امور الاخرۃ حیث فوضت

دنیا میں جب حق تعالیٰ کا حلم اپنے دشمنوں کیساتھ اس حد تک ہے تو اپنے دوستوں اور خاص بندوں کے ساتھ آخرت میں کہاں تک ہوگا۔

(۲) دوسرا یہ ہے کہ مسلمانوں کا امتحان ہو جائے کہ وہ اس دنیا میں کفار کی ثروت (آسودہ حالی) و نعمت اور مال و اولاد کو دیکھکر کیا دل سے ان کے حال کی طرف مائل ہوتے ہیں؟ یا ثواب اخروی کی خواہش میں جسکو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مہیا کر رکھا ہے اور اپنے انبیاء علیہم الصلوات کی زبانی اسکا وعدہ فرمایا ہے۔ دنیا کے چند روزہ مصائب و تکالیف پر صبر و شکر کرتے ہیں۔ اور یہ ایسا فتنہ عظیم ہے جس میں اکثر لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ کیا لوگوں نے یہ خیال قائم کر لیا ہے کہ (محض) آمنا کہنے کی وجہ سے چھوڑ دیئے جائیں گے اور وہ فتنہ میں مبتلا نہ کئے جائیں گے اور البتہ اس سے پہلے بھی ہم نے لوگوں کو فتنہ میں ڈالا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں اور جھوٹوں کو جان لے۔

(۳) تیسرا یہ کہ قیامت کے دن کفار کو گنہگار مومنوں کے لئے فدیہ کر دیا جائیگا۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے اور یہ اللہ کا مومنین پر بڑا احسان ہے۔

(۴) چوتھا یہ کہ اس صورت سے مومنین کو امور آخرت کی طرف شوق اور رغبت دلائی گئی ہے۔ اور ان کے جذبات و حسیات کو اس بات کی طرف برانگیختہ کیا اور ابھارا گیا ہے کہ دنیا کی نعمتیں اور سارے

Marfat.com

امور الدنیا دنتعمها للکفار و
الفساق فکما انهم منهمکون
فی امور الدنیا ولایشارکوننا
فیها فینبغی للمومنین ان
ینهمکوا فی امور الاخرة ولا
یشارکونهم فیها ولذا قیل
الدنیا سجن المؤمن وجنة
الکافر ومنها ظهور نور
الاسلام فی مقابلة ظلمات
الکفر والعصیان فان
الاشیاء تعرف باضدادها
ولزوم الشکر للمؤمنین حیث
اعطوا نعمة الایمان والاسلام
ونجاهم الله تعالیٰ بفضله
عن الکفر والطغیان فلولم
یخلق الکفر لما عرف الاسلام
قدرًا وما اوجدوا الشکرًا
ومنها اظهار غنی الله
تعالیٰ عن خلقه وعن
اعمالهم فانه لو کان له
فی الطاعات منفعة
اوفی الکفر والمعاصی
مضرة لما خلق اکثر عباده
کفارا قال الله تعالیٰ

دنیاوی امور کفار و فساق کو سونپے گئے ہیں۔ تو جس طرح سے کہ وہ (کفار) مشاغل دنیا میں منہمک اور محو ہیں اور اس معاملہ میں ہم (مومنین) ان کے ساتھ شریک نہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی غیرت کا تقاضا یہ ہونا چاہئے اور ان کو سزاوار اور زیبا بھی یہ ہے کہ ہمہ تن امور آخرت میں مصروف اور منہمک ہو جائیں اور اس بات میں انکو (کفار کو) اپنے ساتھ شریک نہ بنائیں۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ "دنیا مومن کے لئے جیلخانہ اور کافر کیلئے جنت ہے"

(۵) پانچواں یہ کہ اسلام کا نور کفر وعصیان کی اندھیریوں کے مقابلہ میں اور زیادہ روشن وظاہر ہو جائے۔ اس لئے کہ سب چیزیں اپنی ضدی کے ساتھ مقابلہ کرنے سے جانی جاتی ہیں۔ اور مسلمان اس حقیقت کو جان کر شکر کو اپنے اوپر لازم کر رکھیں کہ ان کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے کفر وسرکشی سے نجات دی اور اسلام وایمان کی نعمت عطا کی۔ پس اگر کفر نہ پیدا کیا جاتا تو نہ اسلام کی قدر کو جانا جاسکتا اور نہ اسکا شکریہ ادا کیا جاسکتا۔

(۶) چھٹا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے غنا اور بے نیازی کا اظہار ہو کہ اُس بے نیاز شہنشاہ کو مخلوق اور اس کے اعمال کی کوئی پرواہ نہیں۔ اس لئے کہ اگر اُسے بندوں کی طاعت میں منفعت ہوتی اور کفر ومعاصی میں مضرت تو ضرور وہ اپنے اکثر بندوں کو کفار نہ پیدا کرتا۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے

Marfat.com

ان اللہ لغنی عن العلمین و منہا
اظہار عظیم قدر الانبیاء
علیہم السلام علی ملئکۃ الکرام
وباقی خلقہ بتنعیم احبائہم و
تعذیب اعدائہم و نعم ما
قیل فی الفارسیۃ ؎ برائے دوستش
جنت برائے دشمنش دوزخ ؛ خدائے او
مقرر ساخت تا قدر ورا دانی ؛ ولعل
فیہ منافع اخری لا نعلمہا
وما یعلم جنود ربک الا ہو
و لنفرد مسئلۃ التقدیر برسالۃ
التنویر فی اخر الکتاب
انشاء اللہ تعالٰی واذا قیل
لک قل امنت بالبعث بعد
الموت فقل بلا تردد و لا
طلب دلیل امنت بالبعث
بعد الموت والبعث بعد
الموت حق والایمان بہ
واجب ولا یتم الایمان الا بہ
اعلم ان مسئلۃ البعث بعد
الموت من اشہر مسائل
المتنازع فیہا بین الکفار
والمسلمین فالکفار قدیما و
حدیثا ینکرونہ لان عقولہم

"تحقیق اللہ کل مخلوقات سے غنی اور بے نیاز ہے"
(۷) ساتواں کفر کے پیدا کرنے سے یہ مقصد ہے
کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کے
دوستوں کو نعمتیں دیکر اور ان کے دشمنوں کو عذاب
میں مبتلا کرکے انبیاء علیہم السلام کے بڑے مرتبے
اور شرف کو ملائکہ اور باقی مخلوق پر ظاہر کرتا ہے۔
اور کیا اچھا کہا گیا ہے فارسی میں ؎ برائے
دوستش جنت برائے دشمنش دوزخ ؛ خدائے او
مقرر ساخت تا قدر ورا دانی ؛
کفر و عصیان میں اس کے علاوہ اور بھی منافع
ہونگے جن کو ہم نہیں جانتے ۔ اللہ کے عساکر
اسرار کو اللہ ہی جانتا ہے ۔
(نوٹ) مسئلہ تقدیر کو "رسالۃ التنویر" کے نام سے
آخر کتاب میں علیحدہ بیان کیا جائیگا ۔
اور جب تمہیں کہا جائے کہ کہو امنت بالبعث
بعد الموت (موت کے بعد دوبارہ بعث زندہ ہونے
پر ایمان لایا ہوں) تو اسی طرح بلا تردد اور بلا طلب
دلیل صاف کہدو اور عقیدہ رکھو کہ موت کے بعد
اٹھنا حق ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور
اس بات پر ایمان لائے بغیر ایمان کامل نہیں ۔
جاننا چاہئے کہ بعث بعد الموت کا مسئلہ ان مشہور
مسائل میں سے ہے جو کفار اور مومنین کے درمیان
مختلف فیہ ہیں ۔ کفار پچھلے زمانے سے لیکر اب تک
اسکا انکار کرتے چلے آئے ہیں ۔ اسلئے کہ ان کی

۷

Marfat.com

الناقصة تابی الوجود بعد العدم
والمسلمون بحمد الله تعالیٰ
معترفون بالبعث بعد الموت
اتباعا لقوله تعالیٰ قال من
يحي العظام وهي رميم قل
يحييها الذي انشاءها اول مرة
وهو بكل خلق عليم ويقولون
ان الذي خلق الخلق من العدم
اول مرة قادر على ان يخلقه
مرة ثانية بالطريق الاولى
فان قيل خلق الخلائق على
مر الدهور من نطفة الابوين
وليس هناك عدم محض كما
هو مذهب الماديين قلنا
من اى نطفة خلق ابونا ادم
عليه السلام فان قيل خلق
من التراب قلنا كذلك
يخلق الله الموتى من التراب
ومن اى نطفة خلقت
الملائكة وعالم الارواح و
عالم الاجنة فان قلت من
مادة النور
او
من مادة النار

ناقص عقلیں عدم کے بعد وجود کا انکار کردیتی ہیں۔
اور مسلمان بحمدہ تعالیٰ بعث بعد الموت کا بہ اتباع فرمودۂ الٰہی اعتراف کرتے ہیں ارشاد الٰہی ہے۔

انسان کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو در آنحالیکہ وہ گل گئی ہوں کون زندہ کریگا کہدیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہ وہی خدا اسے زندہ کردیگا جسنے اسے پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اور وہ ہر ایک چیز کی صنع کو جانتا ہے۔

مسلمان کہتے ہیں کہ جس ذات کی یہ شان ہو کہ وہ پہلے پہل مخلوق کو عدم محض سے پیدا کرسکے وہ بطریق اولیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اسے دوبارہ پیدا کردے۔ اگر بنا بر مذہب مادیین (نیچری یا دہریہ) یہ کہا جائے کہ ساری خلقت ابتدائً والدین کے نطفہ سے ہی پیدا ہوتی چلی آرہی ہے عدم محض سے پیدائش نہیں ہوسکتی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اچھا پھر بتلائیے کہ ہم سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کس نطفہ سے پیدا کئے گئے۔

اگر تم کہو مٹی سے، ہم کہیں گے ٹھیک ہے مردوں کو بھی حق تعالیٰ مٹی سے اسی طرح پیدا کردیگا۔

اچھا: ملائکہ، جن، اور عالم ارواح کس نطفے سے پیدا کئے گئے ہیں؟

اگر تم کہوگے کہ نور یا نار کے مادے سے۔

Marfat.com

قلنا كذلك يحيى الله الموتى من مادة النور او من مادة النار حسب اعمالهم النورية والنارية والله على كل شيء قدير وبعث الخلق مما وعده الله تعالى ولن يخلف الله وعده و البعث بعد الموت من مسائل الضرورية الاسلامية نطق به القرآن وتواترت به الاحاديث الصحيحة فمنكره خارج عن دائرة الاسلام فاطلب النجاة باتباع قول الله وقول الرسول واترك العقل الافلاطوني فانه يهلكك كما اهلكه

ہم جواب میں عرض کرینگے صحیح فرمایا بالکل اسی طرح سے حق سبحانہ وتعالیٰ بلحاظ اعمال بعض مُردوں کو نور کے مادہ سے اور بعض کو آگ کے مادہ سے زندہ کریگا۔" اللہ تعالیٰ ہر ایک شے پر قادر ہے" مخلوقات کا بعث ان امور سے ہے جنکا خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔" اور اللہ تعالیٰ ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا۔"

اور بعث بعد الموت ان مسائل ضروریہ اسلامیہ سے ہے جسکا قرآن شاہد ہے اور جس کے بارے میں احادیث صحیحہ تواتر کی حد کو پہنچ چکی ہیں۔ اس لئے اسکا منکر اسلام کے دائرے سے خارج ہے۔ اسوجہ سے تمہیں چاہیئے کہ ارشاد الٰہی اور فرمان مصطفوی کے اتباع میں نجات طلب کرو اور عقل افلاطونی کو چھوڑ دو کہ یہ تمہیں بھی ایسا ہی ہلاک کر دیگی جیسا کہ خود اسے ہلاک کیا تھا۔

فصل

ومما ينجيك من عذاب الآخرة اعتقادك الجازم بشرف الآل والاصحاب ولزوم المحبة معهما بمحبة النبي صلى الله عليه وسلم فان النبي صلى الله عليه وسلم حث امته بمحبة مع آله الطيبين الطاهرين واصحابه

ان امور میں سے جو تمہیں عذاب آخرت سے نجات دے سکتے ہیں. ایک یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے آل اور اصحاب کے شرف اور بزرگی کا پختہ اعتقاد رکھو اور ان کی محبت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے لازم جانو اس لئے کہ حضور اکرم نے اپنی امت کو اپنی پاک و پسندیدہ آل اور پرہیزگار برگزیدہ اصحاب کی محبت کے لئے نہایت شوق دلایا ہے اور پختہ

البررۃ المتقین دفی شرفہما وعظیم حقوقہما النصوص القرآنیہ والاحادیث الصحیحۃ النبویۃ مالا یکاد یحصر کانہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم علم بالعلم الالٰھی ان بعض امتہ یبغضون احدے الطائفتین نفرقۃ منہا تحب الآل وتبغض و تنقص الاصحاب وسموا انفسہم شیعۃ علی رضی اللّٰہ عنہ وھم الروافض یقعون فی اصحاب النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم ویتھمونھم باشیاء کثیرۃ من النقائص وھم برءآء منہا ونستشھد علی براءتھم وحسن عاقبتھم بالشاھدین العادلین اللّٰہ ورسولہ قال اللّٰہ تعالیٰ محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللّٰہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم

کیا ہے۔"

ان کے شرف اور حقوقِ عظیمہ کے بارے میں نصوص قرآنیہ اور صحیح احادیث نبویہ اس کثرت سے وارد ہیں جن کا بیان نہیں کیا جا سکتا۔ گویا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم الٰہی سے جان لیا تھا کہ امت کا ایک حصہ ان دونوں برگزیدہ جماعتوں میں سے ایک کے ساتھ بغض رکھیگا جس کی بنا پر آپ نے اس قدر ترغیب فرمائی۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک فرقہ ایسا ہے، جو آل سے تو محبت کرتے ہیں۔ لیکن اصحاب کے ساتھ سخت بغض رکھتے ہیں۔ اور ان کی شان کو کم کر دیتے ہیں۔ اس گروہ نے اپنا نام شیعۂ علیؓ (یعنی طرفدارانِ علیؓ) رکھ لیا ہے اور یہی روافض ہیں۔ یہ لوگ اصحابِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور ان پر بہت سی ایسی باتوں کی تہمت لگاتے ہیں جن سے وہ فی الحقیقۃ بری ہیں

ہم اہلسنت والجماعت ان کی برائت اور حسن عاقبت پر دو عادل گواہ پیش کر سکتے ہیں یعنی اللہ اور اللہ کا رسولؐ۔

حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کفار کے حق میں سخت اور آپس میں نرم دل ہیں (اے مخاطب) تو ان کو رکوع اور سجدہ کی حالت میں ہی دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی طلب کرتے ہیں۔ سجدوں

Marfat.com

من اثر السجود وقال تعالیٰ
لقد رضی اللہ عن المؤمنین
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ
فعلم ما فی قلوبھم فانزل
السکینۃ علیھم وقال تعالیٰ
والسابقون الاولون من
المھاجرین والانصار والذین
اتبعوھم باحسان رضی اللہ
عنھم ورضوا عنہ واعد لھم
جنٰت تجری تحتھا الانھار
جعل اللہ تعالیٰ رضوانہ
للمھاجرین والانصار و
للذین اتبعوھم بالاحسان
دلت الآیۃ علی ان رضوان
اللہ تعالیٰ لھم ولمن تبعھم
بالاحسان والمحبۃ واما الذین
اتبعوھم بالکفران والبغیضۃ
فلا یستحقون رضوان اللہ
تعالیٰ کفانا رضوان اللہ ولا
نبالی بسخط اعداء اللہ تعالیٰ
وقال اللہ تعالیٰ لا یستوی
منکم من انفق من قبل الفتح
وقاتل اولئک اعظم درجۃ
من الذین انفقوا من بعد

کے اثر سے ان کے چہروں پر نشانیاں ہیں"۔ اور ارشاد ہے
کہ تحقیق اللہ مسلمانوں سے راضی ہوا جبکہ وہ تم سے
درخت کے تلے بیعت کر رہے تھے پس اس نے جو
ان کے دلوں میں ہے جان لیا۔ پھر ان پر اطمینان نازل
فرمایا"۔ اور ارشاد ہے:" اور پہلے پہل سبقت کرنے والے
مہاجرین اور انصار اور جنہوں نے ان کی اخلاص کے
ساتھ پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہے اور
وہ سب اللہ سے خوش۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ
تیار کر رکھے ہیں جنکے تلے نہریں بہتی ہیں"۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی مہاجرین انصار
اور ان کے با اخلاص متبعین کے لئے ظاہر فرمائی ہے
تو اس آیت نے اس بات پر صاف دلالت کی کہ اللہ
کی خوشنودی صرف ان کے لئے ہے اور ان کے لئے
ہے جو ان کے بعد بھلائی اور محبت کے ساتھ انکے
تابع ہوئے۔

لیکن وہ لوگ جو ان کے بعد ان کے ساتھ بغض اور
ناشکری سے پیش آئے تو وہ کبھی اللہ کی خوشنودی کے
مستحق نہیں ہو سکتے۔

ہمیں اللہ کی خوشنودی کافی ہے اعداء الٰہی
کے غصہ کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔

اور ارشاد الٰہی ہے کہ "تم میں سے وہ لوگ جنہوں
نے فتح (مکہ) کے بعد خرچ اور قتال کیا ہے ان لوگوں
کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح کے پہلے خرچ
اور قتال کیا ہے۔ یہ لوگ از روئے درجہ

Marfat.com

قالوا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ فانظر بعین الانصاف الی جملۃ قول اللہ تعالیٰ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ والحسنیٰ ہی الجنۃ باتفاق المفسرین فلفظۃ کلا تنادی باعلیٰ صوتہا ان الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین کلھم من اہل الجنۃ فاندفع بھذہ الکریمۃ ما سول الشیطان فی قلوب اولیائہ ان الصحابۃ رضی اللہ عنہم احیانا اللہ علی محبتہم وحشرنا فی زمرتہم بعد وفات النبی صلے اللہ علیہ وسلم انحرفوا معاذ اللہ عن جادۃ الاسلام وارتدوا بعد الایمان الا نفرا یسیرا ما یبلغ عددھم سبعۃ لان من کان مالہ الجنۃ بشہادۃ رب العلمین کیف یظن المسلم انہم ماتوا مرتدین عیاذاً باللہ تعالیٰ ضدد لفظۃ وعد اللہ تشیر الی ان ھذہ البشارۃ للاصحب من مواعد اللہ الذی لا یخلف المیعاد قال تعالیٰ وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ وقال تعالیٰ للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا	اجر بہت بڑے ہیں وکلا وعد اللہ الحسنیٰ اور اللہ نے سب سے نیک وعدہ کیا ہے۔" انصاف کی نظر سے وکلا وعد اللہ الحسنیٰ کے جملہ کی طرف دیکھنا چاہئے۔ اسلئے کہ "حسنیٰ" باتفاق مفسرین "جنت" ہے۔ اور "کلا" (سب) کا لفظ نہایت بلند آہنگی سے پکار کر کہتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب اہل جنت سے ہیں۔" اس آیت کریمہ سے وہ شبہ بھی دفع ہو جاتا ہے جس کو شیطان نے اپنے دوستوں کے دلوں میں آراستہ کر دکھایا ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (اللہ تعالیٰ ان کی محبت پر ہمیں زندہ رکھے۔ اور قیامت کے دن انکی جماعت میں اُٹھائے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد" سوا ایک چھوٹی جماعت کے جو کل کے کل شمار میں سات ہیں" سب کے سب اسلام کے راستہ سے منحرف ہو گئے اور ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گئے (معاذ اللہ) اس لئے کہ جن لوگوں کا مآل رب العلمین کی شہادت سے جنت قرار پائے تو ایک مسلمان یہ گمان کیونکر کر سکتا ہے کہ وہ عیاذاً باللہ مرتد ہو کر مریں۔" اور "وعد اللہ" کے لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اصحاب کو یہ بشارت وعدہ ہائے الٰہی سے ہے اور خود اللہ کا ارشاد ہے کہ "اللہ اپنے وعدوں کا خلاف نہیں کرتا۔" اور باریتعالیٰ کا ارشاد ہے (مالِ فَے غنیمت) ان محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالو

Marfat.com

من دیارھم واموالھم یبتغون
فضلا من اللہ ورضوانا و
ینصرون اللہ ورسولہ اولئک
ھم الصادقون والذین
تبوؤا الدار والایمان من قبلھم
یحبون من ھاجر الیھم ولا
یجدون فی صدورھم حاجۃ
مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم
ولو کان بھم خصاصۃ ومن
یوق شح نفسہ فاولئک ھم
المفلحون والذین جاؤا من
بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین
امنوا ربنا انک رؤف رحیم ۵
قسم اللہ تعالی امۃ حبیبہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم ثلاث فرق الاولی
فرقۃ المھاجرین الذین اخرجوا
من دیارھم واموالھم ابتغاء
فضل اللہ ورضوانہ ولنصرۃ اللہ
رسولہ فوصف اللہ تعالی ھذہ
الفرقۃ بانھم ھم الصادقون
فی قولھم وفعلھم المشار
الیہ فی قول اللہ تعالی

یہ نکالے گئے ہیں جو اللہ کے فضل و رضامندی کے طلبگار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں۔ (اور نیز مال غنیمت) اُن کے لئے ہے جنہوں نے (مہاجرین کے آنے سے پہلے) مدینہ میں اور ایمان میں قرار پکڑا (دوست رکھتے ہیں اس کو جو ان کی طرف ہجرت کرتا ہے اور نہیں پاتے اپنے دلوں میں کوئی غرض (یا کوئی خلش) اس شئی کی طرف جو مہاجرین کو دیدیجائے اور ان کو اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ اور جو بچایا جاتا ہے اپنے نفس کو بخل (یا حرص) سے تو وہی لوگ کامیاب اور فلاح پانیوالے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد آئے کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے ہم کو بخشدے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ایمان لانے والوں کی بابت ہمارے دلوں میں کینہ نہ ڈال۔ اے ہمارے رب تو بڑا شفیق و مہربان ہے۔

حق سبحانہ وتعالی نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو تین فرقوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک فرقہ ان مہاجرین کا ہے جو اپنے وطن اور مال سے محض اس لئے نکالے گئے کہ وہ اللہ کے فضل و رضامندی کے طلبگار تھے اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کے خواہاں۔ پس اللہ سبحانہ وتعالے نے اس گروہ کا وصف اس طرح فرمایا ہے کہ یہ لوگ اپنے قول و فعل میں صادق ہیں اور انہیں کی طرف

Marfat.com

اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الآیۃ فدرجتہم بعد درجۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام الثانیۃ فرقۃ الانصار الذین تبوء الدار والایمان من قبل المہاجرین وصفہم اللہ تعالیٰ بانہم یحبون المہاجرین ویؤثرونہم علیٰ انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ نصر اللہ ورسولہ فوقاہم اللہ شح انفسہم واولٰئک ہم المفلحون المشار الیہم فی الآیۃ بالشہداء ودرجتہم بعد درجۃ الصدیقین فرقۃ ثالثۃ لیسوا بالمہاجرین ولا بالانصار جاؤا بعد الفرقتین الاولین الذین سبقت لہما الحسنیٰ والدرجات العلیٰ فی العقبیٰ لکنہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان یطلبون المغفرۃ لانفسہم

اس آیت پاک میں اشارہ ہے کہ" جو اللہ اور رسول کا کہا مانتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے" یعنی انبیا و صدیقین شہدا اور صلحا۔ ۔ تو ان کا درجہ انبیا رکرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے بعد ہی ہے۔"

دوسرا فرقہ انصار کا ہے جنہوں نے مہاجرین کے آنے سے پہلے مدینہ میں قرار پکڑا اور ایمان کو اپنے دل میں جگہ دی۔ اللہ نے ان کا وصف اسطرح بیان فرمایا ہے کہ" یہ گروہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان کو اپنی جانوں پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اگرچہ خود فقر وفاقہ میں ہی ہوں" اللہ نے ان کو اپنے نفسوں کے حرص وبخل سے بچا لیا اور وہی لوگ کامیاب ہوئے جن کی طرف آیت مذکورہ میں "شہداء" کے لفظ سے اشارہ ہے۔ اور ان کا درجہ صدیقین کے درجہ کے بعد ہے۔"

تیسرا فرقہ ایسا ہے جو مہاجرین اور انصار میں سے نہیں ہے اور ان دونوں جماعتوں کے بعد آیا ہے جن کے لئے "حسنیٰ" (جنت) اور بلند مراتب نے آخرت میں سبقت کی ہے۔ لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں" اے ہمارے رب! ہم کو اور ان کو جنہوں نے ایمان میں ہم سے سبقت کی ہے بخش دے" یہ جماعت اپنے لئے اور اپنے ان بھائیوں کے لئے جو ان سے پہلے ایمان لا چکے ہیں مغفرت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ

Marfat.com

ولاخوانهم الذين سبقوهم بالايمان ويقولون ربنا لاتجعل فى قلوبنا غلا للذين آمنوا فبمحبتهم للصلحين الاولين والاستغفار لهم ودعائهم بان لايجعل الله فى قلوبهم غلا وبغضا وعداوة لهم وصفهم الله تعالى بان ربك عليهم رؤف رحيم المشار اليهم فى الاية بقوله بانهم الصلحون ودرجتهم بعد درجة الشهداء فالمهاجرون الاولون نالوا الدرجات بمحبتهم صلى الله عليه وسلم والانصار نالوا الدرجات العالية بمحبتهم له صلى الله عليه وسلم وللمهاجرين وباقى الامة المرحومة نالت الرافة والرحمة من ربهم بمحبتهم لاخوانهم الذين سبقوهم بالايمان لان المرء مع من احب والذين ليسوا من المهاجرين ولا من الانصار ولا من المستغفرين للصحابة الكرام بل جعلوا الغل والعداوة والبغض لهم

"اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں میں مُومنین کے لئے کینہ نہ ڈال"

پس اس وجہ سے کہ یہ لوگ صالحین اولین سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں ان کے بارے میں دُعائیں مانگتے ہیں کہ "اے اللہ! ہمارے قلوب میں ان کے بغض، کینہ، اور عداوت کو جگہ نہ دے" تو ان کا حق تعالیٰ نے یوں وصف کیا ہے کہ "اللہ ان پر رحیم اور نہایت مہربان ہے" اور انہیں کی طرف آیت مبارکہ میں صالحین کے لفظ سے اشارہ فرمایا ہے۔ ان کا درجہ شہداء کے درجہ کے بعد ہے"

پس مہاجرین اولین اتنے بلند مراتب سے اسی وجہ سے ممتاز ہوئے کہ حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مٹے ہوئے تھے اور انصار درجات عالیہ سے جبھی سرفراز ہوئے کہ حضور اکرم اور مہاجرین کی محبت سے سرشار تھے۔ اور باقی امت مرحومہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رافت و رحمت کی اسی وقت مستحق ہوئی جبکہ ان سب کی محبت کو انہوں نے حرز جاں بنایا، اسلئے وارد ہے کہ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت رکھتا ہوگا"

لیکن وہ لوگ جو کہ نہ مہاجرین میں سے ہیں نہ انصار میں سے اور نہ ان لوگوں میں سے جو صحابہ کرام سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں بلکہ ایسے لوگ ہوں جنہوں نے کینہ بغض اور عداوت

Marfat.com

دینهم ودأبهم وجعلوا الطعن و
اللعن عیاذا بالله لاولیاء الله
تعالیٰ واصحاب رسول الله صلی
الله علیه وسلم عبادتهم و
دیدنهم فما ظنك بهم الهم حظ
فی الآخرة ام لهم براءة من النار
کلا انهم عن ربهم لمحجوبون ثم
انهم لصالوا الجحیم ثم یقال لهم
هذا الذی کنتم به تکذبون و
الشاهد الثانی علی برائتهم وحسن
عاقبتهم النبی صلی الله علیه وسلم
قال النبی صلی الله علیه وسلم ان
الله اختارنی واختارلی اصحابا
فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم
فببغضی ابغضهم جعل النبی صلی الله
علیه وسلم بغض الصحابة بغض
نفسه ومن البغض للنبی صلی الله
علیه وسلم کیف یسوغ له ان یدعی
الاسلام وقال النبی صلی الله علیه وسلم
اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم
اهتدیتم وقال النبی صلعم الله الله
فی اصحابی لاتتخذوهم غرضا
من بعدی فلو انفق احدکم
مثل احد ذهبا ما بلغ

کو اپنا دین اور طریقہ بنالیا ہو اور لعن وطعن اولیاء اللہ اور اصحاب رسول اللہ کو اپنی عادت وعبادت سمجھتے ہوں پس تم ان کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو، کیا! آخرت میں ان کا کوئی حصہ ہو سکتا ہے؟ یا وہ دوزخ سے چھٹکارا پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! بیشک وہ اپنے رب (کے دیدار) سے اس دن آڑ... میں (یعنے محروم) ہونگے۔ پھر وہ ضرور دوزخ میں داخل ہونگے۔ پھر (ان کو) کہا جائے گا کہ یہی تو ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔"

دوسرے گواہ ان کی برأت اور بہتری عاقبت پر حضور اکرم ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے "اللہ پاک نے پہلے مجھے منتخب فرمایا۔ اور میرے لئے میرے اصحاب منتخب فرمائے پس جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے تو میری ہی محبت کی وجہ سے، اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو وہ میرے ہی بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے بغض کو اپنے نفس کا بغض گردانا ہے اور تم خود ہی انصاف کرو کہ جو (بدبخت) حضور سے بغض رکھے تو اسے کس طرح زیبا و جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے۔"

اور حضور اکرم فرماتے ہیں کہ "میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جسکی بھی تم پیروی کروگے ہدایت پا ہوگے۔"

اور فرماتے ہیں "ڈرو اللہ سے۔ ڈرو اللہ سے میرے اصحاب کے بارہ میں۔ تم ان کو اپنے اغراض کا آماجگاہ نہ بناؤ۔ اور اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے

Marfat.com

مد احدهم ولا نصيفه فاذا
ثبت الرحمة بينهم بالقرآن
ورضى الله تعالى عنهم
بالقرآن ووعدهم الحسنى
يعنى الجنة بالقرآن حتى
ان من تابعهم ينال رضى
الله تعالى ومنع النبى صلى الله
عليه وسلم امته عن الخوض
فى شانهم باشد المنع وان
انفاق احدهم يفوق
انفاق غيرهم مثل احد ذهبا
وجعل حبهم حبه وبغضهم بغضه
وانهم نجوم الامة يهتدون
بهديهم فما ظنك ايها المنصف
بمن انكرهم وابغضهم و
شتمهم بل جعل شتمهم و
لعنهم والتبرى عنهم وظيفة
يومهم وليلتهم قاتلهم الله
انى يؤفكون وفرقة ثانية
تبغض الآل وتتبرء من
ذرية الطاهرة المطهرة و
هم الذين يقال لهم
الخوارج والنواصب وقد
قال الله تعالى لحبيبه صلى الله

برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو بھی ان کے (صحابہ کے) ایک چھوٹے پیمانے بلکہ اس کے آدھے کے بھی برابری نہیں کر سکتا"

پس جبکہ ان کے آپس کی شفقت و رحمت، "اللہ کی ان سے رضامندی و خوشنودی"... ان پر سکینہ (اطمینان) کا نازل کرنا" ان سے حسنیٰ یعنی جنت کا وعدہ کرنا۔ یہاں تک کہ جو ان کی پیروی کرے وہ بھی اللہ کی رضامندی کو پائے۔ یہ سب باتیں خدا کا نہ قرآن مجید سے ثابت ہوں۔ اور حضور اکرم نے اپنی امت کو ان کی شان میں خوض کرنے (دخل دینے سے) نہایت سختی سے روکا ہو۔ ان کی خیرات کو دوسروں کی خیرات سے "چاہے وہ احد پہاڑ کے برابر سونا ہو" بڑھکر فرمایا ہو۔ ان کی محبت کو اپنی محبت اور ان کے بغض کو اپنا بغض گردانا ہو۔ ان کو امت کیلئے ستارے قرار دیا ہو کہ ان کی پیروی سے منزل مقصود کو پہنچیں، پس اے منصف! اس گروہ کے بارہ میں تیرا کیا خیال ہے جو ان کا منکر ہے اور ان سے بغض رکھتا ہے انکو گالیاں دیتا ہے بلکہ ان کے لعن طعن اور سب و شتم و تبرے کو اس نے رات دن کا وظیفہ بنا لیا ہے؟ مارے ان کو اللہ تعالیٰ کہاں جا گرے ہیں۔

دوسرا ایک فرقہ ایسا ہے جو حضور اکرم کی آل اطہار اور ذریہ مطہرہ سے بغض و عناد رکھتے ہیں اور وہی ہیں جن کو خوارج اور نواصب کہا جاتا ہے۔

حالانکہ حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے حبیب علیہ ...

Marfat.com

فی القرآن قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ فاذا کانت المودۃ فی القربیٰ مطلوبۃ من الکفار افلا یلیق بالمومن المتقی مودۃ قرابۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتے یحبھم للہ ولقرابتھم منی وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ قال وضمہ الی صدرہ و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین القران حبل اللہ

کو قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ "کہدیجئے آپ کہ میں تم سے (کفار سے) تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی مودت (مانگتا ہوں)" پس جبکہ عزیزوں اور قریبوں کی دوستی اور مودت کفار سے بھی مطلوب تھی تو کیا ایک پکے مومن اور متقی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت کی مودت لائق ولازم نہیں؟"

اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ "قسم ہے اللہ کی! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوسکتا جبتک کہ اہلبیت سے اللہ کی وجہ سے اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ رکھے"

اور حضورؐ نے حضرت حسنؓ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی اسے دوست رکھ۔ اور دوست رکھ اُسے جو اس سے محبت رکھتا ہے" راوی کہتا ہے کہ یہ کہکر حضورؐ نے حضرت حسنؓ کو اپنے سینۂ مبارک سے چمٹا لیا"

اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ "جس نے حسن اور حسین سے محبت رکھی بتحقیق اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا پس بتحقیق اس نے مجھ سے بغض رکھا"

اور فرماتے ہیں حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ دوست رکھے اُس کو اللہ جو دوست رکھتا ہے حسین کو اور حسین فرزند ہے (میرے) فرزندوں میں سے" اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ "میں تم میں اپنے بعد دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ایک قرآن جو اللہ کی رسی ہے

ممدود من السماء الی الارض
وعترتی اهل بیتی ولن یفترقا
حتی یردا علی الحوض فکما ان
محبۃ القرآن کفۃ من الایمان
فمحبۃ عترۃ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم کفۃ ثانیۃ ولا یستقیم
میزان الایمان الا باستواء
الکفتین و قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مثل اہل بیتی کسفینۃ نوح
من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا غرق
تنبیہ حسن شبہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اصحابہ بالنجوم وشبہ
اھل بیتہ الطاھرۃ بسفینۃ نوح
لان السفینۃ لا تصل الی ساحل
المقصود الا بھدایۃ النجوم کانہ
علم صلی اللہ علیہ وسلم بنور
النبوۃ بان یاتی قوم من امتی
یدعون محبۃ اھل بیتہ و
یبغضون اصحابہ فقال صلی اللہ
علیہ وسلم من رکب فی سفینۃ محبۃ
اھلبیتی فاللازم علیہ ان لا ھتدا
بھدایۃ نجوم الاصحاب کی تصل
سفینۃ ایمانہ الی ساحل النجات
والفوز بالدرجات العالیات

وہ آسمان سے زمین تک کھچی ہوئی ہے۔ دوسری اپنی اولاد یعنی اہل بیت کو اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض (کوثر) پہ وارد ہو جائیں"

پس جس طرح کہ قرآن کی محبت ایمان کے ترازو کا ایک پلّہ ہے اسی طرح اہل بیت کی محبت اسکا دوسرا پلّہ ہے اور ایمان کا ترازو ان دونوں پلوں کی برابری کے بغیر ہرگز قائم نہیں رہ سکتا"! اور حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "میری اہل بیت نوحؑ کی ناؤ کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جس نے تخلف کیا وہ غرق ہوا"!

"تنبیہِ حسن"! حضورؐ نے اپنے اصحاب کرام کو ستاروں سے تشبیہ دی ہے اور اہل بیت طاہرہ کو حضرت نوحؑ کی کشتی کے مانند قرار دیا ہے اس میں یہ نکتہ ہے کہ کشتی ساحلِ مقصود کو جبھی پہنچ سکتی ہے۔ کہ ستاروں سے ہدایت یاب ہو۔ گویا کہ حضورؐ نے نور نبوت سے جان لیا تھا۔ کہ اُمت میں سے ایک قوم ایسی پیدا ہوگی جو اہل بیت کی محبت کا دعوٰی کرتی ہوگی لیکن اصحاب سے بغض انکا شیوہ ہوگا اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ جو "محبت اہل بیت" کی کشتی میں سوار ہونا چاہتا ہے۔ اس پر پہلے لازم ہے کہ "ہدایت اصحاب" کے ستاروں کی رہنمائی حاصل کرے تاکہ اس کے ایمان کی کشتی ساحل نجات پر جا پہنچے اور درجات عالیہ کے کنارے جا لگے"!

Marfat.com

ومن ترك الاهتداء بالنجوم
فسفينته على شرف الغرق و
الهلاك لان هذا البحر محتوى
على المعاطب والمهالك فلما
ينجو منه سالك ـ

الاعتذار فذ اختصرنا
الكلام فى مناقب الآل الاطهر
ليس ذالك لقلة محبة اهل
السنة معهم لانا نعد محبتهم
جزء الايمان كما نعد محبة الاصحاب
جزءه الآخر وميزان اعتقادنا
بحمد الله تعالى بحب الآل و
الاصحاب مستقيم لا يرجح كفة
على كفة لكن لقلة الضرورة
اليها لان الذين ابغضوا الآل
الاطهر احيانا الله تعالى على
محبتهم وامانا على محبتهم
وحشرنا فى زمرتهم ابادهم الله
تعالى بفضله عن وجه الارض
الا شرذمة قليلة فى بعض
نواحى اليمن وشطوط البحر الفارسی
واما الذين ابغضوا الاصحاب
فانتشروا فى الارض شرقا وغربا
واختلطوا باهل السنة والجماعة

اور جس نے ستاروں سے ہدایت پانی کو چھوڑ
دیا۔ تو اس کی کشتی ڈوبنے اور ہلاکت کو جھانک رہی
ہے۔ اس لئے کہ اس سمندر کی موجیں بڑی ہی ہلاکت
آفرین و مصائب آگین ہیں جن سے بہت ہی کم
مسافر بچکر نکلتے ہیں۔"

"معذرت"۔ آل اطہر کے فضائل کے بارہ میں
ہم نے جو اختصار برتا ہے یہ اس وجہ سے نہیں کہ
اہل سنت کو ان سے محبت کم ہے۔ حقیقت یہ ہے
کہ ہم ان کی محبت کو ایمان کا ایک جزو جانتے ہیں
جس طرح سے کہ اصحاب کی محبت کو دوسرا جزو سمجھتے
ہیں اور ہمارے اعتقاد کا ترازو بحمدہ تعالیٰ آل و
اصحاب دونوں کی محبت سے قائم و برابر ہے۔
اس قدر کہ کوئی ایک پلہ بھی جھکا ہوا نہیں ہے بلکہ
اصل سبب اس کا یہ ہے کہ اس بیان کی ضرورت
کم ہے۔ اس لئے کہ جو لوگ آل اطہر سے بغض رکھتے
ہیں (حق سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اہل بیت کی محبت پر
زندہ رکھے اور انہیں کی محبت پر مارے اور انہیں
کی جماعت میں ہمارا حشر ہو") ان خوارج کو حق تعالیٰ
نے بفضلہ روئے زمین سے ہلاک کرکے اٹھا دیا ہے
صرف ایک تھوڑی سی جماعت اطراف یمن اور بحر
فارس کے کناروں میں باقی ہے۔ برخلاف اسکے
وہ لوگ جو اصحاب سے بغض رکھتے ہیں کل روئے
زمین پر مشرق سے لیکر مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں
اور اپنے اس خاص نفاق کی وجہ سے جس کو وہ

Marfat.com

بالنفاق الذی یسمونہ تقیۃ
والتقیۃ من اصول مذھبھم
فھذا ھو السبب القوی فی
انتشارھم ھداھم اللہ تعالٰی
ثم اعلم یا اخی وفقک اللہ تعالٰی
للھدایۃ ان سوء الظن بالآل
والاصحاب نجانا اللہ منہ سوء
ظن بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
وتنقیصھما تنقیص النبی صلی
اللہ علیہ وسلم عیاذا باللہ
منہ وذالک لان من لم یقدر
علی نجات احب الناس الیہ من
الآل والاصحاب من عذاب
اللہ تعالٰی مع اتصافھم بکمال
الموافقۃ والاتباع وبذل
الاموال والاولاد والانفس
فی محبتہ ورضائہ صلی اللہ علیہ
وسلم فکیف یقدر علی نجات
کافۃ الخلق من امتہ مع اتصافھم
بکمال المخالفۃ والابتداع وبشرھم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاحادیث
الصحیحۃ المشھورۃ التی تکاد تصل
مجموعھا الی حد التواتر بدخول الجنات
العالیات فقال صلی اللہ علیہ وسلم

لوگ "تقیہ" کہتے ہیں. اہل السنۃ والجماعۃ سے مل گئے
ہیں اور مختلط ہو گئے ہیں اور تقیہ ان کے اصول مذہب
میں سے ہے. درحقیقت یہی ان کے بکھر جانے اور انتشار
کا قوی سبب ہے" اللہ انہیں ہدایت دے! اے
میرے بھائی! خدا تمہیں ہدایت کی توفیق دے!
جاننا چاہیے کہ آل و اصحاب سے بدگمان ہونا (اللہ
ہمیں اس سے نجات دے) خود حضورؐ اکرم سے
بدگمانی ہے. اور اُن کی تنقیص خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی تنقیص ہے (پناہ بخدا) یہ اس وجہ سے کہ جو شخص
اپنے ایسے محبوب ترین آل و اصحاب کو (جو اسے سب
لوگوں سے زیادہ پسندیدہ ہوں... اور آپ کی
موافقت اور اتباع کمال کے ساتھ موصوف ہوں
... اور آپکی محبت اور رضامندی میں اپنی جانیں
اموال، اور اولاد بیدریغ خرچ کرتے ہوں) اللہ کے
عذاب سے نجات دلانے پر قادر نہ ہو تو بھلا وہ اپنی
امت کے تمام افراد اور تمامی مخلوق کی نجات دہی پر
کیسے قدرت رکھ سکتا ہے؟ باوصف اس کے کہ وہ
مخالفت اور بدعت میں کمال رکھتے ہوں.

اس کے علاوہ حضورؐ نے آل و اصحابؓ کو
بہشت بریں کی بشارت دی ہے. جو احادیث صحیحہ
مشہورہ سے ثابت ہے جنکی مجموعی حیثیت حد تواتر
کے لگ بھگ ہے. چنانچہ فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ
جنت میں ہونگے اور عمرؓ جنت میں ہونگے یہاں تک
کہ عشرہ مبشرہ پورے گن دیئے" (اللہ ان سب

Marfat.com

ابی بکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ الی
ان عد العشرۃ المبشرۃ رضوان
اللہ علیہم اجمعین والاخبار فی ھذا
الباب کثیرۃ لاتکاد تحصر قال
صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین
سیدا شباب اھل الجنۃ وامھما
رضی اللہ تعالی عنھما وعنھا
سیدۃ نساء اھل الجنۃ لان آل
والاصحاب بذلوا اموالھم و
انفسھم واھلیھم واقاربھم و
اوطانھم واعوانھم فی محبتہ وخدمتہ
واعانتہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاذا ما نجی الاصحاب من عذاب
اللہ تعالی علی زعم الروافض و
ما نجی الآل الاطھر علی زعم
الخوارج فما ظنک بمن جاء من
بعدھم من عوام الامۃ وخالفوا
الشریعۃ المطھرۃ والطریقۃ المرضیۃ
المنجیۃ فان قلت جمیعھم فی النار عیاذا
باللہ منہ فما الفائدۃ فی ارسال النبی
الھاشمی الذی ھو خیر خلق اللہ علی
الاطلاق لان الانبیاء علیھم السلام
کلھم نجوا من امھم بفضل اللہ و
رحمتہ ما ارادھم اللہ تعالی و لم ینج نبینا

راضی ہو)

اس بارہ میں احادیث اس قدر کثرت سے وارد ہیں کہ انکا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور فرمایا ہے کہ حسن وحسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کی ماں جنت کی عورتوں کی سیدہ ہیں"۔

اس لئے کہ آل و اصحاب نے اپنی جانیں اپنے مال اور وطن، اپنے اہل و اقارب اپنے مددگار سب کے سب حضورؐ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت، مدد، اور خدمت میں صرف کر دیئے تھے"۔

پس جبکہ روافض کے خیال پر اصحاب عذاب الٰہی سے نجات یاب نہ ہوئے اور جبکہ خوارج کے گمان پر آل اطہر نے چھٹکارا نہ پایا تو پھر تمہیں کیوں جو کہ عوام امت جو بعد میں آئے اور جنہوں نے شریعت مطہرہ اور طریقہ پسندیدہ و نجات دہندہ کی مخالفت کی ... انکا کیا حشر ہوگا"۔

اگر کہو کہ یہ سب دوزخی ہیں "پناہ بخدا" ! تو پھر بنی ہاشمی جو ساری مخلوق سے علی الاطلاق بہتر و برگزیدہ ہے اس کے بھیجنے سے کیا فائدہ ہوا"!

تعجب ہے ! سارے انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں میں سے جنتوں کو خدا چاہے نجات دیدیں۔ ... اور ہمارے نبی و مولا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی محبوب ترین ہستیوں کو بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکیں ؟" تو حضورؐ کے تقرب الی اللہ بہتری وشرف کے آخر کیا معنے ہوتے"۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم احب الخلق الیہ فما
معنی الخیریۃ والشرف والقرب
عند اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ یقول
لامتہ کنتم خیر امۃ اخرجت
للناس فای الخیریۃ فی سوء الخاتمۃ
ودخول الہاویۃ نجانا اللہ بفضلہ
عنہا مع ان فی ہذہ العقیدۃ
تکذیب صریح للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
حیث اخبر بدخولہم الجنۃ مع
الخلود فیہا وتعتقد الروافض و
الخوارج بدخولہم وخلودہم
فی النار سبحنک ہذا بہتان عظیم

فصل ومما ینجیک من
عذاب اللہ تعالیٰ اعتقادک
الجازم بصحۃ الادلۃ الاربعۃ
القطعیۃ الیقینیۃ وہی الکتاب
والسنۃ والاجماع والقیاس
والمراد من الکتاب کتاب اللہ
العزیز الحکیم ومن السنۃ
الاحادیث الصحیحۃ النبویۃ
علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام
ومن الاجماع اجماع اکثر الامۃ
علی ما لم یخالف الکتاب والسنۃ
ولم یخالف اکثر الامۃ الکتاب والسنۃ

اور سنیئے! حق تعالیٰ حضورؐ کی اُمت کو فرماتا ہے
کہ "ان اُمتوں میں جو لوگوں کے لئے پیدا ہوئیں تم بہتر ہو" اگر دوزخ میں جانا ہے اور خاتمہ بالخیر کی کوئی صورت نہیں تو پھر یہ اچھی بہتری ہوئی" (اللہ ہمیں اپنے فضل سے اس سے بچائے رکھے) اس کے علاوہ اس عقیدہ رکھنے سے حضور اکرمؐ کو صاف صاف جھٹلایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ حضورؐ تو آل و اصحاب کے لئے یہ خبر دیں کہ وہ جنت میں داخل ہونگے اور ہمیشہ وہیں رہیں گے اور روافض و خوارج یہ اعتقاد رکھیں کہ وہ دوزخ میں داخل ہونگے اور ہمیشہ دوزخی رہیں گے۔

"پاکی ہے اے رب تجھے! یہ تو بڑا بھاری بہتان ہے"

فصل: ان چیزوں میں سے جو عذاب الٰہی سے نجات دلا سکتی ہیں ایک یہ ہے کہ ادلۂ اربعہ (جو قطعی اور یقینی ہیں) کی صحت پر پختہ اعتقاد رکھو اور وہ چار یہ ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس،

کتاب سے مراد خداوند غالب وحکیم کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے۔ اور سنت سے احادیث صحیحہ نبویہ (ان کے کہنے والے پر صلوٰۃ وسلام ہو) مراد ہیں" اور اجماع سے مراد اکثر اُمت کا وہ اتفاق ہے جو کتاب اور سنت کے مخالف نہ ہو (اور فی الحقیقۃ امت کا اکثر حصہ کتاب وسنت کا نہ کبھی مخالف ہوا ہے اور نہ کبھی ہوسکتا ہے۔ اس لئے

Marfat.com

لقوله علیه الصلوٰة والسلام لا
تجتمع امتی علی الضلالة و
من القیاس استنباط المجتهدین
من الکتاب والسنة واجماع
الصحابة او اکثرهم او ارجحهم
دلیلا وهو الائمة الاربعة ارباب
المذاهب الاربعة المشهورة
رضی الله عنهم ودلیل الانحصار
فی الاربعة وتخصیص الائمة
المعروفین بالاجتهاد المطلق
مذکور فی المطولات لیس هذا
محل بسطه فقوم انکروا الجمیع
وبنوا مذهبهم علی اصلاح
الطبیعة ورعایتها فی ای
امر کان مشروعا او غیر مشروع
فان اقتضت الطبیعة الصلوٰة
یصلون وان اقتضت شرب
الخمر یشربونه وهکذا وانکروا
الله والملئکة والجن وزعموا
ازلیة العالم وابدیته وانکروا
الحشر والنشر والحساب والمیزان والصراط
والجحیم والجنان وهؤلاء یسمون الدهریة
اولا لانهم قالوا وما یهلکنا الا
الدهر ونیچریة حالا وابتلی بهذه

کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "میری اُمت گمراہی پر مجتمع
نہ ہوگی"۔
اور قیاس سے "مجتہدین کا کتاب، سنت اور
اکثر یا کُل صحابہ کے اجماع سے یا ان صحابہ سے جنکا
دلیل زیادہ قوی ہو استنباط اور اخذ مراد ہے"۔
اور مجتہدین چار امام ہیں جن کے چار مذہب مشہور
ہیں (اللہ ان سے راضی ہو) اور اس بات کی دلیل
کہ مذہب چار میں کیوں منحصر ہیں اور ان مشہور ائمہ
پر اجتہاد مطلق کی کیونکر تخصیص ہے۔ یہ سارے دلائل
بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہ جگہ ان کی تفصیل
کی نہیں۔
ایک قوم ایسی ہے کہ انہوں نے ان سب دلیلوں
کا انکار کیا ہے اور انہوں نے اپنا مذہب طبیعت
کی اصلاح اور رعایت پر بنایا ہے۔ چاہے وہ امور
شرعیہ میں ہو یا غیر شرعیہ میں۔ اگر طبیعت نماز
کی خواہش کریگی تو نماز پڑھینگے اور اگر شرابنوشی
کی آرزو کریگی تو شراب پئیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔
وہ خداوند تعالیٰ اور ملائکہ اور جنوں کا انکار کرتے
ہیں اور جہان کے ازلی وابدی ہونے پر یقین رکھتے
ہیں۔ اور حشر و نشر، حساب، میزان، صراط، جنت
اور دوزخ کے منکر ہیں۔ ابتدا میں انہیں دہریہ
کہا جاتا تھا۔ اس لئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمیں دہر
(زمانہ) ہی ہلاک کرتا ہے نہ کوئی اور۔ اور اب انہیں
نیچریہ کہا جاتا ہے۔ اس مصیبت میں آجکل بہت

Marfat.com

المصیبة کثیر من الاعیان الذین یدعون الاسلام فی ھذا الزمان من الامراء والعقلاء والحکام فانا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم وقوم اقروا بالقرآن انہ کلام اللہ الملک العلام وانکروا الاحادیث والاجماع والقیاس وسموا انفسھم اھل القرآن الذین ظھروا فی ھذا الزمان بنواحی الھند خذلھم اللہ تعالی و اغلال اعناقھم الی الاذقان لم یعلموا ان الشریعة الاسلامیة مجملھا فی القرآن ومفصلھا فی احادیث النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم ولا تتم الشریعة الا بالتفصیل مثلا امر اللہ تعالی فی القرآن العظیم باقامة الصلوة وایتاء الزکوة ولم یبین کیف یصلی الصلوة وکم عدد رکعاتھا فی کل وقت ولم یبین کیف یؤتی الزکوة وکم نصابھا فی النقود والماشیة وکم مقدار ما یؤدی فاحادیث النبی

سے سمجھدار، امیر حکام، اور معززین باوصف اسلام کے دعوی کے مبتلا ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ولاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ اور ایک قوم نے قرآن کا تو اقرار کر لیا کہ یہ کلام الٰہی ہے لیکن احادیث، اجماع اور قیاس کے منکر بنے انہوں نے اپنا نام اہل قرآن رکھا ہے۔ جو آجکل اطراف ہند میں پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ ان کو رسوا کرے اور ان کی گردنوں میں ٹھوڑیوں تک طوق (طوق ملامت) ڈالدے۔

یہ لوگ اتنا نہیں جانتے کہ شریعت اسلامیہ کا قرآن مجید اجمال ہے اور احادیث نبی کریمؐ اس کی تفصیل ہیں اور شریعت بغیر تفصیل کے تام نہیں ہو سکتی۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا امر فرمایا ہے لیکن یہ بیان نہ فرمایا کہ نماز کس طرح اور کتنی رکعتیں ہر وقت میں پڑھی جائیں۔

اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ زکوٰۃ کس طرح اور کس قدر ادا کی جائے اور نقود اور چوپایوں کا کیا نصاب ہے۔ یہ ساری باتیں احادیث نبی اکرمؐ نے تفصیل سے بیان فرما دی ہیں جن کو ہم قرآن پاک سے نہ جان سکتے تھے۔

اگر یہ احادیث نہ ہوتیں تو البتہ لوگ سخت پریشانی و مصیبت میں پڑ جاتے۔

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم بیّن لنا جمیع
مالا نعلمہ من الکتاب ولو
لا الاحادیث لوقع الناس فی
الحیص والبیص وقد قال اللہ تعالیٰ
فی محکم کتابہ وما اٰتاکم الرسول
فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا و
قال اللہ تعالیٰ من یطع الرسول
فقد اطاع اللہ وقال اللہ تعالیٰ
رداً علی من فرق بین حکم اللہ
ورسولہ فقال ان الذین یکفرون
باللہ ورسولہ ویفرقون بین اللہ
ورسولہ ویقولون نؤمن ببعض
ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا
بین ذلک سبیلا اولٰئک ھم
الکفرون حقا واعتدنا للکفرین
عذابا مھینا ۔ ویکفی للمنصف
ھذہ الکریمۃ رداً علی ھؤلاء
المخذولین وقوم اقروا بالکتاب
والسنۃ وانکروا اجماع الامۃ
من الصحابۃ والتابعین رضوان
اللہ علیہم اجمعین وھم قوم
اولوا القراٰن والحدیث باراءھم
الفاسدۃ ولم یتبعوا سبیل المؤمنین
الذین ذکرھم اللہ تعالیٰ فی کتابہ

اور اللہ تعالیٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے
کہ "جو تمہارے پاس رسول لائے اس کو لو (اس پر
عمل کرو) اور جن چیزوں سے منع کرے اُن سے
رُک جاؤ"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جس نے رسولؐ کی
اطاعت کی پس بہ تحقیق اس نے اللہ ہی کی اطاعت
کی ہے"

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام
کو یکساں نہیں سمجھتا حق تعالیٰ اس کے حق میں فرماتا
ہے "بیشک وہ لوگ جو انکار کرتے ہیں اللہ اور
اس کے رسول کا اور چاہتے ہیں کہ فرق نکالیں
اللہ اور اس کے رسولوں میں اور کہتے ہیں کہ ہم
بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور وہ
چاہتے ہیں کہ نکالیں کفر وایمان کے بیچ بیچ ایک
راہ۔ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہم نے تیار کر
رکھا ہے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب"
ایک منصف کو ان رسوا لوگوں کے لئے یہی
آیت کافی ہے!

اور ایک قوم کتاب اور سنت کا اقرار کرتی ہے
لیکن صحابہ اور تابعین اور امت کے اجماع کی
منکر ہے۔ یہ لوگ قرآن وحدیث کی اپنے خیالات
فاسدہ سے تاویلیں کرتے ہیں اور ان مومنین
مقبولین کے راستہ پر نہیں چلتے جن کا حق تعالیٰ
نے اپنی کتاب مبین میں ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد ہے

Marfat.com

المبین قال اللہ تعالیٰ ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا وھم الرافضیۃ والخارجیۃ والمعتزلۃ والقدریۃ والجبریۃ وغیرھم من الفرق الضالۃ التی ذکرھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ فی الحدیث الصحیح وستفترق أمتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ الحدیث ولو یعلموا ان کثیرا من احکام الشریعۃ المطھرۃ بقیت علی اجمالھا وفصلت فی زمن الصحابۃ والتابعین وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث الصحیح علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین من بعدی وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم فلو لم یکن فی الشرع اجمالا بعد لما امر الشارع باتباع سنۃ الخلفاء الراشدین وسائر الاصحاب رض وقوم اقروا بالکتاب والسنۃ واجماع الصحابۃ والتابعین

کہ "جو چلیگا مسلمانوں کے راستہ کے سوا (دوسرا رستہ) چلاتے رہینگے ہم اسے اُسی راستہ پر جیسے وہ چلا اور اس کو دوزخ میں جھونک دینگے اور وہ بری جگہ ہے۔"

اور اُن کی یہ جماعتیں ہیں رافضیہ، خارجیہ، معتزلہ، قدریہ، جبریہ وغیرہم وہ گمراہ فرقے جن کو حضورؐ اکرم نے اپنے قول مبارک میں یوں ذکر فرمایا ہے کہ "میری امت تہتر (۷۳) فرقے ہوگی وہ سب دوزخی ہونگے مگر ایک فرقہ الحدیث۔"

اور انہوں نے نہ جانا کہ شریعت مطہرہ کے بہت سے احکام اجمال ہی پہ باقی تھے۔ یہانتک کہ صحابہؓ اور تابعین کے زمانہ میں ان کی وضاحت اور تفصیل ہوئی۔

حضورؐ سے حدیث صحیح میں ثابت ہے آپ فرماتے ہیں کہ "تم اپنے اوپر میری سنت (طریقہ) کو لازم رکھو اور ان خلفاء کی سنت کو جو میرے بعد فیض رسان اور ہدایت یاب ہیں" اور فرمایا "میرے اصحابؓ ستاروں کی طرح ہیں جس کی ان میں سے پیروی کروگے ہدایت یاب ہوگے۔"

پس اگر شرع شریف میں صحابہ رضؓ کے دور تک اجمال نہ ہوتا۔ تو البتہ شارع علیہ السلام خلفائے راشدین اور باقی اصحاب کی سنت کی پیروی کا امر نہ فرماتے۔

اور ایک قوم نے کتاب اور سنت اور اجماع صحابہؓ اور تابعین کا اقرار کیا لیکن قیاس مجتہدین کے منکر

لكنهم انكروا قياس المجتهدين في
الدين وهم قوم سموا انفسهم في
هذا الزمان باهل الحديث في الهند
المشهورون بالوهابية نسبة الى
محمد بن عبد الوهاب النجدي الذي
اضله الله على علم وظهر في
حدود السنة العشرين بعد الالف
والمائتين وتغلب على الحرمين
الشريفين وقتل خلقا كثيرا من
العلماء والمجاورين بالحرمين الشريفين
ونهب اموالهم واباد هم الله
تعالى بهمة الامير محمد علي
باشا المصري حسب اوامر السلاطين
التركية العثمانية بعد محاربات
يطول ذكرها المذكورة في
التاريخ الاسلامية للشيخ احمد
الدحلان المكي وتغلبوا على
الحرمين الشريفين مرة ثانية
سنة اربع واربعين بعد الالف
وثلثمائة واستزادوا في الاعمال
الشنيعة من القتل والنهب
للمسلمين في الطائف وهدم المآثر و
المساجد والقبب للصحابة وا
الصالحين في سائر البلاد الحجازية و

ہوئے اور اس زمانے میں یہ لوگ ہندوستان میں اہلحدیث
کہلاتے ہیں جو وہابیہ کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں ؛
اور وہابی کی نسبت محمد بن عبدالوہاب نجدی
کی طرف ہے جسکو خداوند تعالیٰ نے علم کی بنا پر گمراہ
کر دیا تھا ؛

یہ شخص ۱۲۲۰ھ (بارہ سو بیس) ہجری میں ظاہر
ہوا ۔ اور حرمین شریفین پر چڑھائی کر کے متغلب ہوا
اس نے اس لڑائی میں علمائے کرام اور مجاورین
حرمین شریفین کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا ۔
اور ان کے مالوں کو لوٹ لیا ؛

پھر حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو محمد علی پاشا مصری
کی ہمت وجوانمردی سے (جسکو سلاطین ترکیہ
عثمانیہ نے اس مہم پر مامور کیا تھا) لڑائیوں کے
بعد ہلاک کیا ۔ اور ذلتوں سے نکلوایا جسکا ذکر موجب
طوالت ہے اور جس کو شیخ احمد دحلان مکی نے اپنی
کتاب تاریخ اسلامیہ میں تفصیل سے ذکر کیا ہے ؛

پھر دوبارہ یہی نجدی ۱۳۴۴ھ (تیرہ سو
چوالیس) ہجری میں حرمین شریفین پر متغلب ہوئے
اور پہلے سے بڑھکر افعال شنیعہ کے مرتکب ہوئے
اور طائف میں قتل وخونریزی اور مار دھاڑ
اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیا ؛

اور سارے ممالک حجاز میں مساجد اور یادگار
عمارات اور صحابہ وصالحین کے قبوں کو گرا دیا ۔ اور
وہ تا دم تحریر بلاد مقدسہ کو دابے بیٹھے ہیں ۔ لیکن

Marfat.com

وهم الى وقت التحرير متغلبون على خير البلاد. لعل الله يحدث بعد ذلك امرا. ترجمنا الى عقائد من سموا انفسهم في الهند باهل الحديث فانكروا استنباط الاحكام للمجتهدين وقالوا كلنا نقدر على فهم القرآن والحديث فلا حاجة لنا الى تقليد احد من العلماء وليتهم اكتفوا بهذا القدر بل قالوا ان تقليد المجتهدين شرك وبدعة وفسق على اختلاف آرائهم المذكورة في كتبهم ولم يعلموا ان الله تعالى قال ولو ردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم فالمراد من اولى الامر العلماء المجتهدون وقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة وقد اجمع الامة من اهل السنة والجماعة من لدن خير القرون الى يومنا هذا باتباع المذاهب الاربعة وقال النبي صلى الله عليه وسلم اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ في النار

ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی صورت نکالے"۔
آمدم بر سر سخن، ان لوگوں کے عقائد جو ہندوستان میں اپنا نام اہلحدیث رکھے ہوئے ہیں یہ ہیں"۔ لوگ مجتہدین کے مستنبط (برآوردہ) احکام کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہم سب قرآن اور حدیث کو سمجھ سکتے ہیں۔ ہمیں علماء میں سے کسی ایک کی تقلید (پیروی) کی حاجت نہیں۔ کاش وہ اسی بات پر اکتفا کرتے، وہ تو یہاں تک بڑھے کہ کہنے لگے کہ مجتہدین کی تقلید شرک ہے، یا بدعت، یا فسق (یہ ان کے خیالات کا اختلاف ہے جو ان کی کتابوں میں مذکور ہے)

وہ اتنا نہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "اگر اسکو (کسی بات کو) پہونچا دیتے رسول اور اپنے اولی الامر تک تو اس کی مصلحت معلوم کر لیتے۔ ان میں سے وہ جو مصلحت معلوم کر سکتے ہیں"۔ اور اولے الامر سے علمائے مجتہدین ہیں۔

اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی"۔

اور امت محمدیہ میں سے اہل السنۃ والجماعت نے خیر القرون سے یکر آجتک انہیں چار مذہب کے اتباع پر اجماع اور اتفاق کیا ہے"۔

اور حضورؐ فرماتے ہیں کہ "بڑی جماعت کی پیروی کرو اور جو جماعت سے علیحدہ ہوگا۔ دوزخ کیلئے بھی علیحدہ کیا جائیگا"۔

Marfat.com

والسواد الاعظم هم المقلدون للمذاهب الاربعة المدونة وهذا الباب كثير السوال والجواب فان اردت التفصيل فعليك برسالتنا المسماة بالاصول الاربعة في ترديد الوهابية تجدها مستوفية لجميع مالها وما عليها

فائدة مهمة لعلك تقول ليس اللازم علينا تقليد المذاهب والصراط المستقيم مبين في القران العظيم وما اجمله القران بينه احاديث النبي المختار صلى الله عليه وسلم فانا نقول اما اولا ان القران العظيم واحاديث النبي الكريم صلى الله عليه وسلم امرنا بالتقليد صراحة ودلالة اما امر القران صراحة فقوله تعالى ومن يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا ومن المعلوم عند ذوي العقول ان اكثر المؤمنين من الامة المرحومة اختاروا التقليد المذاهب الاربعة المشهورة

اور بڑی جماعت مقلدین ہی کی ہے جو چار مذاہب مدونہ میں سے کسی نہ کسی کی پیروی کرتے ہیں۔

اس باب میں بہت سے سوال وجواب ہو سکتے ہیں۔ اگر تم پوری تفصیل چاہو تو ہمارا رسالہ اصول اربعہ دیکھو جو وہابیہ کی تردید میں لکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ تم اس کو سارے سوال اور جواب میں کافی اور شافی پاؤ گے۔

فائدہ مہمہ:۔ شائد تمہارے دل میں خدشہ گذرے کہ ہمیں ان مذاہب کی تقلید کیونکر لازم ہو سکتی ہے جبکہ صراط مستقیم کو قرآن عظیم نے روشن اور مبین کر دیا ہے، اور اگر کسی قدر قرآن میں اجمال ہے تو اس کو نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نے واضح بیان کر دیا ہے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ایک تو خود قرآن مجید اور احادیث نبی کریم نے ہمیں تقلید کا حکم دیا ہے صراحۃً یا دلالۃً۔

قرآن حکیم کا صراحۃً حکم تو یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ "جو مسلمانوں کے راستے کے سوا دوسرا راستہ چلیگا ہم اسے چلاتے رہیں گے جس پر وہ چل رہا ہے۔ یہاں تک کہ پہنچا دینگے اسے جہنم تک اور وہ برا ٹھکانا ہے۔"

سمجھدار لوگ جانتے ہیں کہ امت مرحومہ میں سے اکثر مومنین نے انہیں مشہور چار مذاہب کی تقلید ہی کو اختیار کیا ہے۔

Marfat.com

واما القرآن دلالۃ فقولہ تعالیٰ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم فالمطلوب فی الدعاء ھو الصراط المستقیم والصراط المستقیم صراط الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین فالمصلی مامور فی الدعاء بان یسأل من اللہ سبحانہ تقلید المنعم علیھم المعبر عنہ بصراط الذین انعمت علیھم ومسلم عند الکل ان الائمۃ الاربعۃ للمذاھب الاربعۃ المشھورۃ رضوان اللہ علیھم کانوا صالحین من الذین انعم علیھم فان قلت قد یوجد الصلحاء غیرھم فما وجہ التخصیص بتقلیدھم دون تقلید غیرھم قلنا ان الامۃ المرحومۃ اتفقت علی تقلیدھم دون تقلید غیرھم ولا تجتمع امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی باطل وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واما الحدیث صراحۃ

اور قرآن پاک کا دلالۃً حکم یہ ہے کہ خداوند پاک اپنے بندوں کو صراط مستقیم کے طلب کی یوں تعلیم دیتا ہے کہ کہو" اے رب! ہمیں ان لوگوں کے صراط مستقیم (سیدھے رستے) پر چلا جن پر تو نے فضل و انعام کیا ہے"۔ پس اصل مطلوب دعا میں صراط مستقیم ہی ہے اور صراط مستقیم بھی انہی لوگوں کی جن پر اللہ کا انعام ہے یعنی نبیین، صدیقین، شہداء، وصالحین"۔

اور نمازی کو امر کیا گیا ہے۔ کہ دعا میں جن پر انعام کیا گیا ہے۔ انہی کی تقلید (پیروی) کا سوال کرے جن کو " صراط الذین انعمت علیھم" سے تعبیر کیا گیا ہے اور سب کے نزدیک یہ بات مانی ہوئی ہے۔ کہ چار امام مذاہب مشہورہ والے (اللہ ان سے راضی ہو) صالحین میں سے تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن پر خداوند تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔

سؤال: صلحاء ان کے علاوہ اور بھی بہت سے پائے جاتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بس انہی چار کی تقلید کی جائے نہ دوسروں کی؟

جواب: امت مرحومہ نے انہی کی تقلید پر اتفاق کیا ہے نہ دوسروں کی تقلید پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت باطل پر اتفاق نہیں کر سکتی اور نیز ان مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی کا مذہب بالتفصیل مدون بھی نہیں ہوا بعض بعض مسائل منقول ہیں کل امور دین کے

نقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اتبعوا السواد الاعظم ومن شذ شذ فی النار والسواد الاعظم من الامۃ ھم المقلدون للمذاھب الاربعۃ المشھورۃ واما امر الحدیث دلالۃ نقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لابی سعید الخدری ان الناس لکم تبع وانھم سیاتونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا جاؤکم فاستوصوا بھم خیرا۔ ابن ماجہ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان العلم بالثریا لتناولہ رجال من ھؤلاء واشار الی سلمان الفارسی وفی روایۃ من ابناء فارس۔ ترمذی واما ثانیا فالقرآن العظیم کلام اللہ العزیز العلیم انزلہ علی حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم منجما فی ثلاث وعشرین سنۃ واحکامہ و

ہیں) اس کے علاوہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے کسی کا دیا آتا ہے۔

اور حدیث شریف کا صراحۃً حکم یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں "بڑی جماعت کی پیروی کرو اور جو اس سے جدا ہوگا وہ جہنم میں جدا کیا جائیگا۔" اور امت مرحومہ میں "بڑی جماعت" انہی چار مشہور مذاہب کے مقلدین ہی کی ہے۔

اور حدیث شریف کا دلالۃً امر یہ ہے کہ آپ ابوسعید خدری (ایک صحابی) کو فرماتے ہیں "لوگ تمہارے تابع ہیں اور وہ تمہارے پاس اطراف روی زمین سے کھچے ہوئے آئیں گے تاکہ دین میں فقاہت (سمجھ) حاصل کریں تو تم ان سے اچھی طرح پیش آنا۔" (ابن ماجہ)

اور آپ فرماتے ہیں کہ "اگر علم ثریا کو بھی پہنچ جائے تب بھی اس قوم کے لوگ اسے پالینگے اور سلمان فارسی کی طرف اشارہ فرمایا اور ایک روایت میں صاف اس طرح سے وارد ہوا ہے کہ "ابنائے فارس" میں سے اس علم کو پالینگے۔" (ترمذی)

دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن عظیم جو خدائے غالب ودانا کا کلام ہے خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم پر ٹکڑے ٹکڑے کرکے تیئس برس میں نازل فرمایا ہے۔ اس کے احکام

اس حدیث کی بشارت سے سب محدثین امام اعظم ابوحنیفہ مراد لیتے ہیں اسلئے کہ آپ اصل میں فارسی ہیں ۱۲ (منہ عفی عنہ)

Marfat.com

اوامرہ ونواھیہ بحسب واقعات الزمان متباینۃ فمنھا الناسخ والمنسوخ ومنہ المحکم والمتشابہ ومنہ المقدم والموخر قال اللہ تعالیٰ ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایات محکمات ھن ام الکتاب واُخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ۔ الایۃ وثالثا انہ کلام بین المحب والمحبوب فتارۃ یخاطبہ بالرموز فیقول الم والمص وحم وحمعسق وطس وطسم وتارۃ یخاطبہ بالاشارات فیقول الرحمٰن علی العرش استوی ویقول ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین اوادنی ویقول یوم یکشف عن ساق ویقول ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ الی غیر ذٰلک من الایات الکریمۃ فالرموز والاشارات

اوامر اور نواہی اختلاف واقعات زمانہ کے لحاظ سے جداگانہ نازل ہوتے رہے ہیں (یہی وجہ ہے کہ بظاہر بعض آپس میں متبائن نظر آتے ہیں) پس بعض انمیں سے ناسخ اور منسوخ ہیں اور بعض محکم و متشابہ ہیں اور بعض مقدم و مؤخر ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ "وہی (ذات) ہے جس نے اتاری تم پر کتاب جس کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی اصل ہیں کتاب کی اور بعض دوسری متشابہ ہیں (کئی معنی دینے والی جنکی حقیقت تک رسائی نہ ہوسکے) پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ پیچھے پڑے رہتے ہیں اُن آیتوں کے جو متشابہ ہیں۔ فتنہ و فساد کے ارادہ سے اور انکے اصل مطلب جاننے کے قصد سے حالانکہ انکا اصل مطلب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"

تیسرا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید محب اور محبوب کی آپس میں گفتگو ہے کبھی تو رموز سے خطاب کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے الم المص وحم وحمعسق وطس وطسم اور کبھی اشارات سے پس کہا جاتا ہے کہ "رحمان عرش پر قایم ہوا" اور معراج کے قصہ میں فرمایا جاتا ہے کہ "پھر نزدیک ہوا اور اُتر آیا پس فاصلہ رہگیا دو کمانوں کے برابر یا اس سے بھی قریب تر" اور یہ کہ "جس دن ساق (پنڈلی) کھولی جائیگی" اور یہ کہ "جو آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کررہے ہیں" پس محب اور محبوب کے درمیانی اشارات

Marfat.com

بین المحب والمحبوب لا یعلمها غیرہما فلذلک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان للقرآن ظہرا وبطنا وللبطن بطن الی سبعۃ بطون واتفق العلماء ان المفسرین تکلموا فی البطن الاول من القرآن وباقی البطون لا یعلمها الا العارفون باللہ تعالیٰ علی قدر مراتبہم وکذلک احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقعت بحسب اختلاف الوقائع والزمان متباینۃ وفیہا الناسخ والمنسوخ والمقدم والمؤخر والراجح والمرجوح وما یعلمها الا الراسخون فی علم الحدیث وغایۃ سعیہم ونہایۃ مقصدہم مصروف الی تصحیح الحدیث وتہذیبہ وتنقیحہ بحسب متن الحدیث فوصلوا ببرکۃ صحۃ نیاتہم الی غایۃ ما ارادوہ وصنفوا الکتب المفیدۃ المعتبرۃ المشہورۃ ووضعوا لہا اصولا وقواعد لتمییز مراتب الرواۃ ومیزوا الصحیح من السقیم

اور رموز کو ان کے سوا دوسرا جان بھی کیا سکتا ہے

اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور اس باطن کا ایک باطن ہے اسی طرح سات باطنوں تک" علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مفسرین کا منتہائی کلام قرآن مجید کے بطن اول تک ہی محدود ہے اور باقی باطنوں کو عارفین بمقدار اپنے مراتب کے ہی جانتے ہیں اور بس۔

اسی طرح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث واقعات زمانہ کے اختلاف کے لحاظ سے متباین اور مخالف واقع ہوئی ہیں۔ ان میں بھی ناسخ اور منسوخ ہیں اور مقدم و مؤخر اور راجح و مرجوح۔

ان امور کو ان لوگوں کے علاوہ جو علم حدیث میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ کوئی نہیں جانتا ان کی (محدثین کی) منتہائی کوشش اور غایت مقصد یہاں تک ہے کہ حدیث کی تصحیح باعتبار متن حدیث کے کرلیں اور اس کو جانچ اور پرکھ لیں پس وہ اپنی صحیح نیت کی برکت سے اپنے غایت مقصود کو پہنچ گئے ہیں۔ اور انہوں نے اس بارہ میں نہایت مفید اور معتبر کتابیں تصنیف کیں جو مشہور ہیں۔ اور انہوں نے اس کے لئے اصول و قواعد وضع کئے تاکہ راویوں کے مراتب کی تمیز ہو سکے اور انہوں نے صحیح کو سقیم سے اور قوی کو ضعیف سے الگ کر کے رکھ دیا اللہ پاک انکو جزائے خیر دے۔

Marfat.com

والقوی من الضعیف فجزاهم الله تعالیٰ خیراً واما استنباط الاحکام من الآیات والحدیث فذالک فعل المجتهدین فی الدین فلکل فن رجال ولکل مقام مقال وقد قال الله تعالیٰ ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم ولولا فضل الله علیکم ورحمته لاتبعتم الشیطان الا قلیلا والمراد من اولی الامر العلماء ولولا الضرورة الی الاستنباط لما ذکره الله تعالیٰ فی القرآن بعد ذکر الرسول فصحة متن الحدیث امر واخراج الحکم منه امر آخر کما ان علماء النحو الخلیل و سیبویہ وامثالهما دونوا کتب النحو علی القواعد العربیة واستقرؤ اللغات وما روی عنهم انهم افتوا فی المسائل الفقهیة الا نادراً کما روی ان شخصا سئل الکسائی النحوی هل یسجد ثانیا من سهی فی السهو قال الظن انه لا یسجد ثانیـا

لیکن آیات اور احادیث سے احکام کا استنباط کرنا تو یہ مجتہدین کا کام ہے اسلئے کہ ہر ایک فن کے علیحدہ ماہر ہیں ؏ ہر کسے را بہر کارے ساختند اس بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

"اگر اس کو (کسی بات کو) پہونچا دیتے رسول اور اپنے اولی الامر تک تو البتہ معلوم کر لیتے اس کو وہ لوگ جو تحقیق کرتے ہیں اور اگر اللہ کا تم پر کرم نہ ہوتا اور اس کی مہربانی تو سوائے چند کے تم سب شیطان کی پیروی کرتے"

"مراد اولی الامر سے علماء ہیں"

اور اگر استنباط کی ضرورت نہ ہوتی تو حق تعالیٰ رسولؐ کے بعد قرآن میں اسکا ذکر ہی کیوں کرتا۔

پس صحت حدیث ایک کام ہے اور اس سے حکم نکالنا (استنباط) دوسرا کام۔

جس طرح سے کہ نحو کے علماء خلیل و سیبویہ وغیرہ ہیں جنہوں نے نحو کی کتابیں تالیف کی ہیں اور عربی کے قواعد کو لغات سے تلاش کرکے نکالا ہے۔ ان کے متعلق یہ کسی نے بیان کیا کہ وہ فقہی مسائل کی بھی فتوائیں دیا کرتے تھے اسلئے کہ یہ انکا کام نہ تھا۔ اگر نادراً کوئی صورت واقع ہوئی ہو تو اسکا اعتبار نہیں۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ کسائی نحوی سے کسی نے پوچھا کہ جس شخص کو سجدۂ سہو میں سہو ہو جاوے تو کیا وہ دوبارہ سجدۂ سہو

قال ولم قال لان المصغر
لا یصغر. قال الخوارزمی
فی مسنده الکبیر بسنده
الی الامام ابی یوسف رح
قال ثنا ابو یوسف قال
لقینی الاعمش فقال انت هذا
الذی یخالف عبد الله بن
مسعود قال قلت له فیما
یخالفه قال قال عبد الله بیع
الامة طلاقها وصاحبك
یقول لیس بیع الامة طلاقها
فقلت له انت حدثتنا عن
النبی صلی الله علیه وسلم
انه لم یجعل بیع الامة
طلاقها فقال الاعمش ومن
حدثت ذلك قال قلت له
انت حدثتنا عن ابراهیم عن
الاسود عن عائشة بنت الصدیق
رضی الله عنهما ان النبی صلی
الله علیه وسلم خیّر بریرة
فقال ابو یوسف فلو کان
بیع الامة طلاقها ما کان
للتخییر معنی لان عائشة
ام المؤمنین رضی الله عنها

کریگا۔ اس پر اس نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ دوبارہ
سجدہ کی ضرورت نہیں۔ سائل نے کہا کیوں؟
کہنے لگے کہ مصغر کی پھر تصغیر نہیں ہوتی۔
خوارزمی نے اپنی کتاب مسند کبیر میں اپنی
سند سے جو امام ابو یوسف کو پہنچتی ہے بیان
کیا ہے کہ امام ابو یوسف نے کہا کہ مجھے اعمش
ملے اور انہوں نے کہا کہ تمہارے صاحب (ابو حنیفہ)
عبد اللہ ابن مسعود رض کی مخالفت کرتے ہیں
امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ میں نے کہا کس بات
میں مخالفت کی ہے تو اعمش نے کہا عبد اللہ
ابن مسعود کہتے ہیں کہ باندی کے بیچ دینے سے
طلاق واقع ہوجاتی ہے اور تمہارے صاحب
کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی۔ امام ابو یوسف کہتے ہیں
میں نے کہا کہ تمہیں نے تو ہم سے یہ حدیث بیان
کی تھی کہ باندی کے بیچ دینے سے طلاق نہیں
ہوتی۔ اعمش نے کہا کہ میں نے یہ کب کہا ہے
ابو یوسف نے کہا کہ تم نے ہم سے حدیث اس
سند سے بیان کی تھی۔ کہ آپ روایت کرتے ہیں
ابراہیم سے اور وہ اسود سے اور وہ حضرت عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے بریرہ (ایک باندی کا نام ہے) کو (نکاح کے
باقی رکھنے کا) اختیار دیا تھا۔ اس پر ابو یوسف نے
کہا کہ اگر باندی کی بیع طلاق ہی ہوتی تو پھر اس
اختیار کے کیا معنے تھے۔ اس لئے کہ ام المومنین

Marfat.com

اشترتها فلو كان بيعها طلاقها لما خيرها النبي صلى الله عليه وسلم فقال الاعمش يا يعقوب هذا من هذا قال نعم قال محمد وفي رواية ان الاعمش قال ان ابا حنيفة حسن المعرفة بمواضع الفقه الدقيقة وغوص غوامض العلوم الخفية رآها ابو حنيفة في ظلمة اماكنها من نور سراج قلبه انتهى فلو كان القرآن كافيا في جميع احكام الاسلام الجزئي والكلي لما قال الله تعالى وما اتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا ومن يطع الرسول فقد اطاع الله واطيعوا الله واطيعوا الرسول فعلم ان القرآن الكريم مبين ومفسر مفصل بالاحاديث النبوية صلى الله عليه وسلم ولو كانت الاحاديث كافية في جميع جزئيات احكام الاسلام لما قال النبي صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين

حضرت عائشہ نے اُسے خرید لیا تھا۔ پس اگر اس کی بیع طلاق ہی ہوتی تو البتہ حضور اکرم اسے کیونکر اختیار دیتے۔ پھر اعمش نے کہا کہ اے ابو یوسف! کیا یہ اسی سے ثابت ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اسی سے تو ہوتا ہے۔

امام محمد کہتے ہیں کہ ایک روایت یوں ہے کہ اعمش کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ فقہ کی دقیق باتوں کو خوب جانتے ہیں اور پوشیدہ علوم کے باریک نکتوں کو غوامض کی اندھیریوں میں بھی اپنے چراغ قلب کی روشنی سے دیکھ لیتے ہیں۔ انتہی۔

پس اگر قرآن مجید کلی اور جزئی سارے احکام اسلام میں کافی ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ "جن باتوں کا تمہیں رسول امر کریں ان پر عمل کرو اور جن سے نہی فرمائیں ان سے رک جاؤ۔ اور جس نے رسول کی اطاعت کی تو تحقیق اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی" اور "اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی"۔

اس سے صاف معلوم ہوا کہ قرآن کریم کی احادیث نبویہ ہی تفصیل تفسیر اور توضیح ہیں۔

اور اگر احادیث ہی اسلام کے سب احکام جزئیہ کے لئے کافی ہوتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ "تم میرے طریقے اور میرے خلفاء راشدین کے طریقے کو جو میرے بعد ہیں، لازم پکڑو۔"

Marfat.com

من بعدی و اصحابی کالنجوم بایہم
اقتدیتم اهتدیتم ولو کانت
سنۃ الخلفاء الراشدین باقی
الاصحاب رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین کافیۃ فی جمیع
الواقعات الجزئیۃ الاسلامیۃ
المرقتۃ بالاوقات المخصوصۃ
لما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا یجتمع امتی علی الضلالۃ و
علیکم بالسواد الاعظم فمن
شذ شذ فی النار الی غیر
ذلک من الاحادیث الواردۃ
فی التحریض علی اتباع الکثر الامۃ
کحدیث معاذ رض قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان الشیطان ذئب
الانسان کذئب الغنم یاخذ
الشاۃ القاصیۃ والناحیۃ
وایاکم والشعاب وعلیکم
بالجماعۃ والعامۃ رواہ احمد
وکحدیث ابی ھریرۃ رض قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع
ربقۃ الاسلام عن عنقہ رواہ احمد و
ابوداؤد مشکوۃ شریف)

اور یہ کہ "میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں
جس کی بھی ان میں سے پیروی کروگے ہدایت
پاؤگے"

اور اگر سنت خلفائے راشدین اور باقی اصحاب
کی ہی سنت سارے واقعات جزئیہ اسلامیہ میں
اور ان خاص اوقات میں پائے جاتے ہیں
کافی ہوتی تو البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
یہ نہ فرماتے کہ "بڑی جماعت کی پیروی کرو جو
اس سے جدا ہوگا وہ آگ میں جدا کیا جائیگا"
اور یہ کہ "میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو
سکتی"۔ یہ اور اس کے علاوہ اور احادیث جنمیں
اکثر امت کی پیروی کی طرف رغبت دلائی گئی ہے
مثل حدیث حضرت معاذ رض کے کہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "شیطان
انسان کا بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کے بھیڑیے کہ بکری
کہ جو ہٹ کر الگ ہوتی اور اکیلی ہوتی کو پکڑ لیتا ہے اس لئے
تم گھاٹیوں سے الگ رہو اور اکیلے رکے نہ ہو بلکہ
جماعت اور عموم امت کے ساتھ رہنا لازم پکڑو"
(روایت کی اس حدیث کو احمد نے)

اور مثل حدیث ابو ہریرہ رض کے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو جماعت سے
ایک بالشت بھر بھی جدا ہوا تو اسلام کی رسی اس
کی گردن سے نکل گئی" (روایت کی ہے اس کو
احمد اور ابوداؤد نے" مشکوۃ شریف)

Marfat.com

وقد قال الله تعالى ومن يتبع
غير سبيل المؤمنين نوله ما
تولى ونصله جهنم وساءت
مصيرا۔ فالشريعة المطهرة
اسم لجميع الادلة الاربعة
القطعية اليقينية فالتزمها
ولا تفارقها شبرا فقد قال
رسول الله صلى الله عليه و
سلم من فارق الجماعة شبرا
فقد خلع ربقة الاسلام عن
عنقه. فكمال الدين وتمامه
بالتزام الادلة المذكورة
ونقصانه بتركها وترك
بعضها فالدين بمنزلة البيت
وهذه الادلة الاربعة جدرانه
والتوحيد سقفه فكما ان
المراد من البيت هو السقف
لكن السقف لا يقوم الا على
الجدران كذلك دين الاسلام
وان كان سقفه التوحيد والرسالة
لكنهما لا يقومان بدون الاركان
ولعلك تقول ان الدين الاسلامي
قد كمل في زمن النبي صلى الله
عليه وسلم مستدلا بقوله تعالى اليوم اكملت
لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي و

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے
راستے کے سوا دوسرا راستہ چلیگا ہم اسے پھیلاتے
رہینگے جیدھر وہ چل رہا ہے اور پہنچا دینگے اسکو جہنم
تک اور وہ بری جائے بازگشت ہے۔
پس شریعت مطہرہ انہی چاروں قطعی اور
یقینی دلیلوں کا نام ہے ان کو اپنے اوپر لازم رکھو
اور ایک بالشت بھی ان سے جدا نہ ہو۔
اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ جو جماعت سے ایک بالشت بھی جدا ہوا
تو اسلام کی رسی اس کی گردن سے کھل جائیگی،
پس دین کا تمام اور کمال ان ہی ادلہ مذکورہ
کے التزام سے ہے۔ اور دین کا نقصان انکے
ترک یا بعض کے چھوڑ دینے میں ہے۔
دین ایک گھر کی مثال ہے اور یہ چار دلیلیں
اس کی دیواریں ہیں اور توحید اس کی چھت ہے پس
جس طرح سے کہ گھر سے مراد چھت ہی ہوتی ہے لیکن
چھت بغیر دیواروں کے قائم نہیں رہ سکتی۔ اسی طرح
دین اسلام کی چھت اگرچہ توحید اور رسالت ہے لیکن
یہ دونوں بغیر ان دیواروں اور ستونوں کے استوار
و قائم نہیں رہ سکتے۔ اگر تم کہو کہ دین اسلام حضور
اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں کامل
ہو چکا اس کی دلیل یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا
ہے آج میں کامل کر چکا تمہارے لئے تمہارا دین
اور پورا کیا تم پر اپنا احسان اور پسند کیا اسلام کو تمہارا

Marfat.com

رضيت لكم الاسلام دينا في
نقصان بعد الكمال. قلت الآية
دالة على كمال الدين بحسب الامور
الكليات من انتشار الدين في
جزيرة العرب كلها وفتح مكة
وغلبة الاسلام على الكفر والاديان
الباطلة وايضاح اركان الاسلام
من الصوم والصلوة والحج و
الزكوة على حدة قوله صلى الله
عليه وسلم الحج عرفة ومعلوم
ان للحج اركانا اخر غير عرفة
لكن لما كانت العرفة اعظم
اركان الحج عبر عن الحج بعرفة
وعلى حدة قوله صلى الله عليه
وسلم الصلوة عماد الدين فمن
اقامها فقد اقام الدين ومن تركها
فقد هدم الدين فاقامة الدين
ليس موقوفا على الصلوة وحدها
لان للدين اركانا غير الصلوة
والزكوة والحج وغيرها لكن
الصلوة لما كانت عمدة الاركان
جعلها صلى الله عليه وسلم عماد
الدين لان النبي صلى الله عليه وسلم
عاش بعد نزول الاية قريب

دین بننے کیلئے۔ پس کمال کے بعد پھر کیا نقصان ہو سکتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آیت مذکورہ کمال دین پر بیشک دلالت کرتی ہے لیکن بہ اعتبار امور کلیہ کے نہ بلحاظ امور جزئیہ کے یعنی دین پورے جزیرۃ العرب میں شائع ہو گیا اور مکہ فتح ہو چکا اور اسلام کا غلبہ کفر اور ادیان باطلہ پر تمام ہو گیا۔ اور ارکان اسلام روزہ و نماز زکوۃ و حج سب واضح ہو چکے۔ یہ اس طرح ہے جیسا کہ حضور فرماتے ہیں کہ حج عرفہ ہے حالانکہ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ عرفہ کے علاوہ حج کے اور بھی ارکان ہیں لیکن چونکہ عرفہ حج کے بڑے ارکان میں سے تھا اس لئے پورے حج کو عرفہ سے تعبیر کیا گیا۔

اور جس طرح سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے دین کو گرا دیا۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ دین کا قائم رہنا محض نماز ہی پر نہیں ہے بلکہ اس کے اور بھی ارکان ہیں۔ جیسے روزہ و حج اور زکات وغیرہ لیکن نماز چونکہ ان ارکان دین میں زیادہ ضروری تھی۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ستون دین فرمایا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم آیت مذکورہ کے نزول کے بعد تقریباً

Marfat.com

ثلاثة اشهر وقد امر ونهى و
منع واعطى فلو كان الدين
تاما بحسب الجزئيات لما بقي
لامره ونهيه صلى الله عليه و
سلم موقع ولا لقوله عليه
الصلوٰة والسلام عليكم بسنتي
وسنة الخلفاء الراشدين
المهديين من بعدي محل و
ان قلت ان اكثر خير القرون
والسلف الصالح قد كانوا قبل
انعقاد الاجماع والقياس الذين
جعلتهما من اركان الدين و
كان دينهم كاملا غاية الكمال
قلت ان للناس مراتب اربع
كذالك المرتبة الاولى مرتبة
سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم وهو الفرد الاكمل
من الناس قاطبة وهو القطب
الامجد الذي يدور عليه رحى
الاسلام كافة الذي شرح
الله صدره ورفع ذكره و
اصطفاه بين الخلائق لنفسه اعطاه
من العلوم والاسرار ما لم يعط احدا
من العلمين فيكفيه من الادلة الاربعة
القرآن كتاب الله

تین مہینے اس دنیائے فانی میں رونق افروز رہے اور اس زمانے میں آپ نے امر بھی کئے اور نہی بھی فرمائی ہے اور لیا اور دیا بھی ہے۔ تو اگر دین جزئیات کے اعتبار سے بھی تام اور کامل ہو چکا تھا تو پھر آپ کے اوامر اور نواہی کے لئے کوئی موقعہ نہیں رہتا اور آپ کے اس ارشاد کے لئے کہ "میرے بعد میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو مضبوط پکڑو" کوئی محل نہیں نکلتا۔

اور اگر تم کہو کہ خیر القرون کے اکثر لوگ اور سلف صالح اجماع اور قیاس کے انعقاد کے قبل ہی گذر گئے۔ جن کو آپ ارکان دین اور پیشوایان امت سے کہتے ہیں۔ حالانکہ ان کا دین کامل تھا اور بہت کامل:

اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے چار مرتبے ہیں پہلا مرتبہ ہمارے سردار آقا و مولا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپ تمامی لوگوں میں فرد اکمل ہیں اور آپ ایسے مبارک اور برگزیدہ قطب اور مرکز ہیں جس پر پورے اسلام کی چکی گھوم رہی ہے! جن کا سینۂ مبارک اللہ تعالیٰ نے کھول دیا تھا اور جن کے ذکر کو بلند فرما دیا ہے۔ اور جن کو ساری خلقت سے اپنے لئے چن لیا ہے!

اور جن کو علوم اور اسرار سے اس قدر عطا فرمایا ہے کہ سارے جہان میں کسی کو نہیں عطا کیا تو آپکو ادلہ اربعہ (چار دلیلوں) میں سے صرف قرآن

المنزل علیہ ولاحاجۃ لہ الی غیر ذلك - المرتبۃ الثانیۃ مرتبۃ اصحابہ الکرام صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم وقرنہم خیر القرون ھم الذین اثرھم اللہ تعالیٰ لصحبۃ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم ونزع اللہ تعالیٰ من صدورھم الغل والحقد والحسد وحب الدنیا وحظوظ النفس والشیطان کانوا بنی آدم صورۃ وملئکۃ سیرۃ وصدورھم کنوز العلوم من الکتاب والسنۃ ببرکۃ صحبۃ النبی المکرم صلی اللہ علیہ وسلم فیکفیھم من الادلۃ الاربعۃ کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاحاجۃ لھم الی غیر ذلك والمرتبۃ الثالثۃ مرتبۃ التابعین للاصحاب وقرنھم ایضا خیر القرون ھم الذین انتجبھم اللہ تعالیٰ لنشر علوم الدین وتصنیف الاحکام من الکتاب والسنۃ ببرکۃ صحبۃ الاصحاب فیرجحون فی المسائل المختلفۃ بین الاصحاب ما اجمع علیہ اکثر الصحابۃ

ہی کافی ہے۔ جو آپ پر نازل ہوا آپکو اس کے علاوہ اور کسی چیز کی حاجت نہیں "

دوسرا مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے ان کا زمانہ زمانوں میں بہترین ہے اور وہ وہی ہیں جن کو خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رفاقت کے لئے پسند فرمایا اور ان کے سینوں سے اللہ تعالےٰ نے کھوٹ اور کینہ، اور حسد اور دنیا کی محبت، اور نفس اور شیطان کی خواہشیں، اور لذتیں نکال دی تھیں۔ صورتاً بنی آدم لیکن سیرتاً ملائکہ تھے ان کے سینے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے قرآن مجید اور سنت رسول اللہ کے علوم کے خزانے بن گئے تھے۔ ان کو ادلہ اربعہ میں سے صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کافی ہیں اور کسی چیز کی ان کو ضرورت نہیں۔

تیسرا مرتبہ صحابہ کے تابعین رضی اللہ عنہم کا ہے۔ اور زمانہ بھی ان کا خیر القرون میں سے ہے۔ ان کو صحبت اصحاب رضی اللہ عنہم کی برکت سے حق تعالیٰ نے علوم کی اشاعت اور کتاب وسنت کے احکام کے تصفیہ کے لئے انتخاب فرمایا تھا . . . .

. . اور یہ اصحاب کے درمیانی مختلفہ مسائل میں ان کو ترجیح دیتے تھے جس پر اکثر صحابہ

Marfat.com

المجتهدين في الدين رضي الله عليهم اجمعين فيكفيهم من الادلة الاربعة الكتاب والسنة والاجماع ولا حاجة لهم الى غير ذلك۔ والمرتبة الرابعة مرتبة الذين جاؤا من بعدهم وفي خيرية قرنهم اختلاف وليست نفوس اكثرهم سالمة عن خطرات النفس الامارة بالسوء فكثر فيهم الاختلاف في مسائل الدين والدنيا كما قال النبي صلى الله عليه وسلم في حديث عمران بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير امتي القرن الذي بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ولا اعلم اذكر الثالث ام لا ثم ينشاء اقوام يشهدون ولا يستشهدون ويخونون ولا يؤتمنون ويفشو فيهم السمن۔ ترمذی۔ فوقع الناس في حرج عظيم من تلك الاختلافات ولما اراد الله سبحنه حفظ حوزة الدين بعث فيهم العلماء مهرة اتقياء بررة واعطاهم الله تعالى قوة الاستنباط من الآيات والاحاديث واجماع الصحابة

مجتہدین نے اتفاق اور اجماع کیا ہو۔ ان کو ادلۂ اربعہ میں سے کتاب اور سنت اور اجماع کافی ہیں کسی اور چیز کی ان کو حاجت نہیں"

چوتھا مرتبہ ان لوگوں کا ہے جو بعد میں پیدا ہوئے۔ ان کے زمانے کی بہتری میں اختلاف ہے اور اکثر ان میں سے نفس امارہ کے خطروں سے بھی بچے ہوئے نہیں۔ اور مسائل دین میں ان کے درمیان بہت اختلافات ہوئے ہیں۔ جیسا کہ عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "سب سے بہتر اور افضل زمانہ وہ ہے جس میں میں مبعوث ہوا ہوں پھر وہ زمانہ جو اس سے ملا ہوا ہے (عمران ابن حصین کہتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ تیسرے زمانے کے لئے بھی آپ نے فرمایا یا نہیں) پھر فرمایا کہ پھر ایسی قومیں پیدا ہونگی جو بغیر گواہی طلب کئے گواہیاں دینگی اور خیانت انکا شیوہ ہوگا اور انہیں کوئی امین نہ بنائیگا۔ اور ان میں موٹاپا بڑھ جائیگا" روایت کی اسکی ترمذی نے

اس زمانے میں لوگ ان اختلافات کی وجہ سے بڑی مصیبت میں پڑ گئے۔ پھر اللہ تعالے نے جب ملکت اسلام کی حفاظت چاہی تو ان میں بڑے ماہر علماء اور بڑے پرہیزگار و متقی بھیجے جن کو آیات اور احادیث اور اجماع صحابہ و تابعین سے

Marfat.com

والتابعین وعلموا الناسخ من المنسوخ والمحکم من المؤول المؤخر من المقدم وخص بفضله من بینہم المجتہدین من المذاہب الاربعة المشہورة وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم فاکثر الامة تلقوا منہم بالاخذ والقبول ودونوا العلماء منہم کتب الفقہ ابوابا مبوبة وفصولا مفصلة وسھلوا للناس طرق الدین الاسلامی فجزاھم اللہ خیرا ولیس بینہم اختلاف الا فی بعض المسائل الفرعیة تصدیقا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف امتی رحمة قال اللہ تعالیٰ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم فالمستنبطون فی القرن الثالث ھو المجتہدون وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمع امتی علی الضلالة

استنباط (مسائل نکالنے) کی قوت عطا کی۔ اور جنہوں نے ناسخ کو منسوخ سے اور محکم کو ماؤل سے مؤخر کو مقدم سے پرکھ لیا۔

.. ..

.. ..

.. ..

ان علمائے متقین میں سے پھر رحمت الٰہی نے مجتہدین مذاہب اربعہ مشہورہ کو چھانٹ لیا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

ان کے مذاہب کو ساری اُمت نے بڑے فخر اور مسرت سے قبول کیا اور انہوں نے پھر فقہ کی کتابیں باب باب اور فصل فصل کر کے جمع کیں مقصد یہ کہ دین اسلام کے راستے کو لوگوں کے لئے نہایت آسان کردیا۔ اللہ ان کو جزائے خیر دے۔

بعض مسائل فرعیہ کے علاوہ ان کا آپس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس سے بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ میری اُمت کا درمیانی اختلاف رحمت ہے"۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اگر وہ رجوع کرتے رسول اور اولی الامر کی طرف تو یقیناً جان لیتے ان میں سے وہ لوگ جو مستنبطین (مصلحت شناس) ہیں"۔ اور قرن ثالث (تیسرے زمانے) میں مستنبطین یہی مجتہدین ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میری امت گمراہی پر

فالالزام علینا معشر المسلمین
فی هذا الزمان اتباعهم و
تقلیدهم هذا هو حقیقة
الاجماع والقیاس۔ فائدة
مهمة کثیرا ما تری انکار
غیر المقلدین للمذاهب
علی اطوار المشائخ من
الاذکار المرتبة والمراقبات
الموقتة والاوراد الموظفة
والریاضات المدونة و
یقولون ان جمیع ذلک
بدعات احدثوها ما کانت
فی زمن النبی صلی الله علیه
وسلم ولا فی زمن الصحابة
رضوان الله علیهم
مستدلین بالحدیث الصحیح
الذی ورد فی الصحاح
ان کل بدعة ضلالة وکل
ضلالة فی النار۔ فنقول
الکلام فی هذا المبحث
من وجهین الاول فی معنی البدعة
واقسامها والثانی فی اظهار مراد
الشارع علیه الصلاة والسلام من
البدعة المذکورة فی الحدیث۔ الوجه الاول
فی معنی البدعة اعلم ان البدعة فی اللغة کل ما

جمع نہ ہوگی۔

اس لئے اے مسلمانو! ہم پر اس زمانے میں انہی کی پیروی اور تقلید لازم ہے۔ یہ ہے حقیقت اجماع اور قیاس کی۔

فائدۂ مہمہ:۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ غیر مقلدین (جو ان مذاہب مذکورہ کی پیروی نہیں کرتے) مشائخ کے اطوار پر اعتراض کرتے ہیں اور ان کے طریقے کا انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ "ترتیب وار اذکار" اور "وقت کی پابندیوں کے ساتھ مراقبے" اور "اوراد مقررہ" "مخترعہ ریاضتیں" ان سب کا کوئی اصل نہیں بلکہ یہ ساری بنائی ہوئی بدعتیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں انکا کوئی وجود نہ تھا۔ اور اس حدیث سے دلیل لاتے ہیں کہ "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں ہے"۔

ہم کہتے ہیں کہ اس بحث میں دو طرح سے کلام کیا جا سکتا ہے۔ اول بدعت کے معنی اور اس کے اقسام کے بیان میں۔

دوسرا یہ کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مذکورہ میں بدعت سے کیا مراد ہے۔

وجہ اول بدعت کے معنی کے بیان میں۔

جاننا چاہئے کہ بدعت لغت میں ہر اس نوپید چیز کو کہتے ہیں جس کا کوئی نظیر پہلے نہ ہو۔

Marfat.com

احدث من غیر نظیر سابق و منہ قولہ تعالیٰ بدیع السموات والارض وفی الشرع البدعۃ کل ما احدث من امور الدین التی لم تکن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی المعارض والمخالف للسنۃ القویمۃ وانما قیدنا بالمعارض و المخالف للسنۃ لان الامور الحادثۃ بعد زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شاعت قدیما و حدیثا شیوعا عاما بحیث لاینجو عنہا المقلد ولا غیر المقلد حتی الحصۃ الاخیرۃ من خیر القرون المشہود لہا بالخیر وکتب التواریخ شاہدۃ علی ذلک ومن اسرح نظر الانصاف فی اضواء العالم الاسلامی وجد اکثر الامور المعاشیۃ من الملبس والمطعم و المسکن محدثۃ علی غیر الطریق المسنون فالحاصل ان المراد من البدعۃ فی الحدیث الشریف ہی البدعۃ السیئۃ التی تخالف السنۃ

اور اسی معنی کر کے باریتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدیع (موجد) ہے آسمانوں اور زمینوں کا "۔
اور شرع میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں کہ جو امور دین میں نو پیدا کردہ ہو یعنے جس کا وجود حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں نہ ہو اور وہ سنت کی مخالف اور معارض ہو۔
ہم نے جو یہ قید لگائی ہے کہ سنت کے مخالف اور معارض ہو۔ یہ اس لئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد اتنے نئے امور پیدا ہوئے ہیں اور وہ اس زمانے میں بھی اور اس سے پہلے بھی اس قدر عام اور شائع ہو گئے ہیں کہ ان سے نہ مقلد بچ سکتا ہے اور نہ غیر مقلد۔ یہانتک کہ خیر القرون کا آخری حصہ بھی ان امور کی زد سے نہ بچ سکا جیسے تاریخ کی کتابیں شاہد ہیں۔
عالم اسلامی ہی میں اگر کوئی نظر انصاف کو وسعت دیکر دیکھے تو کھانے پینے، پہننے، اور اوڑھنے، اور مکانات میں اس کے علاوہ اور دنیوی اور معاشی امور میں اکثر امور ایسے دیکھیگا جو نو پیدا کردہ ہیں اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انکا کوئی وجود نہ تھا۔
حاصل کلام یہ کہ مراد بدعت سے حدیث شریف میں وہ بدعت ہے جس کو سیئہ (بری) کہا جاتا ہے اور جو سنت کے مخالف اور مقابل ہے۔ لیکن وہ نو پیدا امور جو سنت کے معارض اور

Marfat.com

ونعارضها واما الامور المحدثة
التی لم تعارض السنة فهی من
المباحات الشرعیة لان
الاصل فی الاشیاء الاباحة
عندنا - فان قلت اما تری
الی لفظة کل فی الحدیث لان
متن الحدیث ورد بلفظة کل بدعة
ضلالة وقلت ان بعض البدع
من المباحات فی الشرع فکیف یصح
هذا - قلت لیس مراد الشارع
علیه الصلوة والسلام بایراد لفظة
کل جمیع اقسام البدع مطلقا حسنة
کانت او سیئة بل المراد بلفظة
کل جمیع انواع البدع السیئة التی
تعارض السنة وتخالفها بدلیل
قوله علیه الصلوة والسلام کما
ورد فی الصحاح علیکم بسنتی و
سنة الخلفاء الراشدین المهدیین
من بعدی ولیست سنة الخلفاء
رضوان الله علیهم عین
سنة النبی صلی الله علیه وسلم
لان العطف یقتضی التغایر
فان کانت لفظة کل بدعة علی
الاطلاق لم یبق لاتباع سنة

مقا. ہیں۔ وہ مباحات شرعیہ میں داخل ہیں
اس کہ ہمارے مذہب میں سب اشیاء دراصل
مبا. ں (حرمت بعد میں نص شارع سے
ہوئی ")

سوال۔ لفظ "کل" کو کیوں آپ نے نظر انداز کردیا اور کہنے لگے کہ بعض بدعتیں مباحات شرعیہ میں داخل ہیں حالانکہ متن حدیث شریف میں "کل" کا لفظ آچکا ہے یعنی ہر ایک بدعت گمراہی ہے۔

جواب۔ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد لفظ کل فرمانے سے یہ نہیں کہ یہ سب اقسام بدعت کے مطلقاً حسنہ ہو یا سیئہ (بھلی ہو یا بری) سب ضلالت اور گمراہی ہیں بلکہ لفظ "کل" سے یہ مراد ہے کہ بدعت سیئہ کے سارے اقسام جو سنت سے ٹکرائیں اور مخالف ہوں گمراہی ہیں۔ اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا وہ قول دلیل ہے جو صحاح میں وارد ہو چکا ہے کہ "میری سنت کو اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہیں اپنے اوپر لازم پکڑو"

اور خلفائے راشدین کی سنت عین سنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ہو نہیں سکتی اس لئے کہ عطف مغائرت کو چاہتا ہے تو اگر "کل" کا لفظ علی الاطلاق لیا جائے تو سنت

Marfat.com

الخلفاء الراشدين محلٌّ ولا لقول سيدنا الفاروق رضي الله عنه نعمة البدعة هي في شان التراويح عشرين ركعة محل فلفظة كل في الحديث وردت على حد قوله تعالىٰ ثم اجعل على كل جبل منهن جزءا ثم ادعهن ياتينك سعيا فليس المراد من لفظة كل جبل جبال العالم الدنيوي جميعها بل المراد من كل جبل الجبال الاربعة او السبعة التي كانت حاضرة هناك كما في البيضاوي. فعلم ان مراد الشارع صلى الله عليه وسلم من لفظة كل في الحديث كل بدعة سيئة قال العلماء ان من البدع ما هو واجب في هذا الزمان كنشر العلوم وبناء المدارس والرباطات ومنها ما هو سنة حسنة كاداء التراويح عشرين ركعة واتخاذ الدفتر والديوان للحكومة سنة عمرية وتحلية المساجد بالاحجار

خلفائے راشدین کے اتباع کا کوئی موقعہ نہیں رہتا اور حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ "بیس رکعتیں تراویح بڑی اچھی بدعت ہے" کوئی محل نہیں نکلتا۔

لفظ کل کا اس حدیث میں ایسا ہے جیسا کہ کلام پاک میں حضرت ابراہیم کے قصہ میں مذکور ہے کہ: "پھر رکھدو ہر ایک پہاڑ پر (کلِ جبلٍ) ایک ایک حصہ پرندوں کا پھر بلاؤ ان کو وہ آئینگے دوڑتے ہوئے"

یہاں لفظ "کلِ جبلٍ" سے ساری دنیا کے سب پہاڑ تو مراد ہو ہی نہیں سکتے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہر ایک پہاڑ پر جو حاضر ہیں چار ہوں وہ پہاڑ یا سات (جیسا کہ بیضاوی نے بیان کیا ہے) ان پرندوں کا گوشت رکھدو۔

پس معلوم ہوا کہ مراد شارع صلے اللہ علیہ وسلم کی لفظ "کل" سے ہر ایک بدعت سیئہ ہی ہے۔

علمائے کرام کہتے ہیں کہ بدعت کی بہت سی قسمیں ہیں بعض ان میں سے تو اس زمانے میں واجب ہیں مثلاً علوم کی اشاعت کرنا مدرسے اور مسافر خانے بنانا وغیرہ۔

اور بعض سنت حسنہ ہیں جیسے بیس رکعتیں تراویح پڑھنا۔ اور حکومت کیلئے دفتر اور کچہریاں بنانا (یہ سنت عمریہ ہیں) اور مساجد کو منقش

المنقوشة وخشب الساج و
جمع القرآن فی المصحف سنة
عثمانیة ومحاربة البغاة وغیرها
سنة مرتضویة ومنها ما
هو مستحب او مباح کاکثر
اطوار العالم فی هذا الزمان
فهذا هو الوجه الثانی من
الوجهین المذکورین فاطوار
المشایخ رحمهم الله تعالی
فی الاذکار المرتبة والمراقبات
المؤقتة من البدع الحسنة التی
تلقاها الفحول من علماء
الاسلام بالقبول واستحسنوها
وحثوا علیها واشتغلوا بها
بل لم یعیبوها بدعة ولم
یرضوا باطلاق لفظة البدعة
علیها کما هو مشرب مرشدنا
الاعظم الامام الربانی
المجدد للالف الثانی رحمة
الله علیه وقد طولنا
الکلام فی هذا الباب
لان الکلام یجر الی الکلام
لکن لا یخلو عن فائدة او
فوائد لمن له قلب سلیم۔

پتھر اور ساگوان کی لکڑی سے تعمیر کرنا اور قرآن مجید کو مصحف میں جمع کرنا (یہ سنت عثمانی ہیں) اور باغیوں وغیرہ سے جنگ کرنا (یہ سنت مرتضوی ہے)۔

اور بعض بدعتیں مستحب یا مباح ہیں جیسے آجکل کے زمانے کے اکثر اوضاع اور رسوم۔ دو وجوہ مذکورہ میں سے یہ دوسری وجہ ہے۔

پس مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کے اطوار اور اذکار مرتبہ اور مراقبات موقتہ اس بدعت حسنہ (اچھی) میں داخل ہیں جنکو نامور اور جید علماء اسلام نے قبول کیا ہے اور ان کو اچھا سمجھا ہے اور لوگوں کو ان باتوں کی طرف ترغیب دی ہے اور خود ان کاموں میں مشغول رہے ہیں۔ بلکہ ان امور کو وہ بدعت ہی نہیں سمجھتے اور اس بات پر رضامند ہی نہیں کہ ان پر بدعت کا لفظ استعمال کیا جائے۔ جیسا کہ ہمارے مرشد اعظم امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب ہے۔

ہم نے اس باب میں کلام کو طول دیا ہے اس لئے کہ بات سے بات نکلتی رہی ہے لیکن پھر بھی یہ طول فائدوں سے خالی نہیں ہے۔ انصاف پسند دل ان سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

Marfat.com

فصل ثم اعلم یا اخی وفقك الله تعالیٰ لما یحبه ویرضاه انك مسئول بعد صحة الاعتقاد بالاعمال البدنیة من الصوم والصلوٰة والحج والزکاة وسائر الاوامر الالٰهیة من اعمال البدن والقلب وترك المحرمات والمکروهات الشرعیة من اعمال القلب والبدن فعلم الفقه متکفل لتفصیل الاعمال البدنیة وعلم الاخلاق متکفل لتفصیل الاعمال القلبیة فکما ان اصلاح الظاهر موقوف علی الاعمال البدنیة کذلك اصلاح الباطن موقوف علی الاعمال القلبیة ولیس هذا محل تفصیلهما لانهما عینان تجریان بل هما بحران یلتقیان بینهما برزخ لا یبغیان من مشکاة صدر النبی صلی الله علیه وسلم الی صدور امته فعلیك برکوب سفینة العلمین المطهرین کی یوصلك بالسلامة الی ساحل المقصود تتنعم بعد الموت فی ریاض الملك المعبود وها انا فتهات لبعض الضروریات

فصل اے بھائی (اللہ تمہیں ان کاموں کی توفیق دے جنکو وہ پسند کرتا ہے اور جن سے راضی ہوتا ہے) جاننا چاہیئے کہ اعتقاد صحیح کر لینے کے بعد تم مسئول اور مکلف ہو۔ اعمال بدنیہ روزہ اور نماز اور حج و زکات پر اور تمامی اوامر الٰہی پر خواہ وہ اعمال قلبیہ ہوں یا افعال جوارح اور محرمات و مکروہات شرعیہ کے ترک کرنے پر خواہ وہ بھی قلبیہ ہوں یا بدنیہ۔ علم الفقہ اعمال بدنیہ کی تفصیل کا کفیل ہے اور علم اخلاق اعمال قلبیہ کی توضیح کا ضامن ہے پس جس طرح کہ ظاہر کی اصلاح اعمال بدنیہ پر موقوف ہے۔ اسی طرح باطن کی اصلاح کا مدار اعمال قلب پر ہے۔ یہ مقام ان دونوں کی تفصیل کا نہیں ہے اس لئے کہ وہ دو جاری چشمے ہیں بلکہ دو سمندر ہیں جو آپس میں ملتے ہیں ان دونوں کے درمیان پردہ حائل ہے کہ ایک دوسرے سے تجاوز نہیں کر سکتا۔ اور یہ دونوں چشمے یا سمندر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس سینہ سے پھوٹ کر نکلتے ہیں اور امت کے سینوں تک پہونچتے ہیں تم پر لازم ہے کہ ان دونوں پاکیزہ علموں کی کشتی میں سوار ہو جاؤ تاکہ یہ تمہیں سلامتی سے ساحل مقصود تک پہونچا دیں جس کی وجہ سے موت کے بعد اپنے مالک معبود کے مہیا کردہ باغوں میں گلگشت کرتے رہو گے۔

ہم ابھی تمہیں بعض ضروری باتیں (اعمال قلب

Marfat.com

من اعمال البدن والقلب مختصرا فعليك ان تقابلهما بالقبول والعمل بهما فتفوز بالدرجات العلى ولا تتركها سدى ۔ فتخسر وتطغى ۔

وقبل ان اشرع فى التفسير اعلمك بروح الاعمال ولب لبابها الا وهو الاخلاص وصحة النية فالعمل القليل بصحة النية والاخلاص خير من العمل الكثير مع فساد النية وعدم الاخلاص فان النبى صلى الله عليه وسلم قال انما الاعمال بالنيات ولكل امرئ ما نوى فى الحديث الطويل المتواتر فلهذا السبب كان مُدّ الاصحاب او نصفه فى الانفاق خيرا من مثل جبل احد من غيرهم ذهبا ۔

ولعلك تقول ما الاخلاص فاقول الاخلاص ان تعبد الله تعالى تعبدا ورقا وامتثالا له وصدقا من غير ان تدخل قلبك طمع الجنة او خوف النار او شيئا آخر من حظوظ النفس كائنا

اور اعمال بدن کی مختصراً بتلا دیتے ہیں تم پر یہ لازم ہے کہ انہیں قبول کرو اور ان پر عمل پیرا ہو جاؤ تاکہ مقامات عالیہ پر فائز ہو سکو کہیں ان کو فضول سمجھ کر نہ چھوڑ دینا کہ اس سے بے نیازی برتنے میں ٹوٹا پاؤ گے اور نقصان اٹھاؤ گے ۔

مقصود کے شروع کرنے سے پہلے میں تمہیں سب اعمال کی روح اور جوہر اور گودا بتلا دیتا ہوں اور وہ کیا ہے ؟ اخلاص اور نیت صحیح کرنا ! تھوڑا سا عمل خیر بھی اخلاص اور صحت نیت کے ساتھ اس عمل خیر سے جو اگرچہ بہت بڑا ہے لیکن اخلاص سے نہیں بلکہ فساد نیت کے ساتھ ہے ۔ بہت ہی اچھا ہے ۔ اس لئے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر ایک آدمی وہی پائیگا جو اس نے نیت کی ہو ۔ (حدیث طویل متواتر) اسی وجہ سے صحابہ کرام کا ایک مُد (یعنی دو رطل) یا اس کا بھی نصف اللہ کے راہ میں خرچ کرنا دوسروں کے جبل اُحد کے برابر سونا صرف کرنے سے بہتر اور افضل تھا ۔

اگر تم کہو کہ اخلاص کیا ہے ؟ تو اس کی بھی ہم تمہیں حقیقت بتلائے دیتے ہیں ۔ اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہایت عاجزی اور نہایت سچائی سے محض اس کی فرمانبرداری اور غلامی کے لئے کی جائے ۔ یہ نہ ہو کہ دل میں جنت کی طمع کئے ہوئے ہو یا دوزخ کے خوف سے یا اور جو نفس کی

Marfat.com

ما کان فان انفاقك قبضة
من بر بالاخلاص ومرضاة
تعالى خير لك من انفاقك
قبضة من لؤلؤ بغير الاخلاص
ومرضات النفس فاذا
خلصت عملك لله تعالى
فذلك هو العمل المتقبل
يكتب لك بعشرة امثالها و
يزيد اضعافا فدانى سبعمائة
ضعف ويربولك وينمو لك
يوم القيمة كالحبة التى
اغرست فى ارض صالحة
تنمو وتزيد حتى تصير
بعد حين شجرة عالية
مثمرة نفيسة وان عملت
بلا نية صالحة واخلاص
فلا يزيد ولا ينمو بل لا
يقبل منه صرفا ولا عدلا
قال الله يمحق الله الربوا و
يربى الصدقات وقال تعالى
انما يتقبل الله من المتقين
والمتقون هم المخلصون
اذا علمت هذا فاعلموا ان
الصلوة عماد الدين

خواہشیں اور لذتیں ہوسکتی ہیں۔ ان کے لئے ادا کی جائے۔

اس لئے کہ اگر ایک مٹھی بھر گیہوں اللہ کی رضامندی کے لئے اخلاص کے ساتھ خرچ کیجائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ مٹھی بھر موتی بغیر اخلاص کے نفس کی رضامندی میں دے ڈالو جب تم نے اپنے عمل کو محض اللہ ہی کے لئے خالص کردیا اور پوری اخلاص اس میں پائی گئی تو سمجھ لو کہ یہی عمل قابل قبول بلکہ قبول شدہ ہے۔ ایسا عمل دس گنا بڑھا کے لکھا جائیگا۔ اور یونہی سات سوتک وہ عمل بڑھ سکتا ہے (یعنی ایک با اخلاص عمل سات سوگنا ہوجائیگا) اور یہ عمل تمہارے لئے قیامت کے دن تک نشو ونما پاتا رہیگا اس دانے کی طرح جس کو نہایت اچھی زمین میں بویا جائے تو وہ اگتا اور بڑھتا ہے یہانتک کہ کچھ زمانے کے بعد ایک تناور پھلدار اور خوشنما درخت بن جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے بغیر نیت صالح اور اخلاص کے عمل کیا ہے تو وہ نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ بڑھتا ہے بلکہ اس شخص کا فرض اور نفل کبھی رتبۂ قبولیت نہیں پاتا۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ سود کو محو کرتاہے اور گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا رہتا ہے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "اللہ متقین ہی سے قبول کرتا ہے" اور متقین وہی با اخلاص لوگ ہیں۔

جب تم اس کو جان چکے تو اب جانو کہ نماز دین

Marfat.com

و مجمع الطاعات و مخ العبادات
ولیس فی الاعمال بعد الایمان
باللہ و رسولہ شیئ افضل منہ
وھی عبادۃ بدنیۃ فریضۃ
علی کل مکلف مسلم او
مسلمۃ حر او عبد غنی
او فقیر مسافر او مقیم
صحیح او سقیم فاذا اصبحت
فقل اصبحنا و اصبح الملک
للہ الواحد القھار و جدد
ایمانک بقولک اشھد ان
لا الہ الا اللہ و اشھد ان
محمدا عبدہ و رسولہ
اللھم انت ربی لا الہ الا انت
خلقتنی و انا عبدک و انا علی عھدک
و وعدک ما استطعت ابوء لک
بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفرلی
فانہ لا یغفر الذنوب الا انت
وقم سریعا مخلصا للہ تعالی و
قل بسم اللہ الرحمن الرحیم و توضأ
بالاسباغ مراعیا للاداب و السنن و
لیس المراد بالاسباغ کثرۃ صب الماء
او کثرۃ عدد الغسلات فوق الثلاث و لکن
المراد منہ استیعاب الاعضاء المغسولۃ

کا ستون ہے اور طاعات کا مخزن اور عبادات کا مغز ہے۔ اور سب اعمال میں اللہ اور رسول پر ایمان کے بعد اس سے کوئی اور عمل افضل نہیں۔ اور یہ عبادت بدنیہ ہر ایک مکلف مسلم مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام غنی ہو یا فقیر مسافر ہو یا مقیم تندرست ہو یا بیمار سب پر فرض ہے۔

اب صبح سے لیکر سارے اعمال کی ترتیب ہم تمہیں بتلائے دیتے ہیں۔ صبح سویرے اُٹھتے ہی یہ دعا پڑھو: "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ" اور اپنے ایمان کی تجدید اس قول سے کرو۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی و انا عبدک و انا علی عھدک و وعدک ما استطعت ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت"۔ اور خاص اللہ ہی کے لئے جلدی سے اُٹھ بیٹھو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہو اور آداب و سنن کی رعایت رکھتے ہوئے بالاسباغ (یعنی اچھی طرح) وضو کرو۔ اسباغ سے یہ مراد نہیں کہ زیادہ پانی ڈھولو۔ یا تین مرتبہ سے زیادہ اعضاء کو دھوؤ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ دھوئے جانے والے اعضاء کو دھوتے میں اچھی طرح گھیر لو۔

Marfat.com

کالمرفقین والکعبین واطراف الوجہ وایصال الماء الی اصول شعر اللحیۃ وانو بالوضوء زوال الحدث و استباحۃ الصلوۃ و صل رکعتی سنۃ الفجر فی بیتک مخففا ولیس المراد بالمخفف عدم تعدیل الارکان بل المراد منہ قصر القرأۃ فیھما ثم اذھب وقت الاسفار الی اقرب المساجد الیک وان کان مھجورا مسبحا مستغفرا بقولک سبحان اللہ وبحمدک سبحان اللہ العظیم واتوب الیک وادخل المسجد خائفا غضبہ راجیا رحمتہ وضع رجلک الیمنی فی المسجد وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا وصل رکعتی فرض الصبح بالجماعۃ بالسکینۃ والوقار وطول القرأۃ ما استطعت ان کان فی الوقت سعۃ ثم ارکع مستویا

جیسے کہنیاں اور ٹخنے اور چہرہ کے اطراف اور ڈاڑھی کے بالوں کی جڑ تک پانی پہونچانے میں کمی واقع نہ ہو۔

اور وضو کرنے سے یہ نیت کرو کہ بے وضوئی زائل ہو اور نماز ادا کرنا مباح ہو جائے۔ پھر دو رکعتیں صبح کی سنتیں اپنے گھر میں مخفف (ہلکی) ادا کرو "مخفف" سے یہ مقصد نہیں کہ تعدیل ارکان (رکوع سجدہ وغیرہ) میں جلد بازی کرو بلکہ مراد یہ ہے کہ قرأت اس میں کم ہو۔ پھر نور کے تڑکے اپنے قریب ترین مسجد میں جاؤ چاہے اس مسجد کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہو اور راستے میں تسبیح اور استغفار پڑھتے جاؤ۔ اس طرح سے سبحان اللہ و بحمدک سبحان اللہ العظیم واتوب الیک ۔

اور مسجد میں اس طرح سے داخل ہو کہ اللہ کے غضب سے ڈرتا ہو اور اس کی رحمتوں کا امیدوار ہو۔ اور پہلے اپنا دایاں پیر مسجد میں رکھو اور یہ کہو۔ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا ۔

اور صبح کی دو رکعتیں فرض جماعت کے ساتھ نہایت اطمینان اور وقار سے ادا کرو اور اگر وقت فراخ ہے۔ تو جس قدر قرأت کو طول دے سکو تو بہتر ہے۔ قرآت کے بعد رکوع کرو۔

Marfat.com

ظهرك قائلا سبحان ربي العظيم و اقله ثلاث مرات ولا حد لاكثره ثم استو قائما وتقول سمع الله لمن حمده و اكتف به ان كنت اماما وقل ربنا لك الحمد بعد قول الامام سمع الله لمن حمده ان كنت مأموما واجمع بينهما ان كنت منفردا وامكث قائما بقدر ثلاث تسبيحات ثم اهبط ساجدا واضعا وجهك بين كفيك على الارض وعلى السجادة و تقول سبحان ربي الاعلى و اقله ثلاث مرات وان زدت فاحسن ثم استو قاعدا على كف رجلك اليسرى ناصبا رجلك اليمنى قائمة وتمكث بقدر ثلاث تسبيحات ثم اسجد ثانيا كذلك ثم انهض الى الركعة الثانية ولا تنس تكبيرات الانتقالات وصور نفسك في جميع صلاتك عبدا آبقا خائنا خائفا واقفا بين يدي ربك منتظرا حكمه فيك امابالاخذ واما بالعفو

اور رکوع میں اپنی پیٹھ سیدھی رکھو اور کم از کم تین بار سبحان ربی العظیم کہو اور اکثر کے لئے کوئی حد نہیں۔

پھر سر و قد کھڑے ہو جاؤ اور سمع اللہ لمن حمدہ کہو۔ اگر تم امام ہو تو اسی پر کفایت کرو اور مقتدی ہو تو امام کے سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد ربنا لک الحمد کہو۔ اور اگر نماز تنہا پڑھ رہے ہو تو دونوں جملے کہو۔ اور تین تسبیحوں کے قدر اس حال میں ٹھیرے رہو۔

پھر سجدہ کرنے کے لئے نیچے جھکو اور اپنے چہرہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان زمین پر یا مصلے پر رکھو اور سبحان ربی الاعلیٰ کم از کم تین بار کہو اگر اس سے زیادہ پڑھ سکو تو زیادہ بہتر ہے۔

پھر اپنے داہنے پیر کو کھڑا رکھکر بائیں پیر پر بیٹھ جاؤ اور تین تسبیحوں کے قدر ٹھیرے رہو۔ پھر دوسری مرتبہ اسی طرح سے سجدہ کرو اور پھر دوسری رکعت کے لئے اٹھو اور انتقالات (اٹھنے بیٹھنے) کی تکبیریں نہ بھول جاؤ۔

اور پوری نماز میں اپنے تئیں ایک گریختہ خائن اور خائف غلام تصور کرو جو نہایت ڈرتا ہوا اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوا اس کے حکم کا انتظار کر رہا ہو کہ گرفتاری یا عقوبت کا فرمان صادر ہوتا ہے یا عفو اور بخشش سے کام لیا جاتا ہے۔

Marfat.com

فاذا رکعت الرکعة الثانیة وقعدت للتشهد فقل التحیات للّٰہ و الصلوات والطیبات السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰہ وبرکاته السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین اشهد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشهد ان محمدا عبده ورسوله ثم صل علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بالصلوٰة الابراهیمیة وتقول ربنا اتنا الی اخر الاٰیة اللّٰهم انی اعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من فتنة المسیح الدجال واعوذبك من فتنة المحیا والممات اللّٰهم انی اعوذبك من الماثم والمغرم رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم رب اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب ثم سلم عن یمینك وشمالك والاحسن ان لا تکون اماما ولا مؤذنا ولا مکبرا ولا مدرسا بالاجرة وان فعلتها للّٰہ تعالیٰ استحققت اجرا عظیما

اور جبکہ دوسری رکعت بھی ختم کر چکے تو التحیات پڑہو۔ التحیات یہ ہے "التحیات للّٰہ والصلوٰة والطیبات السلام علیك ایها النبی ورحمة اللّٰہ وبرکاته السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین اشهد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشهد ان محمدا عبده ورسوله۔

پھر حضور اکرم صلے اللّٰہ علیہ وسلم پر درود ابراہیمی بھیجو اور یہ دعائیں پڑہو۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار "اور" اللّٰهم انی اعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من فتنة المسیح الدجال واعوذبك من فتنة المحیا والممات اللّٰهم انی اعوذبك من الماثم والمغرم "اور" رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا فاغفرلی مغفرة من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم "رب اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب" اور پھر دائیں اور بائیں سلام پھیرو۔

بہتر یہ ہے کہ اجرت کی طمع پر تم امام مؤذن مکبر اور مدرس نہ بنو۔ اور اگر اللّٰہ ہی کے لئے بغیر اجرت کے یہ خدمات انجام دے رہے ہو تو بڑے ثواب کے مستحق ہو۔

فاذا ادیت الصلوٰۃ بمراعات
الاداب والسنن کما ھو مفصل
فی علوم الفقہ فالاحسن ان
تقعد فی ذلک المحل و تشتغل
اولا بالتسبیحات سبحان اللہ
ثلاثا وثلثین مرۃ والحمدللہ
کذلک واللہ اکبر اربعا وثلثین
ثم اقرء ایۃ الکرسی واشتغل بالذکر
القلبی او اللسانی او التفکر فی
آلاء اللہ تعالیٰ ونعمہ علیک وعلی
سائر خلقہ الی ان تطلع الشمس
فاذا طلعت نصل اربع رکعات
النفل بالتسلیمتین و اقرء فیھما
ما تیسر لک من القرآن ثم ارفع
یدیک الی اللہ تعالیٰ متبھلا و
متضرعا وقل فی دعائک اللھم
انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل
معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی
سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی
اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر قلبی و
یقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی
الا ما کتبت لی و رضنی بما قسمت لی یا
ارحم الراحمین ثم اخرج من المسجد ناویا
الرجوع الیہ واشتغل بالحرفۃ التی قدر
اللہ لک بالجوارح وقلبک مشغول

پس جبکہ نماز کو آداب اور سنتوں کی رعایت
رکھتے ہوئے جیسا کہ علم فقہ میں مفصل مذکور ہے
تم نے ادا کرو یا تو بہتر یہ ہے کہ اسی جگہ پر بیٹھ جاؤ
اور تسبیحیں پڑھنے میں مشغول ہو جاؤ۔ یعنی ۳۳ بار
سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ
اکبر پڑھو! پھر آیۃ الکرسی پڑھو اور ذکر قلبی یا لسانی
کے ساتھ مشغول ہو جاؤ یا اللہ پاک کی نعمتوں اور
عنایتوں میں جو تم پر اور ساری مخلوقات
پر ہیں بیٹھے فکر و شکر کیا کرو" یہاں تک
کہ آفتاب طلوع ہو جائے۔ طلوع کے بعد چار
رکعتیں نفل کی دو دو کر کے پڑھے۔ اور قرآن
مجید سے جو تمہیں آسان معلوم ہو ان میں قرأت
کرو" پھر دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور
نہایت اخلاص اور تضرع اور زاری کے ساتھ
یہ دعا کرو۔ اللھم انک تعلم سری وعلانیتی
فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی
سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی
ذنوبی اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر
قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی
الا ما کتبت لی ورضنی بما قسمت لی یا
ارحم الراحمین"

پھر دوبارہ آنے کا ارادہ رکھتے ہوئے مسجد
نکلو" اور ظاہری طور پر اپنے دھندے اور روزگار
میں مشغول ہو جاؤ۔ لیکن تمہارا قلب اللہ پاک کے

Marfat.com

بذكر الله تعالى والرجوع
الى المسجد فاذا سمعت اذان
الظهر فقم سريعا واجب
داعي ربك وجدد الوضوء
كما مر وامش الى المسجد
كذلك وصل اربع ركعات
السنة القبلية بحضور القلب
والاخلاص واقعد في محل صلاتك
الى ان يقول المكبر حي على الفلاح
فادخل في الصف الاول ان
وجدت محلا من غير ان تضيق
على احد وتضر احدا عن يمينك
وعن شمالك وقل قبل ان تدخل
في صلاتك اني وجهت وجهي للذي
فطر السموات والارض حنيفا وما انا من
المشركين ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي
لله رب العلمين لا شريك له وبذلك
امرت وانا من المسلمين فاذا سلمت
مع الامام وسلمت فقل اللهم انت
السلام ومنك السلام واليك يرجع
السلام تباركت ربنا وتعاليت يا
ذا الجلال والاكرام ثم قم وصل
ركعتي السنة كذلك ثم اقرأ التسبيح
المذكورة واية الكرسي ثم ادع الله تعالى

ذکر اور مسجد کی طرف لوٹنے کے خیال میں لگا ہوا ہے
پھر جبکہ ظہر کی اذان سنو تو جلدی سے اٹھو اور اپنے
پروردگار کے بلاوے کی اجابت کرو۔ اور نیا وضو
کر کے مسجد کی طرف اسی طرح چلو جسطرح سے کہ
پہلے بیان ہو چکا ہے۔

اور چار رکعتیں سنت کی جو پہلے پڑھی جاتی
ہیں حضور قلب اور اخلاص سے پڑھکر اسی جگہ بیٹھے
رہو۔ یہانتک کہ مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہے۔ پھر
پہلی صف میں داخل ہو بشرطیکہ وہاں جگہ ہو
اور دائیں بائیں کسی کو تمہاری وجہ سے تکلیف اور تنگی
نہ ہوتی ہو۔

اور نماز شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھو۔
انی وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض
حنيفا وما انا من المشركين۔ ان صلاتي ونسكي
ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك
له وبذلك امرت وانا من المسلمين"

پس جبکہ تم امام کے ساتھ نماز پڑھ چکے اور
سلام پھیر چکے تو یہ دعا پڑھو "اللهم انت السلام
ومنك السلام واليك يرجع السلام تباركت
ربنا وتعاليت ياذا الجلال والاكرام"

پھر اٹھکر دو رکعتیں سنت کی اسیطرح سے پڑھو
اور پھر تسبیحات مذکورہ اور آیت الکرسی پڑھو۔ پھر اللہ
پاک سے وہ دعائیں مانگو جو مسنون ہیں۔ اور مسجد سے
اسی حال میں نکلو کہ پھر وہیں لوٹنے کی نیت رکھتے ہو

Marfat.com

بالادعية المأثورة وتخرج من المسجد ناويا الرجوع اليه وتشتغل بحرفتك الى ان تدخل وقت العصر فاذا سمعت اذان العصر فقم كذلك سريعا مستبشرا فرحا بدعوة الله اياك الى حضوره والاحسن ان تجدد الوضوء للعصر ان كنت على وضوء وتمشى الى المسجد كذلك والزم نظرك الى محل سجودك فى القيام والى قدميك فى الركوع والى ارنبة انفك فى السجود وصل قبل فرض العصر اربع ركعات النفل ان ساعدك الوقت ثم صل الفرض مع الامام فان كنت فارغا من الامور الضرورية فالاحسن ان تقعد فى ذلك المحل الى المغرب وتشتغل بالذكر والفكر والاحوط ان تصلى الظهر قبل المثل والعصر بعد المثلين قبل اصفرار الشمس فاذا صليت المغرب مع الامام صل ركعتى السنة واربع ركعات النفل بتسليمتين او ركعتين ثم تخرج من المسجد ناويا للرجوع اليه تمشى الى مسكنك وتاكل عشائك

ہو۔ پھر آکر اپنی زراعت اور کسب میں لگ جاؤ عصر کے وقت تک۔ اور عصر کی اذان سنکر نہایت جلدی خوشی اور بشارت پاتے ہوئے کیطرح اللہ پاک کے بلانے کی طرف لپکو جو اپنے حضور کی تمہیں دعوت دے رہا ہے۔ اچھا یہ ہے کہ اگرچہ تمہیں وضو ہو مگر پھر نئے سرے وضو کرو اور مسجد کی طرف اسی طرح جاؤ جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نظر سجدے کی جگہ پر اور رکوع میں اپنے قدموں کی پیٹھ پر اور سجدے میں اپنے نتھنوں پر جمائے رکھو۔

عصر کے فرض سے پہلے اگر وقت کافی ہو تو چار رکعتیں نفل کی بھی پڑھ لو۔ پھر امام کے ساتھ فرض ادا کرو۔ اگر دنیا کے ضروری کام کاج سے فارغ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسی جگہ مغرب تک ذکر اور فکر میں مشغول رہو۔

اور احتیاط کی بات یہ ہے کہ ظہر ایک مثل[۵] سے پہلے اور عصر دو مثلوں کے بعد آفتاب کے زرد ہونے کے قبل پڑھا کرو۔ اور جب امام کے پیچھے نماز مغرب پڑھکر فارغ ہو تو دو رکعتیں سنت پڑھو۔ اور اس کے بعد دو رکعتیں یا چار رکعتیں نفل کی دو سلاموں کے ساتھ پڑھو۔ تو اور بہتر ہے۔ پھر اسی لوٹنے کی نیت کے ساتھ مسجد سے نکلو اور اپنے گھر آکر رات کا

ف۵ اصطلاح فقہ میں مثل سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ اصل سایہ کے اس کے قد کے برابر ہو جائے ۱۲ منہ

مع اھلك او ضيفك ان كانا
وتسترح ساعة فاذا سمعت اذان
العشاء فاذهب كذلك الى المسجد
وصل اربع ركعات النفل قبل الفرض من
فاذا صليت العشاء مع الامام
صل ركعتى السنة والوتر ثلاث
ركعات ان لم تستيقن الانتباه
من النوم اخر الليل وان تيقنت
الانتباه فالاحسن ان توتر
اخر الليل بعد التهجد والاحسن
ان تقرء بعد صلوة العشاء سورة
تبارك الملك والم السجدة فاذا
اتيت مضجعك فقل بسمك ربى
وضعت جنبى ان امسكت نفسى
فاغفرلها وارحمها وان رددتها
فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين
بسم الله على نفسى على دينى وعلى
مالى وعلى اهلى وعلى ايمانى بسم الله
الذى لا يضر مع اسمه شئ فى الارض
ولا فى السماء وهو السميع العليم
اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق
اعوذ بالله من شر ما خلق وذرء و
برء ومن شر ما يخرج من الارض و
ما ينزل من السماء ومن شر طوارق

کھانا اپنے عیال یا مہمان کیساتھ (اگر کوئی ہو) تناول کرو۔ اور کچھ دیر آرام لیکر جب عشاء کی اذان سنو تو مسجد کی طرف جاؤ اور چار رکعتیں نفل کی فرض سے پہلے پڑھ لو۔ اور عشاء کی نماز امام کے پیچھے پڑھکر دو رکعتیں سنت کی اور تین رکعتیں وتر کی پڑھو اگر تمہیں اخیر رات میں جاگ جانے کا یقین نہ ہو ــــ اور اگر جاگ اٹھنے کا یقین رکھتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ وتر تہجد کے بعد اخیر شب میں پڑھی جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد سورہ تبارک الملک اور الم سجدہ پڑھو۔

پھر خوابگاہ پر آکر یہ دعائیں پڑھو۔

بسمك ربى وضعت جنبى ان امسكت نفسى فاغفرلها وارحمها وان رددتها فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين بسم الله على نفسى وعلى دينى وعلى مالى وعلى اهلى وعلى ايمانى بسم الله الذى لا يضر مع اسمه شئ فى الارض ولا فى السماء وهو السميع العليم۔ اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق۔ اعوذ بالله من شر ما خلق وذرء وبرء ومن شر ما يخرج من الارض وما ينزل من السماء ومن شر طوارق الليل ومن شر النفاثات فى العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔

Marfat.com

الليل ومن شر النفاثات في العقد و من شر حاسد اذا حسد آمنت بالله توكلت على الله اعتصمت بالله ماشاء الله لا قوة الا بالله. ثم نم على جنبك الايمن متوجها الى القبلة كهيئة رقدتك في القبر فان قمت آخر الليل و توضأ وصليت التهجد وقرأت الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم مأة مرة و رب اغفرلي و ارحمني وعافني واعف عني مأة مرة سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم واتوب اليه مأة مرة فذلك خير لك من الدنيا وما فيها والتهجد ادناه ركعتان واعلاه اثنتا عشرة ركعة تصلى ما تيسر لك من صلوة الليل وان قرأت سورة يٰس فيه كان احسن اعظم للاجر واعلم يا اخي انك اذا فتحت الصلوة ورفعت يديك الى قرب اذنيك وقلت الله اكبر فكانك القيت ما سوى الله تعالى وراء ظهرك وقمت واقفا بين يدي

آمنت باللہ توکلت علی اللہ اعتصمت باللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

پھر اپنے دائیں پہلو پر کعبے کی طرف رُخ کرکے جیسا کہ قبر میں تمہیں سونا پڑیگا سوجاؤ۔ پھر اگر تم نے آخر شب میں اٹھ کر وضو کیا اور تہجد کی نماز پڑھی اور درود شریف حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر سو دفعہ بھیجا اور سو دفعہ رب اغفرلی وارحمنی وعافنی واعف عنی اور سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم واتوب الیہ پڑھا تو یہ تمہارے لئے دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔

اور تہجد کی نماز کم از کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں جس قدر تم آسانی سے پڑھ سکو پڑھو۔

اور اگر انمیں سورۂ "یٰس" پڑھ سکو تو یہ بہت بہتر ہے۔ اور اس میں بڑا اجر ہے"

اے عزیز! جاننا چاہئے کہ جب تم نے نماز شروع کی اور اپنے ہاتھوں کو کانوں کے قریب لاکر تم نے اللہ اکبر کہا تو گویا تم نے ماسوی اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور تم اپنے مولا وآقا کے سامنے اس حال میں کھڑے ہو کہ اس کی پکڑ اور گرفت سے ڈر رہے ہو۔ اور اس کی عفو ورحمت کے امیدوار ہو۔ اور جب تم اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے ہو تو اس میں اس

Marfat.com

مولاک خائفا اخذه راجیا عفوه
واضعا یمینک علی شمالک فیه
اشارة الی انک احضرت وانت
عبد مجرم بحضور مولاک مربوطا
یداک وانت تحمده علی نعمائه
الظاهرة والباطنة بقولک
الحمد لله رب العلمین وتسترحمه
لشدة احتیاجک الی رحمته
بقولک الرحمان الرحیم و
تستعطفه وتثنی علیه بقولک
مالک یوم الدین وتخصه وتستحقه
للعبادة بقولک ایاک نعبد و
ایاک نستعین وتسأله الاستقامة
علی الدین بقولک اهدنا الصراط
المستقیم وتسئل منه اتباع الصالحین
وتقلید الذین انعم الله علیهم
من النبیین والصدیقین
والشهداء والصالحین بقولک
صراط الذین انعمت علیهم و
تستعیذه من الضلالة
بقولک غیر المغضوب
علیهم ولا الضالین آمین
فاذا قرأت الفاتحة والسورة
فکانه قیل لک اخضع وتذلل

بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم ایک مجرم غلام کی
حیثیت میں اپنے مولا کے حضور میں حاضر ہو اور
تمہارے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور
تم الحمد للہ رب العلمین کہکر اللہ تعالے
کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا اظہار کر رہے ہو
اور الرحمن الرحیم کہکر (اس کی رحمت
کی طرف غایت احتیاج کی وجہ سے) اس سے
رحمت طلب کر رہے ہو. اور مالک یوم الدین
کے قول سے اس کے الطاف وعنایات کے
خواہاں ہو کر اس کی ثنا اور تعریف کر رہے ہو.
اور ایاک نعبد وایاک نستعین کے کہنے
سے اپنی عبادتوں کا اسے ہی مستحق بناتے ہو.
اور امداد طلب کرنے کے لئے اسے ہی خاص
کرتے ہو اور اھدنا الصراط المستقیم کے
کہنے سے دین پر استقامت کا سوال کر رہے ہو.
اور صراط الذین انعمت علیہم کے
کہنے سے صالحین کی اتباع اور جن پر خداوند
تعالی نے نعمتیں برسائی ہیں یعنی انبیاء صدیقین
اور شہداء کی تقلید کا سوال کر رہے ہو اور
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین
کہتے وقت اس کے غضب اور اپنی گمراہی سے
پناہ مانگ رہے ہو.
پس جبکہ تم فاتحہ اور قرأت پڑھ چکے تو گویا
تمہیں کہا جا رہا ہے کہ اب اپنے رب کے

Marfat.com

عظمته کی یرحمك ویقبل دعائك
فتنحنی راكعا قائلا سبحان
ربی العظیم اشارة الی عظمة
الرب تعالی وذلة العبد
وكانه قیل لك ارفع راسك
فقد عطف علیك ربك
وسمع دعائك وتسبیحك
سماع قبول فتقوم قائما وتفك
یداك المربوطتان و
وتقول سمع الله لمن حمده ربنا
لك الحمد علی احسانك ایای
فلما بشرت بالقبول خررت
ساجدا لله تعالی شكرا لعفوه
لك وذللت لربك وسبحته
بالعلو والتقدیس بقولك
سبحان ربی الاعلی وتثلیث
السجدة لتكون
السجدتان شاهدتین لك
بتذللك لربك وتقدیسك
ایاه وكذا الحال فی
الركعة الثانیة فاذا اصلیت
الركعتین اجیز لك القعود
فی مجلس انسه وحییت
ربك بقولك التحیات

سامنے جھک جاؤ اور اس کی تعظیم زبان اور تن سے
بجا لاؤ۔ تاکہ وہ تم پر رحم کرے اور تمہاری دعاؤں
کو شرف قبولیت بخشے۔ پس تم جھک پڑتے ہو۔
اور رکوع کرتے ہوئے دوہرے ہو جاتے ہو اور
کہتے ہو۔ سبحان ربی العظیم۔ اس میں اشارہ
ہے پروردگار کی بڑائی اور بندے کی ذلت
کی طرف۔

اب گویا تمہیں کہا جاتا ہے کہ اپنے سر کو اٹھاؤ
کہ تمہارا رب تم پر مہربان ہوا ہے اور تمہاری دعا
اور تسبیح کو اس نے سن لیا ہے اور قبول فرمایا ہے
پس تم اس حال میں کھڑے ہو جاتے ہو کہ تمہارے
بندھے ہوئے ہاتھ بھی کھول دیئے جاتے ہیں۔
اور تم کہتے ہو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک
الحمد کہ تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

پھر جبکہ تمہیں قبول کی بشارت مل جاتی ہے
تو تم اس شکرانہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عفو
فرما دیا ہے اس کے سامنے سجدے میں گر پڑتے
ہو اور اس طریقہ سے اپنے تئیں ذلیل کرتے ہو
اور اپنے رب جل شانہ کی بڑائی اور پاکی کے ساتھ
تسبیح یعنی سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے ہو اور سجدہ
کو پھر دوہراتے ہو۔ یہ اس لئے کہ یہ دو سجدے
تمہاری ذلت اور اللہ پاک کی تقدیس پر تمہارے
دو گواہ بنیں۔

اور یہی دوسری رکعت کی کیفیت از حقیقت

لله والصلوات والطيبات
فكانه قيل لك ان جميع
ما اعطيت من الكرامة كان
ببركة رسولك صلى الله عليه
وسلم لانه المعلم لك الصلوة
بهذا الترتيب فتقول
حاضرالروح الكريمة
السلام عليك ايها النبي و
رحمة الله وبركاته فاجابك
بقوله صلى الله عليه وسلم
السلام علينا وعلى عباد الله
الصالحين ما افرد نفسه
الكريمة بل عمم سلامك
على جميع عباد الله الصالحين
لانه ارسل رحمة للعالمين
فلما سمع ارواح
الصلحاء تعميمه صلى الله
عليه وسلم نادوا باجمعهم
اشهد ان لا اله الا الله
واشهد ان محمدًا عبده
ورسوله فلما سمعت
اسمه المبارك قلت
اللهم صل على سيدنا
محمد الى اخر صلوتك فكانه

ہے۔ پھر جبکہ دو نفل رکعتیں پڑھ چکے تو اب تمہیں اپنے رب کی مجلس انس میں بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس وقت تم اپنے پروردگار پر سلام کہتے ہو اس قول سے کہ التحیات للہ و الصلوات والطیبات۔ اس وقت گویا تمہیں کہا جاتا ہے کہ جو کچھ یہ فضیلت اور کرامت تمہیں عطا ہوئی ہے۔ یہ محض حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور طفیل سے ہے اسلئے کہ اسی مقدس نبی ہی نے تمہیں اس ترتیب کے ساتھ نماز سکھائی ہے تو تم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو حاضر سمجھکر یہ کہتے ہو کہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو تمہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح جواب دیتے ہیں کہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تمہارے سلام کو محض اپنے نفس مبارک کے لئے خاص نہ فرمایا۔ بلکہ سب صالح بندگان خدا کو اس میں شامل فرمالیا۔ اس لئے کہ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے جبکہ صلحاء کے ارواح نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عام عنایت کو سنا تو سب پکار کر کہنے لگے۔ کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ۔ اب تم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو سنکر کہتے ہو

قیل لك سلم فقد فزت بالسلامة قلت السلام علیکم ورحمة الله یمینا وشمالا وقلت اللهم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام تبارکت وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام ۔ ثم

اعلم ان الصوم جنة من النار ولیس فی العبادات شیئ ابعد من الریا واشق علی النفس منه وهو عبادة بدنیة فریضة علی کل مکلف کالصلوٰة الا فی حق المسافر فانه یجوز له الافطار علی قصد الاعادة قال الله تعالی فی الحدیث القدسی الصوم لی وانا اجزی به وحسبك فی فضیلة الصوم قول الله تعالی یوم العرض الاکبر للصائمین کلوا واشربوا هنیئا بما سلفتم فی الایام الخالیة و

الصوم ثلاثة انواع فرض وواجب

اللھم صل علی سیدنا محمد آخر صلوٰۃ تک ۔

اب تمہیں کہا جاتا ہے کہ سلام پھیر دو کہ سلامتی سے فائز ہوئے تو تم دائیں اور بائیں کہتے ہو۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ اور کہتے ہو کہ اللھم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام تبارکت ربنا و تعالیت یا ذا الجلال والاکرام ۔

جاننا چاہئے کہ روزہ آگ (دوزخ) کے لئے ایک سپر (ڈھال) ہے اور سب عبادات میں نفس پر زیادہ شاق اور ریا ونمائش سے دور تر روزہ سے کوئی چیز نہیں۔ اور یہ بدنی عبادت ہے جو ہر ایک مکلف پر نماز کی طرح فرض ہے مگر مسافر (و مریض وغیرہ) کو کہ اُسے قضا کی نیت اور ارادہ کے ساتھ افطار (روزہ نہ رکھنا) جائز ہے ۔

حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "روزہ خاص میرے ہی لئے ہے اور میں اس کی بہت بڑی جزا دیتا ہوں" اور روزہ کی فضیلت میں قیامت کے دن حق تعالیٰ کا یہ فرمانا کافی ہے کہ "کھاؤ اور پیو مزے سے اس صلہ میں جو تم ایام گذشتہ میں بھیج چکے ہو" آیت

روزے کی تین قسمیں ہیں۔ فرض۔ واجب

Marfat.com

والنفل فصيام شهر رمضان فرض على كل مكلف صحيح مقيم وليس الصوم الامساك عن المفطرات الثلاث بل هناك مفطرات خمس أخر وهي الكذب والغيبة والنميمة واليمين الغموس والنظر بالشهوة فان حفظت صومك عن المفطرات جميعها كان الصوم جنة لك من النار وذخرا لك يوم القيمة وان لم تحفظه ماكان لك من الصوم الا الجوع والعطش فاجتهد يا اخي حتى يسلم صومك من المفطرات المذكورات ويكون ثواب صومك مستوفيا لائقا ان يكون هدية منك الى ربك وصيام النذور والنسك والكفارات من جملة الواجبات وصيام ست من شوال وصوم يوم عاشورا ويوما قبله او يوما بعده وصوم ايام البيض من جملة النوافل فيها فضيلة عظيمة وان لم تستطع فما جعل الله عليك في الدين من حرج

اور نفل۔ رمضان کے روزے تو ہر ایک مکلف تندرست مقیم پر فرض ہیں۔

اور جانو کہ روزہ محض اس سے عبارت نہیں کہ مفطرات ثلثہ (تین روزہ توڑنے والی چیزوں یعنی کھانے پینے اور جماع) سے رک جاؤ بلکہ اس کے پانچ اور بھی مفطرات ہیں اور وہ یہ ہیں جھوٹ غیبت چغلی جھوٹی قسم کھانا اور نظر بد۔ اگر تم نے روزے کو ان سب مفطرات سے بچا لیا تو تمہارا روزہ بیشک آگ کے سامنے سپر ہوگا۔ اور قیامت کے دن کے لیے تمہارا توشہ بنجائیگا اور اگر تم نے ان امور سے حفاظت کا خیال نہ رکھا تو تمہیں روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کیا حاصل ہوا۔

تو اے عزیز! کوشش کرو کہ تمہارا روزہ ان سب مفطرات مذکورہ سے سلامت رہے اور تمہارے روزے کا ثواب اس قابل ولائق ہو کہ اسے اپنے رب کی بارگاہ میں ہدیہ بنا کر بھیج سکو۔ کفارات اور نذروں اور نسک کے روزے واجب ہیں۔

اور شوال کے چھ روزے اور عاشورا کے دن کا روزہ اور ایک دن پہلے اس سے یا ایکدن اس کے بعد روزہ رکھنا اور ایام بیض (۱۳-۱۴-۱۵ ہر ماہ) کے روزے نوافل میں سے ہیں۔ اگر یہ روزے رکھ سکو تو انہیں بڑی فضیلت ہے اور اگر اتنی طاقت نہ ہو

"تو اللہ تعالیٰ نے دین کے بارہ میں تم پر کوئی تکلیف لازم نہیں کی ہے"۔

Marfat.com

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان واتبعہ بستۃ من شوال کان کصیام الدھر کلہ لان الحسنۃ بعشر امثالھا فشھر رمضان بعشرۃ اشھر والستۃ بستین فصار المجموع سنۃ کاملۃ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و الاحسن ان لا تاکل فی لیالی الصیام مافات منک اکلہ ایام الصیام وان لا تجعل بطنک وعاء الطعام وتملاہ الی حلقک بل لا زم بعض الجوع کی یظھر علیک سر الصوم وھو الانتباہ علی جوع الفقراء والمساکین والاحسن ان تصدق علی الفقراء طعام غدائک و المسنون[1] فی لیالی شھر رمضان ان تصلی عشرین رکعۃ صلوۃ التراویح بعد فرض العشاء وسنتہ والافضل ان تقرء او تسمع من قاری ختمات القران العظیم فمن صام نھارہ وقام لیالیہ بالتراویح کان من الصائمین القائمین

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے [illegible] رمضان کے روزے رکھے اور [illegible] شوال [illegible] کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ [illegible] روزے رکھے۔ اس لئے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا [illegible] ہوجاتا ہے تو رمضان کا ایک مہینہ دس مہینے کے [illegible] ہوا۔ اور چھ دن اس حساب سے ساٹھ دن [illegible] ہوئے۔ کل دن ملاکر ایک سال کامل ہوگیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

اور بہتر یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں اتنا نہ کھاؤ کہ دن کے کھانے کی کسر نکل جائے اور اپنے پیٹ کو کھانے کا برتن سمجھکر حلق تک نہ ٹھونس دو۔ بلکہ کچھ بھوک رہنے دو۔ تاکہ روزے کے اسرار تم پر کھلیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ فقرا اور مساکین کی بھوک کا تمہیں احساس اور قدر ہو اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ اپنے دن کا بچا ہوا کھانا فقرا پر صدقہ کردو۔

اور رمضان کی راتوں میں عشا کے فرض اور سنت کے بعد مسنون ہے (مراد سنت سے خلفائے راشدین کی سنت ہے) کہ نماز تراویح کی بیس رکعت پڑھو۔ اور افضل یہ ہے کہ ان میں قرآن مجید کا ختم خود تم پڑھو یا کسی حافظ کے پیچھے سنو۔ اسلئے کہ جس نے رمضان کے دنوں میں روزے رکھے اور راتوں کو تراویح میں کھڑا رہا۔ تو اس کا نام صائمین اور قائمین کی فہرست میں لکھا جائیگا۔ باقی روزے

[1] المراد من المسنون سنۃ الخلفاء الراشدین ۱۲ منہ

وباقی احکام الصوم مذکورة فی کتب الفقہ فارجعہا ان شئت

الثالث من ارکان الاسلام الحج وھو عبادة بدنیة ومالیة فریضة علی کل من استطاع الیہ سبیلا والحج من اکبر القربات الی اللہ تعالیٰ و لیس جزاء الحج المبرور الا الجنة قال اللہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین عبّر سبحانہ وتعالیٰ عن المعرض مع الاستطاعة بالکفر یعنی ان من لم یحج وھو یستطیعہ فکانہ کفر عیاذا باللہ و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حج ھذا البیت ولم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ فان استطعت فلا تھمل حضور بیت ربک و مواقف مغفرة ذنبک

کے مفصل احکام وغیرہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں اگر چاہو تو ان کی طرف رجوع کرو۔

ارکان اسلام سے تیسرا رکن حج ہے۔ اور حج عبادت بدنیہ بھی ہے اور مالیہ بھی۔ ہر اس شخص پر جس کو جانے کی قدرت ہو فرض ہے۔ اور حج اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب کا بڑا وسیلہ ہے اور حج مبرور (جس میں بھلائیاں کیگئی ہوں ....) کی جزا جنت ہی ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔ اس شخص پر جس کو مقدور ہو اور جو شخص کفر (انکار) کرے تو اللہ دنیا جہان والوں سے بے نیک بے پرواہ ہے"

اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو استطاعت ہوتے ہوئے بھی روگردانی کرتا ہے۔ کفر کا لفظ اطلاق کیا ہے یعنی جس شخص نے باوصف قدرت کے حج ادا نہ کیا تو گویا وہ کافر ہوا۔ عیاذا باللہ۔ (اللہ پناہ میں رکھے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جس نے اس گھر (خانہ کعبہ) کا حج کیا اور عدول حکمی نہ کی اور اس میں عورت سے باز رہا تو وہ گناہوں سے پاک ہو کر اس طرح لوٹیگا۔ گویا کہ اس کو اس دن ماں نے جنا ہے"

تو اگر تمہیں استطاعت ہے تو اپنے رب کی بارگاہ کی حاضری اور گناہوں کی مغفرت کی بھول

Marfat.com

فانك لا تدري ايمهل لك الى قابل ام لا فاذا اردت الخروج من بيتك واعطيت اهلك ما يكفيه الى رجوعك اليه من النفقة والملبس والمسكن وما يحتاج اليه الانسان واخذت معك من النفقة ما يكفيك الى رجوعك الى اهلك فاحلل نفسك من الغرامات المالية والنفسية واستودع من تعرفه واجعل سفرك للحج سفر الآخرة واقطع طمع الرجوع الى اهلك و اطلب الرفقة الصالحين وارفق بالرفقاء واحسن اليهم واحمل مؤنتهم ما استطعت فاذا وصلت الى الميقات فاخلع نعليك فانك بالواد المقدس طوى اعني فاخلع نعال هواك ومقتضيات نفسك و جرد من لباسك المألوف والبس الكفن المسمى بالاحرام واحسر راسك فانك متوجه الى حرم ربك ومحل مغفرة ذنبك وصل ركعتي الاحرام بعد الطهارة ملبيا وقل بلسان الحال والقال لبيك اللهم

کی زیارت میں غفلت نہ کرو اور ڈھیل دو تمہیں کیا خبر ہے کہ آئندہ سال تک تمہیں زندہ رہنے کی مہلت دیجائے گی یا نہیں پس جبکہ تم اپنے گھر سے نکلنے کا قصد کر چکے اور اپنے اہل و عیال کو رہنے کا مکان اور کھانے پینے کا نفقہ اور لباس تک دے چکے جو تمہاری واپسی تک ان کو کافی ہو سکے تو اپنے نفس کو نفسی اور مالی تاوانوں اور حقوق سے آزاد کر لو۔ اور شناسا لوگوں سے وداعی رخصت لیو اور حج کے سفر کو آخرت کا سفر سمجھو اور واپس لوٹنے کا خیال اور طمع دل سے نکال لو۔ اور صالح لوگوں کی رفاقت اختیار کرو۔ اور رفیقوں کے ساتھ سفر میں نرمی سے پیش آؤ۔ اور ان کے ساتھ ہمدردی کرو اور انکی پہنچائی ہوئی تکلیف جہانتک ہو سکے برداشت کرو۔

پس جبکہ میقات پر پہنچو تو اپنے جوتے اتار ڈالو اس لئے کہ تم وادی مقدس طوی میں ہو۔

یعنی اپنے نفس کی خواہشات اور آرزوؤں کی جوتیاں اتار ڈالو۔ اور اپنے معمولی اور مانوس کپڑے اتار کر کفن پہن لو جسکو احرام کہا جاتا ہے اور اپنے سر کو ننگا کر دو۔ اس لئے کہ تم رب کی طرف متوجہ ہو اور اپنے گناہوں کی بخشش کی جگہ حاضر ہو رہے ہو۔ اور پوری پاکی کے بعد دو رکعتیں احرام کی پڑھو۔ اور زبان حال و قال سے کہو لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد

Marfat.com

لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک کانک تجیب داعی ربک ابراھیم الخلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حین ناداک الی حضور بیت ربک بامر اللہ تعالیٰ حیث قال لہ واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم ویذکراسم اللہ فی ایام معلومات بقولک لبیک وعبدک حاضر بین یدیک فاذا وقع نظرک علی الکعبۃ المعظمۃ فاسئل من اللہ تعالیٰ الایمان والامن من شرور النفس والشیطان وطف بالبیت سبعًا متخشعا متذللا بالطریق المسنون وادع بالدعوات الماثورۃ والتزم الملتزم وامسک ذیل البیت المکرم وادع اللہ تعالیٰ بخیر الدنیا والاٰخرۃ واذکر ذنوبک فی نفسک وابک علیھا وصل رکعتی الطواف خلف المقام اخرج الی الصفا

والنعمۃ لک والملک لاشریک لک"
گویا کہ تم اپنے پروردگار کے بلانے والے حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت پر لبیک کہہ رہے ہو کہ وہ تمہیں اپنے رب کے گھر میں حاضری کے لئے پکار رہے تھے جبکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا تھا کہ "لوگوں میں حج کا اعلان کردو آئینگے وہ تمہارے پاس پیادے اور سوار ہوکر دبلی اونٹنیوں پر دور دراز راستے سے تاکہ حاضر ہو جائیں اپنے فائدے کیلئے اور اللہ کا نام لیں چند معلوم دنوں تک" تو گویا اب تم ان کے بلاوے کی اس طرح اجابت کر رہے ہو کہ: لبیک! غلام حضور میں حاضر ہے!
پس جبکہ تمہاری نظر کعبۂ معظمہ پر پڑ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ سے ایمان اور نفس و شیطان کی شرارتوں سے امان کا سوال کرو۔ و بیت اللہ کا سات مرتبہ نہایت عجز اور اپنی ذلت کے اظہار کے ساتھ طریقۂ مسنونہ پر طواف کرو۔ اور ماثورہ دعائیں پڑھو اور ملتزم سے چپٹ جاؤ۔ اور دامن (غلاف) کعبۂ مکرم پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی خیر اور بہتری کی دعائیں مانگو۔ اور اپنے گناہوں کو اپنے دل میں یاد کرکے ان پر آنسو بہاؤ۔ اور دو رکعتیں طواف کے مقام (ابراہیم) کے پیچھے پڑھو۔ اور صفا کی طرف قلب کی صفائی کے ساتھ نکلو اور دونوں مردوں

صافی القلب واسع بالمرتین بالمروۃ والسکینۃ والوقار ولا تؤذ احدا فی سعیک وان اوذیت فاصبر علیها ودم علی احرامک ان کنت مفردا وقارنا واخرج الی العرفات حاسرا حافیا والاحسن ان تکون ماشیا واشتغل بالتلبیۃ والدعاء والتذلل

واعلم بان العرفات مثال العرصات حیث یجمع الخلائق فی صعید فمنهم الناجی ومنهم المهلک فالمقبول هو الناجی والمخذول هو الهالک

وبعد غیبوبۃ الشمس ترجع الی المزدلفۃ کذلک والمزدلفۃ مثال میزان الاعمال یوم القیمۃ ورمی الجمرات بمنی مثال للصراط فان مر علی الصراط بالسلامۃ دخل جنۃ بیت اللہ الحرام امنا مکرما بانواع الکرامات الصوریۃ والمعنویۃ واقم بمنی ثلثۃ ایام واذبح بعد الرمی فی الیوم الاول شاۃ ان قدرت علیہ واحلق شعر راسک والبس ثیابک

بامروت اور اطمینان اور وقار سے دوڑو اور کسی کو اپنی دوڑ میں تکلیف نہ پہونچاؤ۔ اور اگر تمہیں کوئی ایذا پہونچے تو اس پر صبر کرو۔

اگر تم مفرد یا قارن ہو تو احرام باندھے ہی ہو اور عرفات کی طرف ننگے سر اور ننگے پاؤں نکل جاؤ۔ بہتر یہ ہے کہ پا پیادہ چلکر جاؤ۔ اس دوران میں لبیک اور دعا اور زاری کے ساتھ ہر وقت مشغول رہو اور جانو کہ عرفات عرصات قیامت کے مثال ہے۔ جہاں پر سب لوگ ایک میدان میں جمع ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے ناجی ہیں اور بعض ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں جو ناجی ہے وہ مقبول ہے۔ اور جو مخذول (رسوا) ہے۔ وہی ہلاکت میں پڑا ہوا ہے۔

اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف اسی طرح جیسا کہ مذکور ہوا لوٹو اور مزدلفہ میزان (ترازو) اعمال کی طرح ہے۔ جو قیامت کے دن ہوگا۔ اور منیٰ میں کنکریاں پھینکنا پُل صراط کی مثال ہیں۔ اگر صراط پر سلامتی سے گذر گئے تو جنت یعنے بیت اللہ الحرام میں امن کی حالت اور طرح طرح کی عزتوں سے معزز ہو کر داخل ہو گئے بعد منیٰ میں تین دن ٹھیرو اور کنکریاں پھینکنے کے بعد اگر استطاعت ہے تو پہلے دن ایک بکرا ذبح کرو اور سر کے بال منڈاؤ۔ اور اپنے معمولی کپڑے پہن لو۔

Marfat.com

وفیہ ایماء الی ذبح نفسك
الامارۃ بالسوء فاذبحہا حق
الذبح ولا تسمنہا وترجع الی
اھلك وھی اسمن واخبث
مما کانت ۔ فاذا فرغت من
ارکان الحج فانھض الی الطیبۃ
الطاھرۃ قاصدا زیارۃ
قبر المصطفی وضریحہ المعطر
المصفی صلی اللہ علیہ وسلم
والزم الادب واکثر الصلوۃ
والسلام علیہ صلی اللہ علیہ و
سلم طول الطریق وانظر الی
الجبال التی بین الحرمین الشریفین
بعین العز والشرف فانھا
جبال وقع نظر المصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم علیہا ولا تحسبہا جامدۃ
فانھا تمر مر السحاب معك
الی زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم
ومن الادب ان تدخل المدینۃ
المطھرۃ ماشیا حافیا واضعا
نظرك علی قدمیك فاذا
اتیت المسجد المکرم فادخلہ
بعد ما تطھرت وتطیبت
ثم عند المواجھۃ الشریفۃ واضعا

اس میں اپنے نفس امارہ (جو بُری باتوں کا امر کرتا ہے) کے ذبح کی طرف اشارہ ہے ۔ پس اسکا گلا اچھی طرح کاٹ دینا ۔ اور اس کو زیادہ تیار اور موٹا نہ بنانا کہ جب تم واپس لوٹو تو یہ نفس کہیں پہلے سے بھی زیادہ موٹا اور خبیث ہو کر نہ لوٹے ۔

جب تمہیں ارکان حج سے فراغت ہوئی تو طیبہ طاہرہ (مدینہ منورہ) جانے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اس مبارک سفر سے قصد و نیت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک اور آپکی معطر و مصفے خوابگاہ کی زیارت ہی ہو ۔ اور جاتے وقت سارے راستہ میں ادب کو ہاتھ سے نہ جانے دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہت بہت پڑھتے رہنا اور وہ پہاڑ جو حرمین شریفین کے درمیان واقع ہیں ۔ ان کو نہایت عزت اور شرف کی نگاہ سے دیکھنا ۔ اس لئے کہ ان پر حضور انور کی نظر مبارک پڑی تھی اور ان کو بیجان اور جامد نہ سمجھنا بلکہ یہ بھی تمہارے ساتھ بادلوں کی طرح سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے چل رہے ہیں اور ادب اس میں ہے کہ مدینہ منورہ میں پیادہ ننگے پاؤں اپنی نظر کو قدموں پر جما کر داخل ہو جاؤ ۔

اور جب مسجد مکرم نبوی کے قریب پہونچو تو طہارت کو ملا اور خوشبو لگانے کے بعد اس میں داخل ہو ۔ اور مواجہہ شریف یعنی آنحضرت ص

Marfat.com

يمينك على شمالك متوجها
لقبره الشريف ولا تحسب
انك زرته ميتا بل هو
في قبره حي يعرفك وينظر
اليك فاجتهد في الادب
والتخشع له صلى الله عليه
وسلم ولتكن اهم سؤالك
منه الشفاعة عند الله تعالى
فقل الصلوٰة والسلام
عليك يا رسول الله
جئتك زائرا ظالما
لنفسي فاستغفرلي
عند ربي فقد قال الله
تعالى في كلامه العظيم
على لسانك الكريم

ولو انهم اذ ظلموا
انفسهم جاؤك
فاستغفروا الله و
استغفر لهم الرسول
لوجدوا الله توابا
رحيما

وها انا جئتك مستغفرا
لذنبي فاستغفرلي عند
ربي يا خير من

کے چہرہ شریف کی طرف رُخ کرکے داہاں ہاتھ
بائیں ہاتھ پر رکھکر کھڑے رہو۔ اور کہیں یہ
خیال نہ کر بیٹھنا کہ میں حضور انور کی موت کی
حالت میں زیارت کر رہا ہوں بلکہ آپ اپنی
قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ تحقیق پہچانتے ہیں
اور تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں، تو خشوع خضوع
اور ادب میں تمہیں نہایت کوشش کرنی چاہیئے
اور حضورؐ سے تمہارا سب سے اہم سوال آپ
کی شفاعت کا ہی ہونا چاہیئے بس کہو الصلوٰۃ
والسلام علیک یارسول اللہ حضور! میں آپکی زیارت
کے لئے اس حال میں حاضر ہوا ہوں کہ اپنے
آپ پر ظلم کئے ہوئے ہوں۔ تو آپ میرے رب
سے میرے لئے مغفرت وبخشش طلب کیجئے۔
اس لئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں آپ
ہی کی زبان مبارک سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا
تھا۔ تمہارے پاس آجاتے اور اللہ سے
معافی چاہتے۔ اور معافی چاہتے ان کے لئے
رسول تو ضرور پاتے اللہ کو توبہ قبول فرمانیوالا
بڑا مہربان۔

تو حضور دیکھئے میں بھی آپکے پاس اپنے
گناہوں کی بخشش اور معافی چاہنے کے لئے حاضر
ہوا ہوں۔ آپ مجھے معافی دلوا دیجئے۔
ترجمہ شعر:۔ اے ان سب لوگوں سے بہتر جو

Marfat.com

دفنت فی الترب اعظمہ ۔ فطاب
من طیبھن القاع والاکم
روحی الفداء لقبر انت ساکنہ
فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم
ولا تسرح نظرک الی زینۃ المسجد
وتزخرفہ بالذھب وغیرہ
ذلک واسرح نظر قلبک الی
الانوار والازھار النازلۃ علی
حرمہ المکرم وسلم کذلک علی
صاحبیہ وضجیعیہ ورفیقیہ
فی الدنیا والبرزخ والاٰخرۃ
الصدیق والفاروق رضی اللہ
عنھما ومن الادب ان لا تلصق
جسدک بالشباک المحترم فان
ذلک محل حضور المقربین من
الملئکۃ وعباد اللہ الصلحین
واغتنم ایام المجاورۃ للطیبۃ
الطاھرۃ واجتھد حق الاجتھاد
فی العبادۃ واحیاء لیالی المجاورۃ
وزر المآثر والمقابر خصوصًا
البقیع واغتنم فیہ زیارۃ ذی
النورین وضرائح الآل الاطھر
والاولاد المطھر وامھات المؤمنین
رضوان اللہ علیھم اجمعین وسائر عباد
اللہ الصالحین

جن کی ہڈیاں مٹی میں دفن کی گئی ہیں۔ جنکی خوشبو سے
چٹیل میدان اور ٹیلے سب خوشبودار ہوگئے ہیں تیری
روح اس قبر پر قربان ہو جس میں آپ استراحت فرما
ہیں۔ اس میں بڑی نفاست اور پاکیزگی ہے اور اس
میں جود وکرم کا دریا اُمنڈ رہا ہے"

اور اپنی نظر کو مسجد کی زیب وزینت اور اس کے
طلائی نقوش اور اس کی آراستگی میں نہ لگا دو بلکہ
اپنے قلب کی نظر ان انوار اور پھولوں میں گاڑ دو جو
آپکے حرم محترم پر برس رہے ہیں۔

اسی طرح آپ کے ہمخواب صاحبین اور دنیاو
برزخ و آخرت کے رفیق سیدنا صدیق و سیدنا
فاروق رضی اللہ عنہما پر سلام کہو۔

اور ایک بات ادب کی یہ ہے کہ اپنے جسم کو
ان محترم جالیوں سے نہ چپٹاؤ اس لئے کہ وہ مقربین
ملائکہ اور عباد صالحین کے حاضری کی جگہ ہے۔

اور طیبہ طاہرہ (مدینہ منورہ) کے ہمسائگی کے
مبارک ایام کو نہایت غنیمت سمجھو اور اس زمانہ میں
عبادت اور راتوں کے جاگنے میں بہت کوشش
کرو۔

اور دوسرے یادگار مقامات اور قبرستانوں کی
زیارت کرو خصوصًا جنت البقیع کے مقابر کی اور اسمیں
حضرت عثمان ذی النورین کی زیارت اور آل اطہار
اولاد مطہر اور امہات المومنین اور باقی عباد صالحین
کی زیارت کو بہت غنیمت جانو

Marfat.com

فان فی البقیع کنوزا لا یعلم قدرها
الا الله تعالیٰ وتزر مآثر احد
وقبا فان احد اجبل کان یحب
رسول الله و یحبه رسول
الله صلی الله علیه وسلم وفیه
کنز ضریح سید الشهداء و
ضرایح سائر الشهداء ما لا
یعلم قدرها الا الله تعالیٰ
والرابع من ارکان الاسلام
الزکاۃ وهی عبادۃ مالیۃ فرضیۃ
بالکتاب والسنۃ ترکها کبیرۃ
وانکارها ارتداد کسائر الارکان
قال الله تعالیٰ والذین یکنزون
الذهب والفضۃ ولا ینفقونها
فی سبیل الله فبشرهم بعذاب
الیم یوم یحمی علیها فی نار جهنم
فتکوی بها جباههم وجنوبهم
وظهورهم هذا ما کنزتم لانفسکم
وقال الصدیق رضی الله تعالیٰ
عنه والله لا قاتلن من
فرق
بین الصلوٰۃ
و
الزکاۃ

بقیع میں ایسے خزانے مدفون ہیں جن کی قدر کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور احد اور قبا کے آثار ومقابر کی زیارت کیلئے بھی جاوے۔ احد ایسا پہاڑ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیا کرتا تھا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت رکھتے تھے۔ اسی احد میں سید الشہداء (حضرت حمزہ رضی) کی تربت ایک خزانہ بے بہا ہے۔ اور اس میں اور شہیدوں کی بھی تربتیں ہیں۔ جن کے قدر اور رتبے کو اللہ ہی جانتا ہے۔

اسلام کا چوتھا رکن **زکات** ہے۔ اور زکات عبادت مالیہ ہے جس کی فرضیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اسکا ترک گناہ کبیرہ ہے اور اس سے انکار کرنا بھی مثل اور ارکان کے ارتداد (مرتد ہونا) ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جو لوگ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو خوشخبری سنا دیجئے دردناک عذاب کی۔ جس دن وہ (سونا یا چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے داغے جائیں گے ان کے ماتھے اور کروٹیں (پہلو) اور پیٹھیں (اور کہا جائیگا) کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ اب مزا چکھو اپنے جمع کرنے کا"

اور حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ قسم ہے خدا کی البتہ میں اس سے لڑونگا جو نماز اور زکات میں فرق کرتا ہے۔

Marfat.com

شئی لکل من لہ نصاب ونصاب النقود دالحلی والماشیۃ مذکور فی کتب الفقہ واعلم یا اخی ان المال مال اللہ تعالیٰ و انت کا لعبد المأذون یجوز لہ التصرف فی المال علی نحو ما یامرہ بہ سیدہ وقد اذن اللہ لک التصرف فیہ بحصولہ بالوجہ الشرعی وامرک باعطاء حصۃ منہ الی الفقراء والمساکین وذوی الحاجات فلا تبخل بہا واعطہا من طیب النفس واعرف المنۃ للہ تعالیٰ علیک فیہا حیث یقبلہا منک فانہ سیجیئ زمان لا یقبل من احد احد شیئا قال اللہ تعالیٰ ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ وان المال مال اللہ تعالیٰ متعلک بہ من فضلہ من

اور زکات اسی پر ہوتی ہے۔ جو مالک نصاب ہو اور نصاب نقد اور زیور اور چارپایوں کا فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

اور اے عزیز جانو! کہ مال حقیقت میں سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے تم تو ماذون (اذن دیئے گئے) غلام کی طرح سے ہو۔ ماذون غلام کو اسی قدر مال میں تصرف جائز ہے جہانتک کہ اس کے آقا نے اسے اجازت دے رکھی ہو۔ اور اللہ تعالےٰ نے تمہیں تصرف کی اتنی اجازت دی ہے کہ مال کو شرعی طور پر حاصل کرو اور شرعی طور پر خرچ کرو اور یہ بھی اسکا حکم ہے۔ کہ ایک حصہ اس مال میں سے فقراء اور مساکین اور اہل حاجت کو دیدو۔ تو پھر تم اس میں بخل کیوں کرتے ہو تمہیں نہایت خوشی اور فراخدلی سے دیدینا چاہئے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھو کہ وہ تم سے قبول کرتا ہے اس لئے کہ قریب ہی ایک زمانہ ایسا آئیگا جس میں کوئی کسی سے کچھ نہ لیگا۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نہ سمجھیں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال پر جو اللہ نے انکو دیا ہے اپنی مہربانی سے کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے۔ بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے۔ قریب ہے کہ قیامت کے دن طوق بناکر ڈالدیا جائیگا اُس چیز کا جس پر انہوں نے بخل کیا تھا۔

جب مال اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اور اس نے اپنے

غیر استحقاق لك وجعلك
امینا فیه الی اجل معدود
فلا تبخل ولا تخن فیه فانه
سیرده منك الی غیرك كما
رده من غیرك الیك ثم
اعلم ان السر فی امر الزکوٰة
اختبار الله تعالی عباده کی
یعلم الصادقین منهم و
الكاذبین لان الدنیا فتنة
قال الله تعالی انما اموالكم
و اولادكم فتنة ومحبة
الاموال والاولاد طبعیة
فمن خالف طبعه وانفق
ماله فی سبیل الله واعطی
زکوٰة ماله للفقراء فاز فوزا
عظیما ۔ ومن وافق طبعه اللئیم
وبخل بما اتاه الله تعالی ولم
یؤد ما افترض الله علیه
خسر خسرانا مبینا ۔ قال الله
تعالی احسب الناس ان یتركوا ان
یقولوا امنا وهم لا یفتنون
ولقد فتنا الذین من قبلهم
فلیعلمن الله الذین صدقوا
ولیعلمن الكاذبین

فضل سے بغیر تمہاری کسی حقداری کے تم کو اس
فائدہ اٹھانے کا حق دیا ہے اور تمہیں ایک مقررہ
مدت تک اس پر امین بنایا ہے تو تم اس میں
خیانت اور بخل نہ کرو۔ اس لئے کہ بہت ممکن
ہے کہ وہ اسے تم سے چھین سکے دوسرے کو دیدے
جیسا کہ دوسرے سے لیکے تمہیں دیدیا ہے۔
اور جانو کہ زکات کے حکم میں یہ راز ہے کہ خدائے
تعالیٰ اپنے صادق اور کاذب بندوں کا امتحان
لیتا ہے۔ اس لئے کہ دنیا ایک فتنہ ہے جیسا کہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "تمہارے اموال اور اولاد
فتنہ ہیں" اور اموال اور اولاد کی محبت انسان کے
لئے ایک طبعی بات ہے۔ پس جس شخص نے کہ اپنی
طبیعت کی مخالفت کی اور مال کو اللہ تعالیٰ کی
راہ میں صرف کردیا اور اپنے مال کی زکات فقراء
کو دیدی تو وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔
اور جس نے اپنی طبع لئیم کی موافقت کی اور اللہ
پاک کی دی ہوئی چیزوں میں بخل کرنے لگا۔ اور
اللہ نے جو اس پر فرض کیا تھا۔ اس کو ادا نہ کیا
تو وہ بڑے ٹوٹے میں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ
"کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ چھوڑ دئے جائینگے
اتنا کہکر کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ
جائیگا۔ اور ہم نے آزمایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے
پہلے تھے۔ پس اللہ معلوم کریگا ان لوگوں کو جو سچے
ہیں اور معلوم کریگا جھوٹوں کو"

Marfat.com

ومما ينجيك من عذاب الله تعالى وغضبه الصدقة المتطوعة على المحتاجين والترحم على خلق الله صغيرا او كبيرا فقيرا او غنيا مسلما او كافرا انسانا او حيوانا حتى على حشرات الارض وما اباح الشرع قتله من المؤذيات يقتل ولا يعذب ولا يحرق بالنار كائنا ما كان قال النبي صلى الله عليه وسلم الصدقة تطفي غضب الرب وقال عليه الصلوة والسلام الراحمون يرحمهم الرحمان ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء ومن الادب ان تعطى الصدقة بطيب نفس من غير منة ولا تبعة بيدك اليمنى ولا ترمي بالفلس والدرهم الى الفقير بل امسكها في كفك واحضره له حتى ياخذه من يدك لتكون اليد العليا للفقير لان الفقير

اور ان چیزوں میں سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غضب سے نجات دی سکتی ہیں۔ ایک نفلی صدقہ بھی ہے جو محتاج لوگوں کو دیا جاتا ہے اور نجات دہندہ امور میں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا بھی ہے۔ چھوٹا ہو چاہے بڑا فقیر ہو یا غنی مسلمان ہو یا کافر انسان ہو چاہے حیوان۔ یہانتک کہ کیڑے مکوڑے پر بھی۔ اور جن موذی جانوروں کے مارنے کی شرع شریف نے اجازت دی ہے۔ ان کو قتل کیا جائیگا لیکن کسی طرح بھی عذاب دینا یا آگ میں جلانا بالکل روا نہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "صدقہ پروردگار کی آتش غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے" اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "رحم کرنیوالوں پر رحمان بھی رحم کرتا ہے تم زمین کے بسنے والوں پر رحم کرو آسمان والا تمپر رحم فرمائے گا"

اور صدقہ کے آداب میں سے یہ ہے کہ صدقہ دل کی خوشی کے ساتھ بغیر احسان جتلانے کے اپنے دائیں ہاتھ سے دو۔ اور دینے کے بعد اس شخص کو کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور روپیہ پیسہ فقیر کو پھینک کر نہ دو بلکہ اپنے ہاتھ پر رکھکر اس کے سامنے کر دو۔ تاکہ وہ تمہارے ہاتھ سے لے لے اور فقیر کا ہاتھ اونچا رہے۔ اس لئے کہ

Marfat.com

ام سئله الله تعالی ایاك لیستلم منك ما امرك الله به فلا تحقر رسول ربك فان اخذها بطیب النفس فالمنة للفقیر علیك وان ردها او اغلظ فی السوال فلا تؤذه بالقول ولا بالفعل قال الله تعالی قول معروف ومغفرة خیر من صدقة یتبعها اذی والله غنی حلیم اشار تعالی سبحانه بقوله غنی حلیم الی التخلق باخلاق الله تعالی فانه مع غناه حلیم یحب ان یسال عنه فاللازم علی الاغنیاء الحلم للفقراء فهذه الارکان الاربعة للاسلام قد بیناها انا مختصر انعرفها ولا تترکها سدی فتهدم وبهدمها یهدم الاسلام عیاذا بالله تعالی ولکل واحد منها حدود وواجبات و سنن ومستحبات ومکروهات ومفسدات مذکورة فی علم الفقه مفصلة فعلیك بتعلیمها

فقیر کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تمہیں اس بار سے سبکدوش کردے جسکا تمہیں خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اپنے رب کے بھیجے ہوئے کو حقیر نہ بناؤ۔

اگر اس نے خوشی سے لیلیا تو اس کا تم پر احسان ثابت ہوا۔ اور اگر اس نے رد کردیا اور سوال میں سختی کرنے لگا۔ تو اس کو اپنے کسی قول و فعل سے ایذا نہ پہنچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ معقول بات (کرنا) اور (خطا سے) درگذر کرنا بہتر ہے ایسی خیرات سے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ غنی و حلیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غنی اور حلیم کے کہنے سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ باوجود اپنی غنا کے ایسا حلیم ہے جو دوست رکھتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے تو غنیاء پر لازم ہے کہ فقراء کے ساتھ حلم سے پیش آئیں

یہ اسلام کے چار ارکان جو ہم نے مختصر بیان کردیئے انکا خوب خیال رکھو اور بیکار سمجھکر نہ چھوڑدو۔ کہ ان کے گرنے سے اسلام کی عمارت گرجائے گی۔ عیاذاً باللہ (پناہ بخدا)

اور ان ارکان میں سے ہر ایک کے حدود اور واجبات اور سنتیں اور مکروہات اور مفسدات علم فقہ میں مفصل مذکور ہیں۔ ان کی تعلیم اپنے ذمہ

Marfat.com

رزقك الله تعالى علماً نافعاً وعملاً متقبلاً

فصل في اعمال القلب والروح

وهذا الباب بحر واسع لا يهتدي الى ساحله الا بدليل التوفيق اعلم ان هذين الاسمين تستعمل في هذا الباب وقل من يحيط بمعانيهما وحدودهما واكثر الاغاليط منشاءها الجهل بمعانيهما فها انا اذكر لك ما هو مقرر عند علماء الربانيين في بيانهما واكثر ما ذكره مستنبط من كتاب احياء علوم الدين لحجة الاسلام ابي حامد محمد الغزالي رحمه الله تعالى بالاختصار وكتاب الاحياء مستغن بحمده عن ترصيفنا هذا اطنب العلماء فيه حتى قال الشيخ محي الدين النووي كاد الاحياء ان يكون قرآنا وقال الشيخ السقاف عبد الرحمن بن محمد العلوي من لم يطالع الاحياء ما فيه حيوة وقال الشيخ العيدروس عبد الله العلوي لو نطق الاموات

لازم رکھو۔ اللہ تمہیں علم نافع اور عمل مقبول نصیب فرمائے۔

فصل (اعمال قلب اور روح کے بیان میں)

یہ باب ایسا وسیع بحر ہے کہ اس کے ساحل تک توفیق کی رہنمائی کے بغیر کوئی ہدایت یاب نہیں ہوسکتا۔

جاننا چاہیئے کہ قلب اور روح دو ایسے نام ہیں جو اس باب میں بہت مستعمل ہوتے ہیں اور شاذ و نادر ہی ایسا شخص پایا جائیگا جو ان کے معانی اور حدود سے واقف ہو اور اکثر غلطیوں کا منشاء ان کے معانی سے ناواقف ہونا ہی ہے جو معنی علمائے ربانیین کے نزدیک ثابت ہیں وہ میں تمہیں کھول کر بتا دیتا ہوں۔

اور جو میں بیان کرونگا۔ اسکا اکثر حصہ کتاب احیاء العلوم سے مختصر کرکے لیا گیا ہے جس کے مصنف حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور احیاء العلوم اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہماری توصیف سے مستغنی ہے اور علما نے اس کی تعریف میں کلام کو بہت طول دیا ہے۔ یہانتک کہ شیخ محی الدین نووی کہتے ہیں کہ قریب ہے کہ احیاء العلوم قرآن ہوتا اور شیخ سقاف عبد الرحمن بن محمد علوی کہتے ہیں کہ جس نے احیاء العلوم کا مطالعہ نہیں کیا تو اس میں حیات ہی نہیں اور شیخ عیدروس عبد اللہ علوی کہتے ہیں کہ اگر مردے بولنے لگیں تو وہ بھی احیاء العلوم

Marfat.com

لما امروا الا بقراءة الاحياء قال الشيخ علي بن ابي بكر بن عبد الرحمن العلوي لو قلب اوراق الاحياء كافر لاسلم لسر خفي مودع فيه يجذب القلوب الى حضرة علام الغيوب فقال رضي الله عنه اللفظ الاول لفظ القلب وهو يطلق لمعنيين احدهما اللحم الصنوبري الشكل المودع في جانب الايسر من الصدر و هو لحم مخصوص وفي باطنه تجويف وفي ذلك التجويف دم اسود هو منبع الروح و معدنه وهذا القلب موجود للبهائم بل هو موجود للميت ونحن اذا اطلقنا لفظ القلب في هذا الباب لم نعن به ذلك فانه قطعة لحم لا قدر له وهو من عالم الملك والشهادة والمعنى الثاني هو لطيفة ربانية روحانية لها بهذا القلب الجسماني تعلق وتلك اللطيفة هي حقيقة الانسان وهو المدرك العالم العارف من الانسان وهو المخاطب والمعاقب والمعاتب المطالب ولها علاقة مع القلب الجسماني وقد تحيرت عقول اكثر الخلق في ادراك وجه علاقة

کے پڑھنے ہی کا امر کریں ۔ اور شیخ علی بن ابی بکر بن عبدالرحمن العلوی کہتے ہیں کہ "بسبب اس پوشیدہ راز کے جو احیاء العلوم میں مضمر ہے جو دلوں کو حق تعالیٰ کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اگر ایک کافر بھی اس کے اوراق الٹیگا تو مسلمان ہو جائے گا۔

امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلا لفظ قلب ہے اور اسکا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے۔ ایک اس صنوبری شکل گوشت کو کہتے ہیں جو بائیں جانب سینہ میں رکھا ہوا ہے اور وہ ایک خاص گوشت کا ٹکڑا ہے جسکا اندر خالی ہے اور اس خالی جگہ میں سیاہ خون بھرا ہوا ہے اور وہی روح کا منبع اور معدن ہے۔ یہ قلب تو چوپایوں بلکہ مردوں میں بھی موجود ہے اور ہم جبکہ قلب کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ وہ تو ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جس کی کوئی قدر نہیں اور یہ عالم ملک وشہادت (عالم دنیا) سے ہے۔

دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ وہ ایک ربانی اور روحانی لطیفہ ہے۔ اس کو اس قلب جسمانی کے ساتھ تعلق ہے اور یہی لطیفہ انسان کی حقیقت ہے اور یہی انسان میں مدرک اور عالم اور عارف ہے اور یہی مخاطب اور مورد عقاب وعتاب و مطالبہ ہے۔ اس کو اس قلب جسمانی کے ساتھ علاقہ تو ہے لیکن اکثر لوگوں کی عقلیں اس علاقہ کی وجہ

Marfat.com

فان تعلقه به یضاهی تعلق
الاعراض بالاجسام و
شرح ذلك مما نتوقاه
لمعنیین احدهما انه
متعلق بعلوم المکاشفة و
لیس غرضنا فی هذا
الکتاب تلك العلوم و
الثانی ان تحقیقه یستدعی
افشاء سر الروح وذلك
مما لم یتکلم فیه رسول
الله صلی الله علیه وسلم
فلیس لغیره ان یتکلم فیه
والمقصود انا اذا اطلقنا
لفظ القلب فی هذا الباب
نرید نا منه هذه اللطیفة
الربانیة واللفظ الثانی
الروح وهو ایضا یطلق لمعنیین
احدهما جسم لطیف منبعه
تجویف القلب الجسمانی فینتشر
بواسطة العروق الضوارب الی
سائر اجزاء البدن وجریانه فی
البدن وفیضان انواره فیه ایضاً
یضاهی فیضان النور من السراج
الذی یدار فی زوایا البیت و

کے سمجھنے میں حیران ہیں۔ اس لئے کہ اس کا تعلق
قلب جسمانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اسکی شرح کو ہم
دو وجہ سے محفوظ رکھتے ہیں۔

اول تو یہ کہ علوم مکاشفہ سے متعلق ہے اور
ہماری غرض اس کتاب میں یہ علوم نہیں۔ دوسری
یہ کہ اس کی تحقیق اس امر کی خواہاں ہے کہ روح کے
راز کو افشا کیا جائے اور وہ ایسا ہے کہ اسمیں
حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کلام کرنے سے
کنارہ کشی فرمائی ہے تو دوسرے کو کیا حق پہنچتا
ہے کہ اس میں گفتگو کرے۔

مقصود یہ ہے کہ جب ہم قلب کا لفظ اس باب
میں لائیں تو اس سے مراد وہی لطیفہ ربانیہ ہے
اور دوسرا لفظ روح ہے۔ اس کی بھی دو معنی آتے
ہیں۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ وہ ایک جسم
لطیف ہے جسکا منبع قلب جسمانی کی تجویف ہے
اور پھڑکنے والی رگوں (شرائین) کے ذریعہ
تمامی اجزائے بدن میں پھیل جاتا ہے۔

اور اس کا سارے بدن میں جاری ہونا اور
اس کے انوار کا فیض سارے بدن کو پہنچنا
اس چراغ کے مثال ہے جسکو گھر کے کونوں
میں گردش دی جائے جس سے ہر ایک جگہ
پر تو نور سے فائض ہو جائے۔

اور وہ ایک لطیف بخار ہے جس کو قلب کی
گرمی نے پکایا ہے۔ اور اس معنی کی شرح بیان

Marfat.com

هو بخار لطيف انضجته حرارة القلب وليس شرحه من غرضنا اذ المتعلق به غرض اطباء الابدان فاما غرض اطباء الدين المعالجين للقلب حتى ينساق الى جوار رب العلمين فليس يتعلق بشرح هذه الروح اصلا۔ المعنى الثاني هو اللطيفة العالمة المدركة من الانسان وهو الذي شرحناه في احد معاني القلب وهو الذي اراد الله تعالى بقوله قل الروح من امر ربي وهو امر عجيب رباني تعجز اكثر العقول والافهام عن درك حقيقته وللقلب جنود قال الله تعالى وما يعلم جنود ربك الا هو ونحن الآن نشير الى بعض جنود القلب فهو الذي يتعلق بغرضنا وله جندان جند يرى بالابصار وجند لا يرى الا بالبصائر وهو في حكم الملك والجنود في حكم الخدام

کرنے سے ہماری غرض وابستہ نہیں یہ کام تو اطباء ابدان کا ہے۔ لیکن اطباء دین جو قلب کے علاج پر معالج ہیں۔ کہ اس کو قرب بارگاہ الٰہی میں لیجائیں ان کی غرض اس مذکورہ بالا روح سے متعلق نہیں۔

دوسری معنی یہ ہے کہ وہ ایک لطیفہ ہے جو انسان میں عالم اور مدرک ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کی شرح ہم نے معانی قلب میں بیان کردی تھی۔ اور وہی ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ارادہ فرمایا ہے کہ "کہہ دیجئے کہ روح پروردگار کے حکم سے ہے"

اور وہ ایک ایسا عجیب امر ربانی ہے جس کی حقیقت کی سمجھ سے اکثر عقول اور افہام عاجز ہیں اور قلب کے بہت سے خادم اور لشکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے بغیر کوئی نہیں جان سکتا"

اب ہم قلب کے بعض لشکروں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور انہیں سے ہماری غرض متعلق اور وابستہ ہے:

اس کے لشکر پھر دو حصوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ ایک ایسا ہے جو آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اور ایک ایسا ہے جو نظر عقل کے بغیر نہیں دیکھا جاسکتا؛

اور قلب بادشاہ کی طرح سے ہے اور اس کے لشکر خادموں کا حکم رکھتے ہیں۔

Marfat.com

فاما جندہ المشاهد بالعین فهو الید والرجل والعین والاذن واللسان وسائر الاعضاء الظاهرة والباطنة فان جمیعها خادمة للقلب و مسخرة له فهو المتصرف فیها ولا تستطیع خلافه فاذا امر العین بالانفتاح انفتحت واذا امر اللسان بالکلام تکلم واذا امر الرجل بالحرکة تحرکت وکذا سائر الاعضاء واما جندہ الذی لا یری الا بالبصائر فمنها الحواس الباطنة اعنی السمع والبصر والشم و الذوق واللمس ومنها ما اسکن منازل باطنه وهی تجاویف الدماغ وهی ایضا خمس فان الانسان بعد رؤیة الشئ یغمض عینیه فیدرك صورته فی نفسه وهو الخیال ثم تبقی تلك الصورة معه بسبب شئ یحفظه وهو الحافظ ثم یتفکر فی ماحفظه فیرکب بعض ذلك الی البعض ثم یتذکر ما قد نسیه ثم یجمع جملة

اس کے وہ لشکر جو آنکھوں سے دیکھے جاتے ہیں یہ ہیں۔ ہاتھ۔ پیر۔ آنکھ۔ کان۔ زبان اور باقی تمام ظاہری اور باطنی اعضاء یہ سب قلب کے خادم اور اس کے تابع و مسخر ہیں اور وہ ان میں متصرف ہے۔ اور کوئی اس کے خلاف کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جبکہ وہ آنکھ کو کھلنے کا حکم دیتا ہے تو کھل جاتی ہے اور جب زبان کو گویائی کی اجازت ملتی ہے تو کلام کرنے لگتی ہے۔ اور جب پیر کو چلنے پھرنے کا حکم ملتا ہے تو چلتا پھرتا ہے۔ اسی طرح سے باقی اعضا کو قیاس کر لو؛

اور وہ لشکر جو نظر عقل کے بغیر نہیں دیکھے جا سکتے۔ بعض ان میں سے حواس باطنہ ہیں یعنی سننا۔ دیکھنا۔ سونگھنا۔ چکھنا۔ چھونا۔ اور بعض وہ ہیں کہ جو باطنی منازل میں رہتے ہیں یعنی دماغ کی تجاویف میں وہ بھی پانچ ہیں۔ اس لئے کہ انسان جب کسی چیز کے دیکھنے کے بعد اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ تب بھی اپنے نفس میں اس کی صورت جانتا ہے۔ یہ خیال ہے پھر یہ صورت ایک ایسے سبب کی وجہ سے جو اس کی حفاظت کرتا ہے باقی رہتی ہے اور وہی حافظہ ہے۔ پھر اپنی یادداشت میں فکر کیا جاتا ہے۔ اور بعض اجزائے خیالیہ کو بعض سے ترکیب دیجاتی ہے۔ پھر بھولے ہوئے حصہ کو یاد کیا جاتا ہے اور سب معانی محسوسات کو اپنے خیال میں حس مشترک کے ذریعہ اکھٹا کیا جاتا

Marfat.com

معانی المحسوسات فی خیالہ بالحس
المشترک ففی الباطن حس مشترک
وتخیل وتفکر وتذکر وحفظ
انتہی مختصرا۔ وقیل فی عوض
التفکر التوھم فکما ان الحواس
الظاھرۃ منقادۃ للقلب کذلک
الحواس الباطنۃ منقادۃ لہ
اذا علمت ھذا فاعلم ان
القلب الصوری لکونہ جزءًا
شریفا یتضرر بادنی مرض و
قلما ینجو منہ الانسان
فکذلک القلب المعنوی یتضرر
ویھلک بعروض الافات
فللقلب آفات مھلکۃ وللسان
آفات مھلکۃ فاما آفات القلب
فمنھا الغضب والحقد والحسد
والحرص والطمع والکبر و
اما آفات اللسان فمنھا الفحش
والسب واللعن والمزاح و
السخریۃ والاستھزاء والکذب
والغیبۃ والنمیمۃ وجمیعھا
مھلکات فاحذرھا وھا انا ابین لک
معانی الالفاظ المذکورۃ مفصلۃ
من کتاب الاحیاء اما الغضب فانہ شعلۃ

ہے تو اس طرح سے باطن میں یہ قوتیں پائی جاتی ہیں۔ حس مشترک۔ تخیل۔ تفکر۔ تذکر۔ حفظ (انتہی مختصراً)

اور بعض تفکر کی جگہ توہم کہتے ہیں۔

جس طرح سے کہ حواس ظاہریہ قلب کے مطیع ہیں۔ اسی طرح حواس باطنہ بھی قلب کے فرمانبردار ہیں۔ اس جاننے کے بعد جانو کہ قلب ظاہری جزو رئیس ہونے کی وجہ سے جس طرح کہ ادنیٰ مرض سے بڑا ضرر پاتا ہے اور اس سے بہت ہی کم انسان شفایاب ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے قلب معنوی آفتوں کے عارض ہونے سے ضرر پاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ قلب کے بھی آفات مہلکہ پائے جاتے ہیں اور زبان کے بھی۔

بعض آفات قلبیہ یہ ہیں۔ غضب۔ کینہ۔ حسد۔ حرص۔ طمع۔ تکبر۔

اور زبان کی بعض آفتیں یہ ہیں فحش گوئی گالی دینا۔ لعن طعن کرنا۔ بیجا خوش طبعی۔ تمسخر (ٹھٹھا کرنا) جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا۔ چغلی اور یہ سب باتیں مہلکات ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

اب ان الفاظ کی معانی کتاب احیاء العلوم سے ہم تمہارے سامنے بیان کئے دیتے ہیں

غضب آگ کا ایک شعلہ ہے جو آتش

Marfat.com

نار اقتبست من نار الله الموقدة التی تطلع علی الافئدة وانہا لمستکنة فی طی الفواد استکنان الجمر تحت الرماد ویستخرجہا الکبر الدفین فی قلب کل جبار عنید کا ستخراج الحجر النار من الحدید ومن نتائج الغضب الحقد والحسد وبہما ہلک من ہلک و فسد من فسد ومفیضہما مضغة اذا صلحت صلح معہا سائر الجسد واذا فسدت فسد معہا سائر الجسد قال الله تعالیٰ فی ذم الغضب اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم الحمیة حمیة الجاہلیة فانزل الله سکینتہ علی رسولہ و علی المومنین الآیة ذم الکفار بما تظاہر وابہ من الحمیة الصادرة عن الغضب الباطل ومدح المومنین بما انزل علیہم من السکینة۔ وروی ابو ہریرۃ رضی

الٰہی سے لیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی ہے جو دلوں تک پہنچ جاتی ہے اور یہ دل کی تہ میں ایسا چھپا ہوا ہے جیسے راکھ کے نیچے انگارا دبا ہوا ہوتا ہے۔

اور اس آتش غضب کو تکبر کا وہ مادہ جو ہر ایک جابر اور جھگڑالو کے دل میں پوشیدہ ہے۔ اور بھی تیز کر دیتا ہے جیسا کہ لوہے سے آگ نکلنے لگتی ہے کینہ اور حسد بھی غضب ہی کے نتائج میں سے ہیں اور ان دونوں کی وجہ سے بہت لوگ خراب اور ہلاک ہوئے۔ اصل میں یہ سب فیض ایک ایسے گوشت کے ٹکڑے (قلب) کا ہے کہ جس کی اصلاح سے سارا بدن اصلاح یاب ہوتا ہے اور جس کے فساد سے سارا بدن فاسد ہو جاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ غضب کے ذم میں فرماتا ہے کہ "جس وقت ٹھان لی کافروں نے اپنے دل میں جاہلیت کی ضد تو اللہ نے نازل فرمایا اپنی طرف سے سکون اپنے رسول اور مسلمانوں پر الآیۃ

اللہ تعالیٰ نے کفار کی ذم اس لئے فرمائی کہ وہ اس ننگ وعار کا مظاہرہ کر رہے تھے جو کہ غضب باطل سے صادر ہوتا ہے اور مومنین کی مدح اس لئے فرمائی۔ کہ ان پر تحمل اور قرار نازل فرمایا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی سے روایت ہے کہ

Marfat.com

ان رجلا قال یا رسول اللہ مرنی بعمل واقلل قال لا تغضب ثم اعاد علیہ فقال لا تغضب ۔ وقال ابن عمر قلت لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قل لی قولا واقللہ لعلی اعقلہ فقال لا تغضب فاعدت علیہ مرتین کل ذلک یرجع الی لا تغضب و عن عبد اللہ بن عمر انہ سئل رسول اللہ علیہ وسلم ماذا ینقذنی من غضب اللہ قال لا تغضب و قال ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کف غضبہ ستر اللہ عورتہ وعن عکرمہ فی قولہ تعالی وسیدا وحصورا قال السید الذی لا یغلبہ الغضب فادفع الغضب بکظم الغیظ ان کنت من عباد اللہ الصالحین

کہ ایک شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے لیکن جو بہت ہی کم ہو حضورؐ نے فرمایا کہ تم غصہ مت کرو ۔ اس نے پھر یہ سوال دُہرایا آپ نے پھر فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ فرمائیے مگر جو بہت ہی کم ہو تا کہ میں سمجھ سکوں۔ آپنے فرمایا کہ غصہ مت ہو۔ میں نے دو مرتبہ پھر اسی سوال کو دُہرایا آپ ہر ایک مرتبہ فرماتے رہے کہ غصہ مت کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مجھے کیا چیز اللہ کے غضب سے چھڑا سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم غضبناک نہ ہو۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے غضب کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالے کے اس قول یعنی سیداً وحصوراً کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ سید وہ ہے جس پر غضب غالب نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں سے ہونا چاہتے ہو تو اپنے غضب اور غصہ کو پی لیا کرو

قال اللہ تعالیٰ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ الحقد والحسد اعلم ان الحسد ایضا من نتائج الحقد والحقد من نتائج الغضب فھو فرع فرعہ والغضب اصل اصلہ ثم ان للحسد من الفروع الذمیمۃ مالا یکاد یحصی وقد ورد فی ذم الحسد اخبار کثیرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب و قال صلی اللہ علیہ وسلم لا تحاسدوا ولا تقاطعوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا و قال صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لاینجو منھن احد الظن والطیرۃ والحسد وساحدثکم بالمخرج من ذلک اذا

اور انہی لوگوں کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ (لوگ) غصہ کو ضبط کرنیوالے اور لوگوں سے (خطا) درگذر کرنے والے ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے اپنا غصہ روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لیگا۔

کینہ اور حسد۔ جاننا چاہئے کہ حسد کینہ کا نتیجہ ہے اور کینہ غضب کا ثمرہ ہے تو حسد غضب کے فرع کا فرع ہے اور غضب اسکا اصل الاصل ہے اور حسد کے بھی اتنے بہت بڑے فروع ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور حسد کی برائی میں بہت ہی حدیثیں وارد ہوچکی ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسد نیکیوں اور بھلائیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑیوں کو کھا جاتی (جلا دیتی) ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسد نہ کرو اور تعلقات نہ توڑو اور ایک دوسرے کے پیچھے برا بھلا نہ کہو۔ اور اے اللہ کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی ہو کر رہو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن سے کوئی نہیں بچ سکتا بدگمانی۔ بدفالی اور حسد (اور آپ فرماتے ہیں کہ) میں تمہیں ان سے چھٹکارے کی راہ بتلا دوں جب گمان کرو تو اسے یقین اور حقیقت نہ بناؤ

Marfat.com

ظننت فلا تحقق واذا تطیرت فامض واذا حسدت فلا تبغ وقال صلی اللہ علیہ وسلم دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء والبغضۃ ھی الحالقۃ لا اقول حالقۃ الشعر ولکن حالقۃ الدین والذی نفس محمد بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا حتی تحابوا الا انبئکم بما یثبت ذلک لکم افشوا السلام بینکم وقال صلی اللہ علیہ وسلم کاد الفقر ان یکون کفرا وکاد الحسد ان یغلب القدر	اور بدفالی کو خیال میں بھی نہ لاؤ اور جب حسد کرو تو ظلم نہ کرو۔ اور حق سے برگشتہ نہ ہو۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پچھلی امتوں کی بیماری تم میں بھی سرایت کر گئی ہے (یعنی) حسد اور بغض۔ اور بغض مونڈنے والا ہے۔ (آپ فرماتے ہیں) کہ میرا یہ مقصد نہیں کہ بال مونڈنے والا ہے بلکہ دین کو مونڈنے والا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جبتک کہ ایمان نہ لے آؤ اور آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں ایسی بات سے تمہیں آگاہ نہ کردوں جو تمہارے لئے ان دونوں باتوں کو لازم کردے (وہ یہ ہے کہ) آپس میں سلام بہت بہت کہا کرو۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ فقر کفر کو پہنچ جائے اور قریب ہے کہ حسد قدر (تقدیر الہی) پر غالب ہوجائے
البخل وحب المال قال اللہ تعالی یا ایھا الذین آمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخٰسرون وقال تعالی انما اموالکم واولادکم	**بخل اور مال کی محبت**۔ حق تعالی کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو غافل نہ بنائیں تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے اور جو ایسا کرینگے تو وہی لوگ خسارہ (ٹوٹے) میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور ارشاد ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری

Marfat.com

فتنة والله عندہ اجر عظیم وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب المال والشرف ینبتان النفاق کما ینبت الماء البقل وقال صلی اللہ علیہ وسلم ما ذئبان ضاریان ارسلا فی زریبة غنم باکثر فسادا من حب الشرف والمال والجاہ فی دین الرجل المسلم۔ بیان ذم الحرص والطمع ومدح القناعة

اعلم ان الفقر محمود لکن ینبغی ان یکون الفقیر قانعا منقطع الطمع عن الخلق غیر ملتفت الی ما فی ایدیہم ولا حریصا علی اکتساب المال کیف کان ولا یمکن ذلک الا بان یقنع بقدر الضرورة من المطعم والملبس والمسکن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان لابن ادم وادیان من ذھب لابتغی لھما ثالثا ولا یملأ جوف ابن ادم الا التراب

اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں اور اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مال اور جاہ کی محبت نفاق کو اس طرح اگاتی ہے۔ جیسے پانی سبزہ کو اگاتا ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دو خونخوار بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں وہ اتنا زیادہ فساد (نقصان) نہیں پہونچا سکتے جتنا کہ جاہ و مال کی محبت ایک مسلمان کے دین کو پہونچا سکتی ہے۔

(حرص اور طمع کی برائی اور قناعت کی مدح کا بیان) جاننا چاہئے کہ فقر اچھا ہے لیکن چاہئے کہ فقیر قانع ہو یعنی لوگوں سے طمع کو توڑے ہوئے ہو۔ لوگوں کے مال و دولت کی طرف التفات نہ کرتا ہو اور مال کے حاصل کرنے میں (چاہے وہ حلال اور حرام کسی صورت سے بھی ہو) حریص نہ ہو۔ اور یہ امور بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خورد و نوش کی چیزوں میں اور بود و باش میں قدر ضروری پر قناعت کی جائے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ابن آدم کے پاس سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں (گھاٹیاں) بھی ہوتیں تو پھر بھی وہ تیسری وادی کی خواہش رکھتا۔ اور ابن آدم (انسان) کے پیٹ کو مٹی کے بغیر کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

Marfat.com

ويتوب الله على من تاب
وعن ابي واقد الليثي قال
قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان الله عزوجل
يقول انا انزلنا المال لاقامة
الصلوة وايتاء الزكوة و
لو كان لابن ادم واد من
ذهب لاحب ان يكون له
ثان ولو كان له الثاني لاحب
ان يكون لهما الثالث ولا
يملاء جوف ابن ادم الا التراب
ويتوب الله على من تاب
بيان ذم البخل قال الله تعالى
ومن يوق شح نفسه فاولئك
هم المفلحون وقال تعالى ولا
يحسبن الذين يبخلون بما اتاهم
الله من فضله هو خيرا لهم
بل هو شر لهم سيطوقون
ما بخلوا به يوم القيمة و
قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم اياكم والشح
فانه اهلك من كان قبلكم
حملهم على ان سفكوا دماءهم
واستحلوا محارمهم وقال صلى الله عليه وسلم

اور اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔
ابو واقد لیثی روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے نماز پر قائم رہنے اور زکات دینے کے لئے مال کو اتارا ہے اور اگر ابن آدم کے پاس ایک سونے کی وادی ہوتی تب بھی وہ چاہتا کہ دوسری ہو اور اگر دوسری وادی بھی ہوتی۔ تو اس کی پھر تمنا ہوتی کہ تیسری بھی ہو۔ ابن آدم کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور اللہ توبہ کی توفیق دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

(**بخل کی برائی کا بیان**) باریتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اور جو شخص محفوظ رکھا جائے اپنے نفس کے بخل سے تو وہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں" اور ارشاد ہے کہ "نہ سمجھیں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال پر جو ان کو اللہ نے دیا ہے اپنی مہربانی سے کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کیلئے برا ہے۔ قیامت کے دن جس پر انہوں نے بخل کیا تھا۔ اسکا طوق بناکر (انکی گردن میں) ڈالدیا جائیگا"
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بخل سے بچو کہ اس بخل نے ہلاک کردیا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے۔ اسی بخل نے ان کو اس بات پر برانگیختہ کیا تھا۔ کہ انہوں نے خونریزیاں کیں اور محارم (حرام شدہ چیزوں) کو حلال کردیا۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین

Marfat.com

ثلاث مهلكات شح مطاع وهوى متبع واعجاب المرء بنفسه وقال صلى الله عليه وسلم اياكم والظلم فان الظلم ظلمات يوم القيمة و واياكم والفحش ان الله لا يحب الفاحش ولا المتفحش و اياكم والشح فانما اهلك من كان قبلكم الشح امرهم بالكذب فكذبوا وامرهم بالظلم فظلموا وامرهم بالقطيعة فقطعوا - بيان ذم الرياء قوله تعالى فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراءون وقال تعالى فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا - وقال صلى الله عليه وسلم حين سأله رجل فقال يا رسول الله فيم النجاة فقال ان لا يعمل العبد بطاعة الله يريد بها الناس وفي حديث آخر ان الله تعالى يقول للملئكة ان هذا لم يردني بعمله

چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں - ایسا بخل جو تابع بنادے ایسی خواہش جس کی پیروی کی جائے - اور خود بینی ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن ظلمات (اندھیریاں) بن جائینگی - اور فحش سے بچو اس لئے کہ اللہ تعالے فاحش اور متفحش (اپنا پردہ در) کو پسند نہیں کرتا اور بخل سے بچو کہ تم سے پچھلی قوموں کو بھی بخل ہی نے ہلاک کیا تھا - اسی بخل نے ان کو جھوٹ کا امر کیا تو جھوٹ بولنے لگے - اور ظلم کا حکم کیا تو ظلم کرنے لگے - اور صلہ رحمی کے قطع کرنے کو کہا تو قطع کرنے لگے "

(ریا کی برائی کا بیان) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ویل (خرابی) ہے ایسے نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بیخبر ہیں یعنی وہ جو ریا کرتے ہیں " اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ " جو شخص اپنے رب کے ملنے کی امید رکھے تو چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو شریک نہ کرے "

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ نجات کس بات میں ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ بندہ اللہ تعالےٰ کی ایسی عبادت نہ کرے جس میں لوگوں کا ارادہ رکھتا ہو -

اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کو کہیگا کہ اس نے اپنے عمل سے میرا

Marfat.com

فاجعلوه فی سجین وقال
صلی اللہ علیہ وسلم ان اخوف
ما اخاف علیکم الشرك الاصغر
قالوا وما الشرك الاصغر یا
رسول اللہ قال الریا وقال
صلی اللہ علیہ وسلم استعیذوا
باللہ من جب الحزن قیل و
ما ھو یارسول اللہ قال
وادٍ فی جہنم اعدّ للقراء
المرائیین - بیان ذم
الکبر وھو اقبح الامراض
القلبیۃ قال اللہ تعالیٰ
ساصرف عن ایاتی الذین
یتکبرون فی الارض بغیر
الحق وقال عزوجل کذلك
یطبع اللہ علی کل قلب
متکبر جبار وقال تعالےٰ
واستفتحوا وخاب کل جبار
عنید وقال تعالیٰ انہ
لایحب المتکبرین وقال
تعالےٰ ان الذین
یستکبرون عن عبادتی
سیدخلون جہنم
داخرین وقد قال رسول اللہ

ارادہ نہ کیا تھا اس کو سجین (جہنم) میں دھکیل دو
اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
میں تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر سے ڈرتا
ہوں۔ صحابہ رضنے عرض کیا' یا رسول اللہ شرک
اصغر کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ ریا ہے۔
اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے۔ کہ اللہ سے پناہ مانگو جُبّ حزن سے۔
کہا گیا کہ یارسولؐ اللہ جُبّ حزن کیا ہے۔ آپ
نے فرمایا کہ وہ جہنم کی ایک وادی ہے جو ریاکار
قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے"
(کبر کی برائی کے بیان میں) کبر قلب کے
مرضوں میں سب سے بُرا ہے۔ اس کے بارہ
میں حق تعالیٰ کے یہ ارشادات ہیں۔ عنقریب
پھیر دونگا اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو جو بنا
حق کے زمین پر تکبر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ
متکبر سرکش کے پورے دل پر اسی طرح مُہر
لگا دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ اور پیغمبروں سے فتح
مانگی اور نا امید و ناکام ہُوا ہر سرکش ضدی"
اور ارشاد ہے کہ" اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں
کو دوست نہیں رکھتا" اور حق تعالیٰ کا ارشاد
ہے کہ بیشک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت
سے وہ عنقریب داخل ہونگے جہنم میں ذلیل
ہو کر"
اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل
الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال
حبۃ من خردل من کبر ولا
یدخل النار من کان فی
قلبہ مثقال حبۃ من خردل
من ایمان وقال ابوہریرۃ
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ
الکبریاء ردائی والعظمۃ
ازاری فمن نازعنی واحداً
منہما القیتہ فی جہنم ولا
ابالی وقال صلی اللہ علیہ
وسلم بئس العبد عبد تجبر
واختال ونسی الکبیر المتعال
بئس العبد عبد غفل وسہی
ونسی المقابر والبلی بئس
العبد عبد عتی وبغی و
نسی المبدء والمنتہی و
قال صلی اللہ علیہ وسلم
اہل النار کل جعظری جواظ
مستکبر جماع مناع و
اہل الجنۃ الضعفاء المقلون

فصل فی آفات اللسان

اعلم

کہ جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا اور دوزخ میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریا (بڑائی) میری چادر ہے اور عظمت (بزرگی) میرا تہ بند ہے[1] پس جس شخص نے ان دونوں کے بارہ میں مجھ سے جھگڑا کیا تو اس کو میں دوزخ میں ڈال دونگا اور مجھے پرواہ نہ ہوگی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ برا ہے وہ بندہ جس نے سرکشی اور غرور کیا اور اس نے خداوند کبیر و برتر کو بھلا دیا اور برا ہے وہ بندہ جس نے غفلت برتی اور مقابر (گورستان) اور اپنے بوسیدہ ہونے کو بھول گیا اور برا ہے وہ بندہ جس نے گردن کشی اور بغاوت کی اور اپنے مبدأ اور منتہی کو بھلا دیا۔

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اہل نار یہ لوگ ہیں ہر ایک بدخو۔ اکڑنے والا متکبر۔ جمع کرنیوالا (شر کو) اور منع کرنیوالا (خیر سے) اور اہل جنت یہ لوگ ہیں ضعیف۔ درویش اور تھوڑی چیز پر قناعت کرنیوالے۔

(فصل آفات زبان کے بیان میں) جاننا

[1] یعنی یہ دونوں چیزیں میرے لئے خاص ہیں۔

Marfat.com

ان خطر اللسان عظیم و لا نجاۃ من خطرہ الا بالصمت فلذلک مدح الشرع الصمت فقال صلی اللہ علیہ وسلم من صمت نجا وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام الصمت حکم و قلیل فاعلہ ای حکمۃ و حزم وقال صلی اللہ علیہ وسلم من یتکفل لی بما بین لحییہ ورجلیہ اتکفل لہ بالجنۃ وقال صلی اللہ علیہ وسلم من وقی شر قبقبہ وذبذبہ ولقلقہ فقد وقی الشر کلہ القبقب ھو البطن والذبذب الفرج واللقلق اللسان فھذہ الشھوات الثلاث بھا یھلک اکثر الخلق.

الفحش والسب وبذاءۃ اللسان وھو مذموم و منھی عنہ و مصدرہ الخبث واللؤم

چاہیئے کہ زبان کا خطرہ بڑا ہے اور خاموشی کے بغیر اس خطرہ سے نجات کی کوئی راہ نہیں۔ اسی لیئے شرع شریف نے خاموشی کی تعریف فرمائی ہے۔

چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو چپ رہا وہ نجات یاب ہوا"! اور حضور اکرم فرماتے ہیں کہ "خاموشی دانائی ہے اور بہت ہی کم لوگ اس پر عمل پیرا ہیں" یعنی خاموشی میں بڑی حکمتیں اور دور اندیشیاں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو شخص اپنے دو جبڑوں اور دو ٹانگوں کے درمیانی اعضاء کا میرے لیئے ضامن بنتا ہے تو جنت کے لیئے میں اسکا ضامن ہوتا ہوں"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو اپنے قبقب اور ذبذب اور لقلق کے شر سے محفوظ رہا تو گویا وہ ساری برائیوں سے بچ گیا۔ قبقب پیٹ ہے۔ ذبذب اندام نہانی اور لقلق زبان ہے۔ انہی تین کی خواہشوں سے اکثر لوگ ہلاک ہوتے ہیں (خدا ہم کو ان کے شر سے بچا دے بحرمۃ سید انبیا و آلہ الامجاد)

(فحش۔ گالی بکنا۔ بکواس اور بدگوئی)
یہ سب چیزیں بری ہیں اور ان سے منع کیا گیا اور ان کا منبع خباثت نفس اور شامت طبع ہے

قال صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والفحش فان اللہ تعالیٰ لا یحب الفحش و لا التفحش وقال صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان و لا الفاحش ولا البذی و قال صلی اللہ علیہ وسلم الجنۃ حرام علی کل فاحش ان یدخلہا۔ اللعن مذموم للانسان والحیوان والجماد قال انس رضہ کان رجل یسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بعیر فلعن بعیرہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا عبد اللہ لا تسر معنا علی بعیر ملعون وقال ذلک انکارا علیہ وقال ابو الدرداء رضہ مالعن احد الارض الا قالت لعن اللہ اعصانا للہ الشعر فکلام حسنہ حسن و قبیحہ قبیح الا ان التجرد لہ مذموم المزاح اصلہ مذموم منھی عنہ الا قدرا یسیرا یستثنی منہ لان المزاح مطایبۃ و فیہ انبساط وطیب قلب

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "فحش سے بچو کہ اللہ تعالیٰ فحش اور تفحش (اپنی پردہ دری) کو پسند نہیں کرتا" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مومن لعن طعن کرنیوالا اور فاحش اور بدگو نہیں ہوتا" اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جنت ہر ایک فاحش شخص پر حرام ہے کہ اس میں داخل ہو سکے"

انسان حیوان اور جمادات سب پر لعنت کرنا بُرا ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک اونٹ پر سفر کر رہا تھا۔ اس نے اپنے اونٹ کو لعنت کی۔ اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا! ہمارے ساتھ ملعون اونٹ پر نہ چل۔ اس سے مقصد اس کو اس فعل سے روکنا تھا ابوالدرداء رضہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص جب زمین کو لعنت کرتا ہے تو زمین اس کے جواب میں کہتی ہے کہ ہم میں اللہ کی لعنت اسپر ہو جو اللہ کا زیادہ نافرمان ہے۔

(شعر کا بیان) شعر ایک کلام ہے اس میں جو اچھا ہو وہ بہتر ہے اور جو بُرا ہے وہ بُرا ہے مگر اسی کا ہو رہنا سخت ناپسندیدہ ہے۔"

(خوش طبعی) اصل میں بُری ہے۔ ہاں تھوڑی سی خوش طبعی اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس لئے کہ مزاح خوش طبعی ہی ہے جس سے قلب کو مسرت

Marfat.com

والمنهي عنه الافراط او المداومة عليه اما الافراط فيه فانه يورث كثرة الضحك وكثرة الضحك تميت القلب وتورث الضغينة في بعض الاحوال وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الرجل ليتكلم بالكلمة يضحك بها جلساءه يهوي بها في النار ابعد من الثريا. السخرية والاستهزاء وهذا محرم مهما كان مؤذيا كما قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا لا يسخر قوم من قوم عسى ان يكونوا خيرا منهم ولا نساء من نساء عسى ان يكن خيرا منهن ومعنى السخرية الاستهانة والتحقير على وجه يضحك منه. الكذب في القول واليمين وهو من قبائح الذنوب وفواحش العيوب قال النبي صلى الله عليه وسلم اياكم والكذب فانه مع الفجور وهما في النار

اور نشاط حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ جائز ہے اور جو ممنوع ہے۔ وہ افراط ہے یا ہمیشہ مداومت کرنا ہے۔ اسلئے کہ افراط کرنے سے ہنسی زیادہ ہوگی۔ اور زیادہ ہنسی سے قلب پر مُردگی چھا جاتی ہے۔ اور اس سے بعض اوقات کینہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسی باتیں کیا کرتا ہے جس سے اسکا مقصد ہمنشینوں کو ہنسانا ہی ہوتا ہے تو وہ اس کی وجہ سے آگ میں گھسیٹا جائیگا ثریا سے بھی زیادہ دور۔

(ٹھٹھا اور تمسخر) یہ بھی حرام ہیں جہاں کہ ان سے ایذا رسانی ہوتی ہو جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے ایمان والو! تمسخر نہ کیا کرے ایک قوم دوسری قوم سے کیا بعید ہے کہ وہ (جن پر ہنستے ہیں) بہتر ہوں ان (ہنسنے والوں) سے۔ اور نہ عورتیں تمسخر کریں دوسری عورتوں سے کیا عجب ہے کہ وہ بہتر ہوں ان سے"

اور سخریہ کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی اہانت کی جائے اور اس کو ذلیل کیا جائے۔ اس طرح سے کہ لوگ اس پر ہنسیں۔

(جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا) یہ بدترین گناہوں اور فاحش ترین عیبوں میں سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جھوٹ سے بچو کہ جھوٹ فجور کے ساتھ ملا ہوا ہے اور دونوں دوزخ میں لیجانے والے ہیں۔

Marfat.com

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الکذب باب من ابواب النفاق وقال صلی اللہ علیہ وسلم الکذب ینقص الرزق وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان التجار ھو الفجار فقیل یا رسول اللہ صلی اللہ الیس قد احل اللہ البیع قال نعم ولکنھم یحلفون فیاثمون ویحدثون فیکذبون وقال صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ نفر لا یکلمھم اللہ یوم القیٰمۃ ولا ینظر الیھم المنان بعطیۃ والمنفق سلعتہ بالحلف الفاجر والمسبل ازارہ۔ الغیبۃ قد نص اللہ تعالیٰ علے ذمھا فی کتابہ وشبہ صاحبھا باکل اللحم المیتۃ فقال تعالیٰ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جھوٹ ایک دروازہ ہے منافقی کے دروازوں میں سے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جھوٹ رزق کو گھٹاتا ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تجارت پیشہ لوگ فاسق ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو جائز نہیں فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا بیشک جائز فرمایا ہے لیکن یہ لوگ (بےضرورت) قسمیں کھاتے ہیں اور گنہگار ہوتے ہیں اور بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن بات نہ کریگا اور ان پر نظر رحمت نہ ڈالیگا ایک تو وہ جو کچھ دیکر احسان جتاتا ہو۔ اور ایک وہ جو جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی پونجی بیچتا ہو۔ اور تیسرا وہ جو اپنا تہ بند یا شلوار (حد شرعی سے) نیچے چھوڑ دیتا ہو (جو ٹخنہ کو ڈھانک لے)

(**غیبت**) حق تعالیٰ نے غیبت کی بُرائی کو اپنی کتاب قرآن مجید میں ظاہر فرمایا ہے اور غیبت کرنے کو مُردار کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "اور نہ غیبت کیا کرے تم میں سے ایک دوسرے کی۔ بھلا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ گوشت کھائے اپنے مرے ہوئے بھائی کا سو یہ تو تم مکروہ سمجھتے ہو"

Marfat.com

وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه والغيبة تتناول العرض وقال ابو برزة قال عليه السلام لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تناجشوا ولا تدابروا ولا يغتب بعضكم بعضا وكونوا عباد الله اخوانا وعن جابر وابي سعيد قالا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اياكم والغيبة فان الغيبة اشد من الزنا فان الرجل قد يزني ويتوب فيتوب الله عليه وان صاحب الغيبة لا يغفر له حتى يغفر له صاحبه وقال البراء رض خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اسمع العواتق في بيوتهن فقال يا معشر من آمن بلسانه ولم يؤمن بقلبه لا تغتابوا المسلمين ولا تتبعوا عوراتهم فانه من تتبع عورة اخيه

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان کی ہر ایک چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے یعنی اسکا خون اور اسکا مال اور اس کی آبرو اور غیبت آبرو ہی لے لیتی ہے۔ ابو برزہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "آپس میں حسد نہ کرو اور آپس میں بغض نہ رکھو اور بھاؤ نہ بڑھاؤ (یعنے بغیر ارادہ خریدنے کے تاکہ دوسرا نہ لے سکے) اور پس پشت باتیں نہ بناؤ۔ اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ اور اے بندگان خدا! آپس میں بھائی بھائی ہو کر رہو"۔

جابر اور ابو سعید رض سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم غیبت سے بچو کہ غیبت زناکاری سے بھی زیادہ سخت اور بری ہے۔ کیونکہ آدمی بعض وقت زنا کرتا ہے پھر توبہ کرلیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے اور غیبت کرنیوالے کو نہیں بخشا جاتا جبتک کہ جس کی غیبت کی گئی ہے وہ اسے نہ بخشدے"

براء رض کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ سنایا یہانتک کہ عورتوں نے اپنے گھروں میں سن لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ان لوگوں کی جماعت جو زبان سے ایمان لاچکے ہو لیکن دل سے ایمان نہیں لائے ہو (خطاب تھا منافقین کی طرف) مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو۔ اور انکی پوشیدہ باتوں کے پیچھے نہ پڑو۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے

Marfat.com

تتبع الله عورته ومن
تتبع الله عورته يفضحه في
جوف بيته. وقال جابر رض
كنا مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم في مسير فاتى
على قبرين يعذب صاحباهما
فقال انهما يعذبان و
ما يعذبان في كبير اما احدهما
فكان يغتاب الناس و
اما الآخر فكان لا يستنزه
من بوله فدعا بجريدة رطبة
او جريدتين فكسرهما
ثم امر بكل كسرة فغرست
على قبر وقال اما انه
سيهون من عذابهما
ما كانتا رطبتين او ما
لم ييبسا. النميمة قال
الله تعالى همّاز مشاء
بنميم ثم قال عتل
بعد ذلك زنيم
وقال عبد الله
بن مبارك الزنيم
ولد الزناء الذي
لا يكتم الحديث

بھائی کے پوشیدہ امور میں پڑیگا تو اللہ تعالی اسکی پوشیدہ باتوں میں پڑیگا اور جس کی پوشیدہ باتوں میں اللہ جل و علا پڑا تو اُسے گھر کے اندر بھی رسوا و خوار کر لیگا۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے۔ آپ ایک دو قبروں پر تشریف فرما ہوئے کہ جس میں مُردوں کو عذاب دیا جا رہا تھا حضورؐ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب تو دیا جا رہا ہے لیکن کسی بڑی بات میں نہیں (یعنی جسکو بڑی بات نہیں سمجھا جاتا) ان میں سے ایک تو ایسا تھا جو لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا۔ اور دوسرا اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے ایک سبز ٹہنی منگائی یا دو ٹہنیاں منگائیں اور ان دونوں کو توڑا پھر آپنے فرمایا کہ ہر ایک ٹہنی کے ٹکڑے کو ہر ایک قبر پہ گاڑ دیا جائے پس وہ گاڑ دی گئیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ جبتک ان ٹہنیوں میں تری باقی ہے۔ ان کے عذاب میں تخفیف اور آسانی ہوگی (یا یہ فرمایا کہ جبتک یہ خشک نہوں)

(**چغلی کھانا**) حق تعالی مقام ذم میں (ولید بن مغیرہ کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ طعنے دینے والا۔ چغلیاں کھانیوالا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ بدخو اور ان سب کے بعد زنیم (حرامزادہ) بھی ہے عبد اللہ ابن مبارک کہتے ہیں کہ زنیم ولد الزنا کو کہتے ہیں جو کسی بات کو نہ چھپائے۔ اور ان

Marfat.com

واشار بہ الی ان کل من لم یکتم الحدیث و مشی بالنمیمۃ دل علی انہ ولد الزنا۔ وقال تعالیٰ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ قیل الھمزۃ النمام وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ نمام وفی حدیث اٰخر لا یدخل الجنۃ قتات والقتات النمام وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان احبکم الی اللہ تعالیٰ احاسنکم خلقا الموطئون اکنافا الذین یألفون و یؤلفون وان ابغضکم الی اللہ تعالیٰ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاخوان الملتمسون للبراء العثرات وقال صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بشرارکم قالوا بلیٰ قال المشاؤن

تعالیٰ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو بات کو نہیں چھپاتا اور چغلیاں کھاتا رہتا ہے تو صفت اس کی اس بات کی طرف دلالت کرتی ہے کہ وہ ولدالزنا ہے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ویل (خرابی) ہے ہر ایک طعن چین اور ہمزہ (عیب جو) کے لئے۔ کہا گیا ہے کہ ہمزہ کے معنے چغلخور ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا"۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں قتات داخل نہیں ہوگا۔ اور قتات چغلخور کو کہتے ہیں۔ اور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ فرماتے ہیں کہ "تم میں سے محبوب ترین اللہ کو وہ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں اور اپنے پڑوسیوں کی تکلیف برداشت کرنیوالے ہیں۔ اور دوسروں سے محبت و الفت رکھتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ ان سے (انکی خوشخوئی کی وجہ سے) محبت رکھتے ہیں اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ لوگ ہیں چغلخوری کے درپے ہونیوالے بھائیوں اور دوستوں میں تفرقہ ڈالنے والے اور بے گناہوں کی چھوٹی لغزشوں کے پیچھے پڑنے والے۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کیا تم میں جو سب سے برا ہے وہ میں تمہیں بتلاؤں صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے

بالنمیمة المفسدون بین الاحبة الباغون للبراء العیب - التشبع اعلم ان اعظم المهلکات لابن ادم شهوة البطن فبها اُخرج ادم علیه السلام وحواء من دار القرار الی دار الذل والافتقار اذ نهیا عن الشجرة فغلبتهما شهوتهما حتی اکلا منها فبدت لهما سوأتهما والبطن علی التحقیق ینبوع الشهوات و منبت الادواء والآفات اذ یتبعها شهوة الفرج وشدة شهوة الطعام و النکاح شدة الرغبة فی الجاه والمال الذین هما وسیلة الی التوسع فی المنکوحات والمطعومات ثم یتبع استکثار المال والجاه انواع الرعونات وضروب المنافسات والمحاسدات ثم یتولد بینهما آفة الریاء

فرمایا چغلخوری کے درپے ہونے والے دوستوں میں فساد ڈالنے والے۔ پرہیزگاروں کا عیب ڈھونڈھنے والے ۔"

(شکم پُری) جاننا چاہیئے کہ مہلکات میں انسان کے لئے سب سے زیادہ ہلاک کرنے والی پیٹ کی خواہش ہے۔ اسی کے سبب حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام عالم راحت (جنت) سے اس ذلت و احتیاج کی دنیا میں نکالے گئے جبکہ ان دونوں کو ایک پیڑ کے قریب جانے سے روک دیا گیا تھا۔ تو ان پر ان کی خواہش نے غلبہ پایا یہاں تک کہ وہ اس سے کچھ کھا بیٹھے۔ پس کھل گئیں ان پر ان کی شرمگاہیں۔

اور پیٹ حقیقت میں سب خواہشوں کا سرچشمہ اور سب بیماریوں اور آفتوں کا منبع ہے۔ اسی کے بعد اندام نہانی کی خواہش بڑھتی ہیں اور مقاربت کی شہوت ہوتی ہے۔ مقاربت اور طعام کی خواہش کے بعد جاہ و جلال اور مال کی رغبت زور پکڑتی ہے۔ اس لئے کہ یہی دونوں مطعومات اور منکوحات میں عیاشی اور وسعت کے وسیلے ہیں۔ مال اور جاہ و جلال کے بڑھانے کے پیچھے طرح طرح کی رعونتیں اور خودآرائیاں اور حسد ظاہر ہوتے ہیں ان سے پھر ریاکی

دغائلة التفاخر والتكاثر و
الكبرياء ثم يتداعى ذلك
الى الحقد والحسد والعداوة
والبغضاء ثم يفضي ذلك
بصاحبه الى اقتحام البغي
والمنكر والفحشاء وكل
ذلك ثمرة اهمال المعدة
وما يتولد منها من بطر
الشبع والامتلاء ولو ذلل
العبد نفسه بالجوع وضيق
به مجاري الشيطان لا
ذعنت لطاعة الله عز و
جل ولم تسلك سبيل البطر
والطغيان

فضيلة الجوع

قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم جاهدوا
انفسكم بالجوع والعطش
فان الاجر في ذلك كاجر
المجاهد في سبيل الله
وانه ليس من عمل احب
الى الله من جوع وعطش
وقال ابن عباس قال النبي
صلى الله عليه وسلم لا يدخل
ملكوت السماء من ملاء بطنه

آفت اور فخر کی مصیبت نمودار ہوتی ہے اور بڑائی (تکبر) کی خرابی پیدا ہوتی ہے پھر یہ کینہ اور عداوت اور بغض کی طرف کھینچ لیجاتے ہیں۔ پھر یہ چیزیں اس کو سرکشی اور فسق و فجور تک پہونچا دیتی ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ سب نتیجے پیٹ کے ہی بسر خود چھوڑ دینے کے ہیں اور پیٹ بھرنے اور سیر ہونے سے یہ ساری خرابیاں اور نافرمانیاں صادر ہوتی ہیں اور اگر بندہ اپنے نفس کو بھوکا رکھکر ذلیل کرے اور اسپر شیطان کے راستے بند کردے تو یقیناً خداوند تعالے کی فرمانبرداری میں فروتنی برتے اور نافرمانی اور سرکشی پر جادہ پیما نہ ہوسکے۔

(**بھوک کی فضیلت**) حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنے نفس سے بھوک اور پیاس کی صورت میں مجاہدہ (جنگ) کرو اسکا اجر بھی ایسا ہے جیسا کہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کا اور خداوند تعالی کے نزدیک بھوک اور پیاس سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل نہیں۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنا پیٹ بھر لیا ہے وہ ملکوت السماء (عالم ارواح) میں داخل نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

وقیل یا رسول اللہ ای الناس افضل قال من قل مطعمہ وضحکہ ورضی بما یستر عورتہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سید الاعمال الجوع وذل النفس لباس الصوف قال ابوسعید الخدری قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا وکلوا واشربوا فی انصاف البطون فانہ جزء من النبوۃ وقال الحسن قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الفکر نصف العبادۃ وقلۃ الطعام ھو العبادۃ وقال الحسن ایضا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضلکم عند اللہ منزلۃ یوم القیمۃ اطولکم جوعا وتفکرا فی اللہ سبحانہ وابغضکم عند اللہ عز وجل یوم القیمۃ کل نؤم اکول شروب انتھی۔

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! لوگوں میں بہترین کون ہے آپ نے فرمایا کہ جس کا کھانا اور ہنسنا کم ہو۔ اور آپنے اتنے لباس پر کہ جس سے ستر عورت ہوسکے راضی و قانع ہو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب اعمال کی سردار بھوک ہے اور نفس کی ذلت اُونی کپڑے پہننے میں ہے (جو موٹے اور معمولی ہوں)

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پہنو اور کھاؤ اور پیو آدھے پیٹ میں کہ یہ صفت اجزاء نبوت میں سے ہے! اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فکر کرنا (صنع الٰہی میں) نصف عبادت ہے۔ اور کم کھانا پوری عبادت ہے۔

حضرت حسنؓ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ تم سب میں بہتر اور افضل از روئے مرتبہ کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہے جو تم سب سے زیادہ بھوکا رہتا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں فکر کیا کرتا ہو۔ اور تم سب میں بدترین اور مبغوض حق تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہے جو زیادہ سوتا ہو اور ڈٹ کر کھاتا ہو اور زیادہ پیتا ہو۔ انتہیٰ۔

Marfat.com

فصل فی المنجیات فاول منازلها التوبۃ فان التوبۃ عن الذنوب بالرجوع الی ستار العیوب و علام الغیوب مبدأ طریق السالکین و رأس مال الفائزین واول اقدام المریدین ومفتاح استقامۃ المائلین اعلموا انہ لا مبعد عن لقاء اللہ الا اتباع الشہوات و الانس بھذا العالم الفانی والاکباب علی حب مالابد من فراقہ قطعا ولا مقرب من لقاء اللہ الا قطع علاقۃ القلب عن زخرف ھذا العالم والاقبال بالکلیۃ علی اللہ طلبا للانس بہ بدوام ذکرہ وللمحبۃ لہ لمعرفۃ جلالہ وجمالہ علی قدر طاقتہ قال اللہ تعالی وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون وھذا امر علی العموم و قال اللہ تعالی یا ایھا الذین امنوا

(فصل نجات دہندہ امور کے بیان میں)

پہلی پہلی منزل منجیات (نجات دہندہ امور) میں توبہ کی ہے۔ اور گناہوں سے تائب ہو کر ستار العیوب اور علام الغیوب کی طرف رجوع کرنا ہی سالکین کے راستہ کی ابتدا ہے اور فائزین کا سرمایہ اور ارادت مندوں کا پہلا قدم اور برگشتگان کے استقامت کی کنجی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ دیدار الٰہی سے کوئی چیز محروم کرنیوالی نہیں مگر یہ باتیں۔ خواہشوں کا تابع ہونا۔ اس جہان فانی سے انس ومحبت، اور ان چیزوں کی محبت میں اوندھا ہو کر گر پڑنا۔ جن سے الگ رہنا ضروری ہے۔

اور لقاء الٰہی کی طرف قریب کرنیوالی کوئی چیز نہیں مگر یہ صفتیں۔ اس دنیا کی زیب وزینت سے قلب کے علاقے توڑ دینا اور ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا۔

اور اس کے انس وشفقت کی طلب میں اسکا ذکر کرتے رہنا اور اس کی محبت میں اس کے جلال وجمال کی معرفت میں بقدر اپنی طاقت کے مستغرق رہنا؛

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع (توبہ) کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور یہ حکم عام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے وہ لوگ جو تم ایمان

Marfat.com

توبوا الی الله توبۃ نصوحا و معنی النصوح الخالص لله تعالیٰ وقال تعالیٰ ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین وقال علیہ السلام التائب حبیب الله والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہ و قال رسول الله صلے الله علیہ وسلم لله افرح بتوبۃ العبد المومن من رجل نزل فی ارض دویۃ مھلکۃ معہ راحلتہ علیہا طعامہ وشرابہ فوضع راسہ فنام نومۃ فاستیقظ وقد ذھبت راحلتہ فطلبہا حتی اذا اشتدت علیہ الحر والعطش او ماشاء الله قال ارجع الی مکانی الذی کنت فیہ فانام حتی اموت فوضع راسہ علی ساعدہ لیموت فاستیقظ فاذا راحلتہ عندہ علیہا زادہ وشرابہ فالله تعالیٰ اشد فرحا بتوبۃ العبد المؤمن

لاپچکے ہو اللہ کی طرف توبہ کرو توبۃ النصوح۔ توبۃ النصوح وہ توبہ ہے جو خالص اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہو۔

اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالوں کو اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ توبہ کرنیوالا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اور گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے۔ جیساکہ اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ مؤمن بندہ کی توبہ سے اُس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو کسی ہولناک و ویران بیابان میں جارہا ہو اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو جسکے اوپر اس کے کھانے اور پینے کا سامان ہو۔ پھر اس نے اپنا سر رکھا اور تھوڑی دیر سوگیا پھر جب جاگا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری چلی گئی ہے۔ وہ اس کو ڈھونڈنے لگا یہانتک کہ گرمی تیز ہوگئی اور اس کو گرمی اور پیاس کی تکلیف نے سخت عاجز کیا تو کہنے لگا کہ اُسی جگہ چلکر پھر سوجاتا ہوں تاکہ وہاں ہی مرجاؤں۔ مرنے کے ارادہ سے وہ اپنی کلائی سر کے نیچے رکھکر سوگیا۔ جب بیدار ہوا تو اچانک دیکھتا ہے کہ اُس کی سواری موجود ہے جس پر سارا توشہ اور کھانے پینے کا سامان رکھا ہوا ہے تو حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے توبہ کرنے سے

Marfat.com

من هذا براحلته وفی بعض الالفاظ قال من شدة فرحه اذا اراد شکر الله انا ربك وانت عبدی

اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو اس شخص کو اپنی سواری دیکھتے وقت ہوئی ہوگی۔

بعض روایتوں کے الفاظ یہ ہیں کہ "اس شخص نے (اپنی سواری کو دیکھکر) جب حق تعالیٰ کے شکر کا ارادہ کیا تو غایت خوشی میں یوں کہہ بیٹھا کہ "اے اللہ میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے"

الصبر اعلم یا اخی ان الایمان نصفان نصف صبر ونصف شکر کما وردت به الاثار وهما ایضا وصفان من اوصاف الله تعالیٰ واسمان من اسمائه الحسنیٰ اذ سمّی نفسه صبورا و شکورا فالجهل بحقیقة الصبر والشکر جهل بکلا شطری الایمان وقد وصف الله تعالیٰ الصابرین باوصاف وذکر الصبر فی القرآن فی نیف وسبعین موضعا واضاف اکثر الدرجات والخیرات الی الصبر وجعلها ثمرة له فقال عز من قائل وجعلنا منهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا

صبر: اے عزیز جاننا چاہیئے کہ ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر ہے اور دوسرا حصہ شکر ہے جس طرح کہ احادیث میں وارد ہو چکا ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے دو صفتیں ہیں۔ اور اسمائے حسنیٰ میں سے دو نام ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام صبور اور شکور بتلایا ہے۔ صبر اور شکر کی حقیقت سے جاہل رہنا گویا ایمان کے دونوں حصوں سے جاہل رہنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صابرین کی بہت وصفیں بیان فرمائی ہیں اور قرآن مجید میں صبر کو کچھ اوپر ستر جگہ ذکر کیا ہے۔ اور اکثر مدارج سعادت اور نیکیوں کو صبر ہی کی طرف منسوب کیا ہے اور انکو صبر کا ثمرہ قرار دیا ہے"

چنانچہ حق جل وعلا کا ارشاد ہے کہ "اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے جبکہ انہوں نے صبر کیا۔

Marfat.com

وقال تعالیٰ وتمت کلمت ربك الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل بما صبروا وقال تعالیٰ ولنجزین الذین صبروا اجرهم بما کانوا یعملون وقال تعالیٰ اولئك یؤتون اجرهم مرتین بما صبروا وقال تعالیٰ انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب فما من قربة الا واجرها بتقدیر وحساب الا الصبر ولاجل کون الصوم من الصبر وانه نصف الایمان قال الله تعالیٰ الصوم لی وانا اجزی به وقال تعالیٰ واصبروا ان الله مع الصابرین وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصبر نصف الایمان وروی جابر رض انه سئل صلی الله علیه وسلم عن الایمان

اور حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ "اور پورا ہوا نیک وعدہ تمہارے رب کا بنی اسرائیل پر بسبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جن لوگوں نے صبر کیا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے ہم انکو ضرور اُسکا بدلہ اور عوض دینگے"۔

اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "یہی ہیں جنکو ان کا دُہرا اجر دیا جائیگا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا"۔

اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا فرمودہ ہے کہ بیشک صابرین کو انکا اجر بے حساب (بے اندازہ) دیا جائے گا۔

پس کوئی بھی عبادت سوائے صبر کے ایسی نہیں جسکا اجر اندازہ اور حساب سے نہ ہو اور اس سبب سے کہ روزہ صبر کے اقسام سے ہے بلکہ نصف ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کی جزا دونگا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "صبر کرو اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے"۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "صبر نصف ایمان ہے"۔

اور حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارہ میں

Marfat.com

فقال الصبر والسماحة وقال صلی اللہ علیہ وسلم الصبر کنز من کنوز الجنة وسئل مرة ما الایمان فقال الصبر وهذا یشبه قوله صلی اللہ علیہ وسلم الحج عرفة وقد وجد فی رسالة عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الی ابی موسی الاشعری علیك بالصبر واعلم ان الصبر صبران احدهما افضل من الآخر الصبر فی المصیبات حسن و افضل منه الصبر عما حرمه اللہ تعالی واعلم ان الصبر ملاك الایمان و ذلك بان التقوی افضل البر والتقوی بالصبر

الشکر قال اللہ تعالی فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون وقال تعالی ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم وقال وسنجزی الشاکرین

پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ "ایمان صبر اور جوانمردی ہے"۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے"۔ اور ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپنے فرمایا کہ "صبر ہے"۔

یہ آپکے اس قول کے مشابہ ہے کہ "حج عرفہ ہے"۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط میں جو ابوموسیٰ اشعری کو لکھا گیا تھا یہ پایا گیا ہے کہ "صبر کو لازم پکڑو"۔

جاننا چاہیے کہ صبر دو قسم پر ہے ایک قسم ان میں سے دوسرے سے افضل ہے۔ ایک مصیبتوں میں صبر کرنا ہے۔ یہ بھی اچھا ہے۔ لیکن اس سے افضل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی کل حرام کی ہوئی چیزوں سے کیا جائے"۔

اور جاننا چاہیے کہ صبر ایمان کی جڑ ہے یہ اسلئے کہ تقویٰ سب نیکیوں سے افضل ہے اور تقوےٰ صبر ہی سے ہوتا ہے"۔

شکر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "پس تم یاد رکھو مجھکو میں یاد رکھونگا تم کو اور میرا احسان مانو اور ناشکری نہ کرو"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تم کو عذاب دیکر اللہ کیا کریگا اگر تم شکر کرو اور ایمان پر قائم رہو"۔ اور فرماتا ہے کہ "ہم جزا (خیر) دینگے شکر

وقال تعالیٰ اخبارا عن ابلیس اللعین لاقعدن لہم صراطک المستقیم قیل ھو طریق الشکر ولعلو مرتبۃ الشکر طعن اللعین فی الخلق فقال ولا تجد اکثرھم شاکرین وقال تعالیٰ وقلیل من عبادی الشکور وقال تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم ولم یستثن فیہ کما استثنی فی قولہ ویرزق من یشاء بغیر حساب وقال ویغفر مادون ذلک لمن یشاء وقال صلی اللہ علیہ وسلم الطاعم الشاکر بمنزلۃ الصائم الصابر ولما قام صلی اللہ علیہ وسلم طول اللیلۃ یبکی قالت لہ عائشۃ رض ما یبکیک وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال فلا اکون عبدا شکورا الحدیث قال اللہ

کرنیوالوں کو"

اور حق تعالیٰ نے ابلیس لعین کی خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ (وہ کہتا ہے کہ) میں بھی ضرور بیٹھونگا (انکی تاک میں) تیری سیدھی راہ پر" کہا گیا ہے کہ وہ راہ شکر ہی کی ہے" اور شکر کے بلند مرتبے کے سبب شیطان لعین نے بھی باریتعالیٰ کی خلقت [illegible] میں اسطرح طعنہ دیا کہ تو نہ پائیگا اکثر [illegible] کو شکر گذار"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ" میرے بندوں میں شکر گذار بہت تھوڑے ہیں" اور ارشاد ہے کہ" اگر تم شکر بجا [illegible] تو میں تمہیں بڑھا دونگا" اس ارشاد میں کوئی استثنا نہ فرمائی جیسا کہ اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ اور ارشاد ہے کہ بخشیگا اس کے علاوہ جس کو چاہے" کہ ان میں استثنا ہے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شکر گذار کھانے والا صابر روزہ دار کے برابر ہے"

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ ساری رات اٹھکر روتے رہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رض نے عرض کیا کہ آپکو کونسی چیز رلا رہی ہے آپکے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں تو حضور نے فرمایا کہ: کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

Marfat.com

تعالیٰ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها اعلم ان نعم الله تعالیٰ علیك لیست مما یحصی ولو ذكرنا من نعم الله التی بها قوام بدنك من كیفیة احتیاج الكبد الی القلب والدماغ واحتیاج كل واحد من هذه الاعضاء الرئیسة الی صاحبه وكیفیة انشعاب العروق الضوارب من القلب الی سائر البدن وبواسطتها یصل الغذاء ثم كیفیة تركب الاعضاء وعدد عظامها وعضلاتها وعروقها واوتارها ورباطاتها وغضاریفها ورطوباتها لطال الكلام و كل ذلك محتاج الیه للاكل ولا سیما ... بل فی الآدمی الآف من العضلات والعروق والاعضاء مختلفة بالصغر والكبر والدقة والغلظ وكثرة الانقسام وقلته ولا شیٔ منها الا وفیه حكمة او اثنان او ثلاث او اربع الی عشر

کہ "اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنوگے تو شمار نہ کر سکوگے"
جاننا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ کی نعمتیں بندہ پر اس قدر ہیں جو حساب و شمار میں نہیں آ سکتیں اور اگر ہم صرف اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے وہ ذکر کریں جن سے انسان کا بدن قائم ہے تو بھی بیان نہ کر سکیں۔ مثلاً یہ کہ جگر کو قلب اور دماغ کی طرف کیسا احتیاج ہے اور ان اعضائے رئیسہ میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف کیسے محتاج ہے اور پھڑکنے والی رگیں (شرائین) قلب سے پھوٹ کر اور شاخ درشاخ ہو کر سارے بدن میں کیسے پھیل گئی ہیں اور ان کے واسطے سے غذا کیسے پہونچتی ہے اور اعضا کی ساخت و ترکیب کس طرح ہوئی ہے اور ہڈیاں اور مچھلیاں۔ رگیں اور تانتیں اور بندن اور چینی ہڈیاں اور رطوبتیں کتنی اور کیسی ہیں۔ اگر ان کی تفصیل کی جائیگی تو کلام بہت طویل ہو جائیگا اور ان سب چیزوں کی طرف انسان کھانے اور بہت سی باتوں کے بارہ میں نہایت محتاج ہے بلکہ انسان میں ہزاروں مچھلیاں اور رگیں اور پٹھے چھوٹائی اور بڑائی اور پتلے پن اور موٹائی میں مختلف موجود ہیں اور ان کے اقسام بھی بعض کے زیادہ اور بعض کے کم ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک چھوٹی سی چیز بھی ایسی نہیں کہ جس میں ایک یا دو یا تین یا چار دس تک بلکہ

وزیادہ وکل ذلک نعم من اللہ تعالٰی علیک و لو سکن من جملتہا عرق متحرک او تحرک عرق ساکن لھلکت یا مسکین فانظر الی نعم اللہ تعالٰی علیک اولا لتقوی بعدھا علی الشکر فانک لا تعرف من نعمۃ اللہ سبحانہ الا الاکل وھو اخسہا ثم لا تعرف منہا الا انک تجوع فتاکل والحمار ایضا یعلم انہ یجوع فیاکل ویتعب فینام ویشتہی فیجامع ویستنھض فینھض ویرمح فاذا لم تعرف انت من نفسک الا ما یعرفہ الحمار فکیف تقوم بشکر نعمۃ اللہ علیک وھذا الذی نرمزنا الیہ علی الایجاز قطرۃ من بحر واحد من بحار نعم اللہ فقط فاذکر قولہ تعالٰی وان تعدوا

اس سے بھی زیادہ حکمتیں اور فائدے موجود ہوں اور یہ سب تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ اگر ان سب میں سے ایک بھی ہلتی ہوئی رگ ٹھیر جائے یا ایک بھی ساکن رگ متحرک ہو جائے تو بیچارے انسان کی جان پر آبنے۔

پس پہلے پہل حق تعالیٰ کی نعمتوں کی طرف نظر غور سے دیکھو تاکہ پھر اچھی طرح شکر ادا کر سکو مگر تم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے اور کسی کو نہیں جانتے۔ جانتے ہو تو صرف کھانے ہی کو حالانکہ یہ سب سے خسیس تر ہے۔ اور اگر کچھ جانتے ہو تو بس یہی کہ جب بھوکے ہوتے ہو تو کھانے لگتے ہو۔ اتنا تو گدھا بھی جانتا ہے کہ بھوک کے بعد کھایا جاتا ہے۔ اور جب تھک جاتا ہے تو سو جاتا ہے اور جب شہوت ہوتی ہے تو جماع کرتا ہے اور اٹھنا چاہتا ہے تو اٹھ جاتا ہے اور دولتیاں مارنے لگتا ہے تو تم بھی جب اپنے نفس سے اتنا جانتے ہو جتنا کہ گدھا جانتا ہے تو خود ہی کہو کہ اللہ تعالیٰ کی ان بیشمار نعمتوں کی شکر گذاری کیسے کر سکتے ہو جن کی طرف نہایت اختصار سے ابھی ہم نے اشارہ کیا ہے یہ گویا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دریاؤں میں سے ایک دریا کا ایک قطرہ لیا گیا ہے۔ اب تم اللہ تعالیٰ کے قول کو یاد کر کے تصدیق کرو کہ بیشک اس کا ارشاد ہے کہ "اگر تم اللہ کی نعمتیں گننے لگو تو

نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ انتھی وقد اطلنا الکلام فی ھذا ولیس مرادنا منہ استیعاب نعم اللہ تعالیٰ فی بدن العبد بل المراد التیقظ وتجدد الشکر فی کل لحظۃ وان اردت التفصیل فعلیک باحیاء علوم الدین۔ الخوف والرجا قال اللہ تعالیٰ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ فحرم اصل الیاس وقال صلے اللہ علیہ وسلم لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ تعالیٰ وقال صلے اللہ علیہ وسلم یقول اللہ عز وجل انا عند ظن عبدی بی فلیظن بی ما شاء ودخل صلی اللہ علیہ وسلم علی رجل وھو فی النزع فقال کیف تجدک فقال احدنی اخاف ذنوبی وارجو رحمۃ ربی فقال علیہ اللہ علیہ وسلم

شمار میں نہ لا سکو" (انتہیٰ) اس بارہ میں جو ہم نے کلام کو طوالت دی ہے اس سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ خداوند تعالیٰ کی ساری وہ نعمتیں جو بدن انسان میں ہیں ہم نے اپنے بیان میں گھیر لی ہیں۔ بلکہ مراد خواب غفلت سے بیدار کرنا اور چونکانا ہے اور شکر الٰہی کو ہر لحظہ دُہرانے اور تازہ کرنے کے لئے اتنا کہا گیا ہے۔ اگر تم زیادہ تفصیل چاہو تو کتاب احیاء العلوم دیکھو۔

(خوف اور امید کے بیان میں)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ" اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا حرام ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اچھا گمان رکھتا ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق جل و علا کا ارشاد ہے کہ" میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں پس گمان رکھے مجھ پر جیسا چاہے"

اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس حالت نزع میں تشریف لیگئے آپ نے فرمایا کہ اپنے کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے تئیں ایسا پاتا ہوں کہ اپنے گناہوں سے تو ڈر رہا ہوں اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ

ما اجتمعا فی قلب عبد فی ھذا الموطن الا اعطاہ اللہ ما رجاوامنہ مما یخاف و مما ورد فی الرجاء خارج عن الحصر اما الآیات فقد قال تعالیٰ قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔ وفی قراءۃ قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یبالی انہ ھو الغفور الرحیم وقال تعالیٰ والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض واخبر تعالیٰ ان النار اعدھا لاعداء اللہ وانما خوف بھا اولیاءہ فقال لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل ذلک

وسلم نے فرمایا کہ ایسے وقت میں دو باتیں کسی بندے کے قلب میں جمع نہ ہونگی مگر خداوند تعالیٰ اس کو عطا کردیگا وہ چیزیں جس کی وہ امید رکھتا تھا اور امن میں رکھیگا اسے ان چیزوں سے جن سے وہ ڈرتا تھا۔ رجاء (امید) کے بارہ میں اتنی آیتیں اور حدیثیں وارد ہوچکی ہیں جنکا حصر نہیں کیا جاسکتا بعض آیتیں لکھی جاتی ہیں۔ آیۃ شریفہ (کہہ دو اے نبیؐ) اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے۔ کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیگا واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ اور ایک قرأۃ میں ہے کہ حضورؐ نے اسطرح پڑھا کہ: "ولا یبالی" یعنے اسے کوئی پرواہ نہیں (اگر وہ سب گناہ بخشدے) بیشک وہ غفور رحیم ہے"۔

اور ارشاد ہے کہ "فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش اور معافی مانگتے ہیں زمین کے رہنے والوں کے لئے" اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آگ (دوزخ) کو اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے تیار کیا ہے اور اپنے اولیاء (دوست بندوں) کو تو صرف اس سے ڈرایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ان کے لئے (دوزخیوں کے لئے) اُن کے اوپر سے آگ کے سائبان ہیں اور ان کے نیچے سے بھی شل

Marfat.com

يخوف الله به عباده وقال تعالیٰ واتقوا النار التی اعدت للکافرین وروی ابو موسیٰ عنه صلی الله علیه وسلم انه قال امتی امة مرحومة لا عذاب علیها فی الآخرة عجل الله عقابها فی الدنیا الزلازل والفتن فاذا کان یوم القیمة دفع الی کل رجل من امتی رجل من اهل الکتاب فقیل هذا فداءك من النار ۔ وروی انس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم سأل ربه فی ذنوب امته فقال یا رب اجعل حسابهم الیّ لئلا یطلع علی مساویهم غیری فاوحی الله تعالیٰ الیه هم امتك وهم عبادی وانا ارحم بهم منك لا اجعل حسابهم الی غیری لئلا تنظر الی مساوی امتك

سائبان کے ۔ یہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو ۔

اور ارشاد الٰہی ہے کہ ڈرو اس آگ سے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے "۔

ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت بخشی ہوئی امت ہے ۔ اس پر آخرت میں کوئی عذاب نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا عقاب یہیں دنیا میں بھیجدیا ہے یعنی فتنے اور زلزلے ۔ پس جبکہ قیامت کا دن ہوگا ۔ تو میری امت سے ہر ایک شخص کو ایک شخص اہل کتاب میں سے دیدیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ یہ دوزخ سے بچاؤ کے لئے تمہارا فدیہ ہے "۔

حضرت انس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے اپنی امت کے بارہ میں اپنے رب سے سوال کیا ۔ اس طرح سے کہ فرمایا کہ " اے میرے پروردگار ! ان کا (میری امت کا) حساب وکتاب مجھے ہی سپرد کیا جائے تاکہ کوئی اور ان کی برائیوں سے مطلع نہ ہوسکے " تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ " اگر وہ امت تمہاری ہے تو بندے میرے ہیں اور میں تم سے زیادہ ان پر رحیم اور کریم ہوں ۔ میں اپنے ماسوا کسی کے حوالے ان کا حساب نہیں کرتا تاکہ آپ پر ظاہر ... ہوئی ... کی برائیوں

ولا غیرك وقال صلی الله علیه وسلم حیاتی خیر لکم وموتی خیر لکم اما حیاتی فاسن لکم السنن واشرع لکم الشرائع واما موتی فان اعمالکم تعرض علی فما رایت منها حسنا حمدت الله علیه وما رایت منها سیئا استغفرت الله لکم۔ الخوف فما ورد فی فضائل الخوف خارج عن الحصر وناهیك دلالة علی فضیلته جمع الله تعالی للخائفین الهدی والرحمة والعلم والرضوان وهی مجامع مقامات الجنان قال الله تعالی وهدی ورحمة للذین هم لربهم یرهبون وقال تعالی انما یخشی الله من عباده العلماء وصفهم بالعلم لخشیتهم وقال عز وجل رضی الله عنهم ورضوا عنه ذلك لمن خشی ربه۔

کو نہ دیکھ سکے "

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ حیات تو یوں کہ میں تمہارے لئے فوز و فلاح کے طریقے اور سنتیں مقرر کرتا ہوں اور تمہارے لئے شریعت بناتا ہوں۔ اور موت یوں کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں پس ان میں جو نیک اچھا دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ کی حمد کرتا ہوں۔ اور جو برا نظر آتا ہے۔ تو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی طلب کرتا ہوں "

(**خوف**) خوف کے فضائل اس کثرت سے وارد ہو چکے ہیں جن کا حصر نہیں کیا جا سکتا اور فضیلت خوف میں اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خوف رکھنے والوں کے لئے یہ ساری فضیلتیں جمع فرما دی ہیں۔ یعنی ہدایت، رحمت، علم اور اپنی خوشنودی اور یہی باتیں مقامات جنت کو لے لینے والی ہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ (کلام مجید) ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں "

اور ارشاد الٰہی ہے کہ اللہ کے بندوں میں اس سے (اللہ سے) علما ہی ڈرتے ہیں " انکو خوف و خشیت کے سبب ہی وصف علم سے ممتاز فرمایا۔

وثمرة الخوف الورع والتقوى ولا يخفى ما ورد في فضائلهما حتى ان العاقبة صارت موسومة بالتقوى مخصوصة بها كما صار الحمد مخصوصا بالله تعالى و الصلوة برسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يقال الحمد لله رب العلمين و العاقبة للمتقين و الصلوة على سيدنا محمد صلى الله عليه واله اجمعين وقد خصص الله تعالى التقوى بالاضافة الى نفسه فقال تعالى لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم و انما التقوى عبارة عن كف مقتضى الخوف كما سبق ولذلك قال

اور حق جل وعلا کا ارشاد ہے کہ "اللہ ان سے راضی رہیگا اور وہ اللہ سے راضی رہیں گے۔ یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے"

خوف کا ثمرہ پرہیزگاری اور تقوی ہے اور ان کی فضیلت میں جو وارد ہو چکا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ یہانتک کہ آخرت کا نام ہی تقوی پڑ گیا ہے اور تقوی کے ساتھ مخصوص ہوگئی ہے جسطرح سے کہ "حمد" اللہ تعالی کے ساتھ اور "صلوۃ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہوگئی ہیں۔

چنانچہ کہا جاتا ہے کہ حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو پروردگار ہے تمام جہان کا اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے اور صلوۃ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر ہو۔ اور حق سبحانہ و تعالی نے تقوی کو اپنی طرف نسبت دیکر خاص فرما لیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "اللہ کو انکے (قربانی کے جانوروں کے) گوشت یا ان کے خون نہیں پہونچتے لیکن اس کو تمہارا تقوی پہونچتا ہے۔

اور تقوی رک جانے سے عبارت ہے کہ جو خوف کا مقتضی ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے اور اسی وجہ سے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ تم سب میں اللہ کے نزدیک معزز و مکرم وہ ہے

Marfat.com

الله تعالیٰ ان اکرمکم عند
الله اتقکم و لذلک وصی
الله تعالیٰ الاولین والاخرین
بالتقوی فقال تعالیٰ ولقد
وصّینا الذین اوتوا
الکتٰب من قبلکم وایاکم
ان اتقوا الله وقال عز و
جل وخافون ان کنتم
مؤمنین وقال رسول الله
صلی الله علیه وسلم فی
فضیلة التقوی اذا جمع
الله الاولین والاخرین
لمیقات یوم معلوم فاذا
هم بصوت یسمع اقصاهم
کما یسمع ادناهم فیقول
یا ایها الناس انی قد انصت
لکم منذ خلقتکم الی یومکم
هذا فانصتوا الی الیوم انما
هی اعمالکم ترد علیکم ایها الناس
انی قد جعلت نسبًا وجعلتم
نسبًا فوضعتم نسبی ورفعتم نسبکم قلت
ان اکرمکم عند الله اتقکم
وابیتم الا ان تقولوا فلان ابن
فلان و فلان اغنی من

جو تم میں زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔" اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کو تقویٰ کی وصیت فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ "ہم نے وصیت کی تھی ان لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دیگئی ہے۔ اور تم کو بھی (وصیت کی جاتی ہے) اس بات کی کہ اللہ سے ڈرو۔"

اور فرمایا کہ "مجھ ہی سے ڈرو اگر تم مومن ہو"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تقویٰ کی فضیلت میں۔ کہ جبکہ خداوند تعالیٰ اولین و آخرین کو قیامت کے دن اکٹھا کریگا۔ تو وہ ایک ایسا آواز سنیں گے کہ قریب و بعید سب کو سننے میں یکساں ہوگا۔

پھر خداوند تعالیٰ فرمائیگا کہ اے لوگو جب سے میں نے تم کو پیدا کیا ہے آج تک میں تم سے خاموش رہا ہوں۔ تو آج تم میرے لئے خاموش رہو۔ تاکہ تمہارے اعمال تمہارے سامنے پیش کئے جائیں۔

اے لوگو! ایک نسب میں نے بنایا تھا اور ایک تم نے مقرر کیا تھا۔ تو تم نے میرے نسب کو پست کیا اور اپنے گھڑے ہوئے نسب کو بلند کردیا میں نے تو یہ کہا تھا کہ تم میں زیادہ مکرم اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے اور تم نے اسکا انکار کردیا اور کہنے لگے کہ فلاں فلانے کا بیٹا ہے۔ اور فلاں فلانے سے زیادہ

Marfat.com

فلان فالیوم اضع نسبکم وارفع نسبی این المتقون فیرفع للقوم لواء فیتبع القوم لواءهم الی منازلهم فیدخلون الجنة بغیر حساب وقال علیه الصلوة والسلام راس الحکمة مخافة الله وقال علیه الصلوة والسلام لابن مسعود ان اردت ان تلقانی فاکثر من الخوف بعدی وقال الفضیل من خاف الله دله الخوف علی کل خیر وقال الشبلی رح ماخفت الله یوما الا رایت له بابا من الحکمة والعبرة ما رایته قط ۔ وقال یحیی بن معاذ ما من مؤمن یعمل سیئة الا ویلحقها حسنتان خوف العقاب و رجاء العفو کثعلب بین الاسدین

غنی ہے پس آج میں تمہارے نسب کو پست کرتا ہوں اور اپنے مقرر کئے ہوئے نسب کو بلند کرتا ہوں ۔ کہاں ہیں پرہیزگار! (کہکر پکارا جائیگا) پھر اس قوم کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائیگا یہانتک کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے اپنے منزلوں کو پہنچینگے اور جنت میں بغیر حساب وکتاب داخل ہونگے "۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حکمت کا سر اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود کو فرمایا تھا کہ "اگر تمہیں ارادہ ہے کہ مجھ سے ملو تو میرے بعد زیادہ خائف رہو۔

حضرت فضیل رح کہتے ہیں کہ "جو اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ خوف ہی اس کو سب نیکیوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے "۔

اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "میں اللہ تعالیٰ سے جس دن ڈرا تو اس دن میں نے ایک ایسا دروازہ حکمت اور عبرت کا کھلا پایا کہ میں نے اسے کبھی نہ دیکھا تھا"۔

اور حضرت یحیی ابن معاذ کہتے ہیں کہ کوئی مومن کسی برائی کا ارتکاب نہیں کرتا مگر یہ کہ اسکے بعد دو نیکیاں اس کو لاحق ہوتی ہیں (۱) عقاب کا خوف (۲) عفو کی امید جس طرح سے کہ ایک لومڑی دو شیروں کے درمیان گھری ہوئی ہو۔

Marfat.com

وكذلك ما ورد في فضائل الذكر لا يخفى وقد جعل مخصوصا بالخائفين فقال سيذكر من يخشى وقال تعالى ولمن خاف مقام ربه جنتان وقال صلى الله عليه وسلم قال الله عز وجل وعزتي لا اجمع على عبدي خوفين ولا اجمع له امنين فان امنني في الدنيا اخفته يوم القيمة واذا اخافني في الدنيا امنته يوم القيمة وقال صلى الله عليه وسلم من خاف الله تعالى خافه كل شيء ومن خاف غير الله خوفه الله من كل شيء الزهد والفقر قال الله تعالى للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم الاية وقال تعالى للفقراء الذين

اسی طرح سے ذکر الٰہی کی اتنی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں اور ذکر کو خائفین ہی کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "ذکر وہی کریگا جو اللہ سے ڈرتا ہے" اور ارشاد ہے کہ "جو اپنے رب کے سامنے (بروز حشر) کھڑے ہونے سے ڈرے اُسے دو باغ عطا ہونگے"۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اپنے بندے پر دو خوف جمع نہ کرونگا۔ اسی طرح سے دو امن بھی جمع نہ کرونگا۔ اگر دنیا میں وہ مجھ سے بےخوف رہے تو قیامت کے دن میں اسے ڈراؤنگا اور اگر دنیا میں وہ مجھ سے خوف میں رہے تو قیامت کے دن اس کو بےخوف اور امن میں رکھونگا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر ایک چیز ڈرتی ہے۔ اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز سے ڈراتا ہے"۔

(زہد اور فقر کے بیان میں) حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "(مال فئ) ان فقیروں اور محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے ہیں (انکی صفتیں بیان فرمانے کے بعد کہا گیا ہے کہ "یہی لوگ سچے ہیں"
اور ارشاد ہے کہ "(حق) ان فقیر اور نادار لوں

احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض ساق الکلام فی معرض المدح ثم قدم وصفہم بالفقر علی وصفہم بالہجرۃ والاحصار و روی عبد اللہ بن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاصحابہ ای الناس خیر فقالوا موسر من المال یعطی حق اللہ من نفسہ ومالہ فقال نعم الرجل ھذا و لیس بہ قالوا فمن خیر الناس یا رسول اللہ فقال فقیر یعطی جہدہ و قال علیہ الصلوۃ والسلام لبلال الق اللہ فقیرا ولا تلقہ غنیا وقال صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب الفقیر المتعفف ابا العیال و فی الخبر المشہور یدخل فقراء امتی الجنۃ قبل اغنیاءہا بخمس مأۃ عام وفی حدیث اخر باربعین

کا ہے جو اللہ کی راہ میں (دشمنوں کے نرغے میں) گھرے ہوئے ہیں جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ کلام مقام مدح میں ارشاد فرمایا ہے۔ پھر خاص ان کے فقر کی صفت کو ہجرت اور احصار (گھرے ہوئے ہونے) کی صفتوں سے مقدم رکھا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ "لوگوں میں کون بہتر ہے؟" انہوں نے عرض کیا کہ وہ مالدار جو اللہ تعالیٰ کا حق اپنی جان ومال سے ادا کرتا ہو"

حضورؐ نے فرمایا کہ "یہ آدمی بھی اچھا ہے لیکن اس سے بھی بڑھکر بتلاؤ" انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! پھر کون بہتر ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ فقیر جو (اللہ کی راہ میں) رنج اٹھاتا ہو اور کوشش کرتا ہو"۔

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو فرمایا تھا کہ "خدا سے فقیری کی حالت میں ملو غنی ہو کر نہ ملو" اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ فقیر کو دوست رکھتا ہے جو پرہیزگار رہو اور جو بال بچوں والا ہو" اور ایک مشہور حدیث میں ہے کہ میری امت کے فقراء مالداروں سے پانچسو برس پہلے جنت میں داخل ہونگے۔ اور ایک دوسری حدیث میں چالیس

Marfat.com

خزیفا وقال تعالیٰ فخرج علی قومہ فی زینتہ الی قولہ تعالیٰ وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن فنسب الزھد الی العلماء ووصف اھلہ بالعلم وھو غایۃ الثناء وقال تعالیٰ اولئک یؤتون اجرھم مرتین بما صبروا وقال تعالیٰ من کان یرید حرث الاٰخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا وما لہ فی الاٰخرۃ من نصیب

واعلم

ان حب الدنیا من المھلکات

وبغض الدنیا من المنجیات وھو المعنی بالزھد وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح

سال آیا ہے۔

اور حق تعالیٰ نے قارون کے قصہ میں فرمایا ہے کہ "غرض یہ کہ قارون نکلا اپنی قوم پر اپنی آرائش میں لگے کہنے وہ لوگ جو دنیا کی زندگی کے مالک تھے کہ اے کاش! ہم کو بھی ملا ہوتا جیسا قارون کو ملا ہے بیشک وہ بڑا صاحب نصیب ہے اور کہا اُن لوگوں نے جن کو علم عطا کیا گیا تھا کہ وائے تم پر! اللہ کا ثواب بہتر ہے اُس کے لئے جو ایمان لایا اور نیک اعمال کئے۔ اور یہ بات اُنہی کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر کرنیوالے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے زہد کی نسبت علماء کی طرف فرمائی ہے اور زاہدوں کو وصف علم سے ممتاز فرمایا ہے اور یہ انتہائی تعریف ہے۔

اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہی ہیں جن کو انکا اجر دُھرا دیا جائیگا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا" اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جو شخص طالب ہو آخرت کی کھیتی کا بڑھا دینگے ہم اُس کے لئے اُس کھیتی میں۔ اور جو طالب ہو دنیا کی کھیتی کا ہم اس کو دیدینگے کچھ اسمیں سے اور اسکا آخرت میں کچھ حصہ نہیں"

اور جاننا چاہیئے کہ دنیا کی محبت مُہلکات میں سے ہے اور دنیا کا بغض نجات دینے والے امور میں سے ہے اور یہی معنی ہیں زہد کے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو شخص

Marfat.com

وهمه الدنيا شتت الله عليه امره وفرق عليه ضيعته وجعل فقره بين عينيه ولو يأته من الدنيا الا ما كتب الله له ومن اصبح وهمه الآخرة جمع الله له همته وحفظ عليه ضيعته وجعل غناه في قلبه واتته الدنيا وهي راغمة۔

صبح کو اس حال میں اٹھتا ہے کہ اُسے دنیا کا فکر لگا ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے کام کو پراگندہ کردیتا ہے۔ اور اُس کے روزگار اور پیشہ کو تباہ کردیتا ہے اور افلاس و احتیاج سے اس کو دوچار کردیتا ہے اور پھر بھی دنیا میں سے اس سے زائد تو اُسے ملنے کا نہیں جو اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے اور جو شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کو آخرت ہی کا خیال اور فکر دامنگیر اور پیش نظر ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے مشکلات کو آسان کردیتا ہے اور اس کے روزگار و پیشہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس کے قلب کو غنی بنا دیتا ہے۔ اور دنیا بھی خوار ہوکر اس کے پاس کھنچی چلی آتی ہے۔

التوكل

قال الله تعالےٰ في مدحه وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مؤمنين وقال عز وجل وعلى الله فليتوكل المتوكلون وقال الله تعالى ومن يتوكل على الله فهو حسبه وقال تعالى ان الله يحب المتوكلين وعظم بمقام موسوم

توکل کے بیان میں

۔ اللہ تعالےٰ توکل کی مدح میں فرماتا ہے کہ "اگر تم مؤمن ہو تو اللہ ہی پر توکل کرو" اور فرمایا کہ "اللہ ہی پر توکل کریں توکل کرنے والے" اور فرمایا ہے کہ "جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ ہی اسکو کافی ہے" اور حق جل وعلا فرماتا ہے کہ "اللہ تعالےٰ توکل رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے" اور اس مقام و مرتبے کو بہت ہی بڑا سمجھنا چاہئے۔ کہ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ اس مقام

Marfat.com

بمحبۃ اللہ تعالیٰ صاحب ومضمون بکفایۃ اللہ تعالیٰ ملابسہ لمن اللہ تعالے حسبہ وکافیہ ومحبہ ومراعیہ فقد فاز الفوز العظیم فان المحبوب لا یعذب ولا یبعد ولا یحجب وقال تعالے الیس اللہ بکاف عبدہ فطالب الکفایۃ من غیرہ ھو التارک للتوکل و ھو المکذب لھذہ الآیۃ وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیما رواہ ابن مسعود رایت الامم فی الموسم فرأیت امتی قد ملئوا السھل والجبل فاعجبتنی کثرتھم و ھیئتھم فقیل لی ارضیت قلت نعم قیل ومع ھؤلاء سبعون الفا یدخلون الجنۃ بغیر حساب قیل من ھم یا رسول

والے سے محبت کرتا ہے اور اس کی ہست و نیست کا کفیل اور ضامن ہوا ہے۔

پس جس شخص کا اللہ تعالیٰ محب، اور کفیل اور رعایت رکھنے والا ہو۔ تو وہ نہایت بڑی کامیابی کو پہنچا ہوا ہے، اس لئے کہ محبوب کو نہ عذاب دیا جاتا ہے اور نہ اسکی دُوری گوارا کی جا سکتی ہے۔ اور نہ اس سے پردہ کیا جاتا ہے۔

اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ "کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے؟"

پس جو شخص غیر خدا سے کفایت وکفالت کا طالب ہے۔ تو وہ توکل کا تارک ہے اور اس آیت مبارکہ کو جھٹلا رہا ہے۔

حضرت ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "مَیں نے سب اُمتوں کو جبکہ وہ جمع کیگئی تھیں دیکھا (شب معراج میں) اور اپنی اُمت کو مَیں نے اس کثرت میں پایا کہ اس نے پہاڑوں اور میدانوں کو بھر لیا تھا۔ مجھے ان کی کثرت (بہتات) اور ہیئت پسند آئی پس مجھے کہا گیا کہ کیا راضی ہو گئے؟" مَیں نے کہا "ہاں"۔ کہا گیا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار اور بھی جنت میں بغیر حساب وکتاب داخل ہونگے۔ حضورؐ سے عرض کیا گیا کہ وہ کون

Marfat.com

الله قال الذین لا یکتوون
ولا یتطیرون ولا یسترقون
وعلی ربهم یتوکلون
فقام عکاشة وقال یا
رسول الله ادع الله ان
یجعلنی منهم فقال رسول
الله صلی الله علیه وسلم
اللهم اجعله منهم
فقام اٰخر فقال یا
رسول الله ادع الله
ان یجعلنی منهم فقال
صلی الله علیه وسلم
سبقك بها عکاشة و
قال صلی الله علیه
وسلم لو انکم
تتوکلون علی الله
حق توکله لرزقتم کما
یرزق الطیر تغدو
خماصا وتروح بطانا
وقال صلی الله علیه و
سلم من انقطع الی الله
عزوجل کفاه الله تعالی
کل مؤنة ورزقه من
حیث لا یحتسب

لوگ ہیں یا رسولؐ اللہ؟ حضورؐ نے فرمایا:- وہ لوگ ہیں جو داغ نہیں لگاتے، اور بدفالی نہیں لیتے، اور گنڈے اور جھاڑ وغیرہ نہیں کرتے۔ بس اپنے پروردگار ہی پر توکل کرتے ہیں"۔ عکاشہ کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالے مجھے اس جماعت میں کردے (جو بغیر حساب جنت میں داخل ہونگے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو ان میں سے کردے" پھر ایک دوسرے شخص نے اٹھکر عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میرے لئے بھی دعا فرمایئے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کردے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے اس معاملہ میں عکاشہ سبقت لے گئے"۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ جیسا کہ حق ہے توکل کا تو تمہیں بھی اسی طرح سے رزق دیا جائے جیسا کہ پرندوں کو دیا جاتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے اٹھتے ہیں اور شام ہوتی ہے تو سیر ہو کر لوٹتے ہیں"۔ اور حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو شخص سارے علاقے توڑ کر اللہ ہی کا ہو لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب اسباب معیشت اور تکالیف کے لئے کافی ہوگا۔ اور اس کو وہاں سے رزق پہنچائیگا۔ جہاں سے اسکا گمان بھی نہ ہوگا

Marfat.com

و من انقطع الی الدنیا
وکلہ اللہ الیہا۔

المحبۃ للہ اعلموا ان المحبۃ للہ ہو الغایۃ القصوی من المقامات والذروۃ العلیا من الدرجات فما بعد ادراک المحبۃ مقام الا وہو ثمرۃ من ثمارہا وتابع من توابعہا کالشوق والانس والرضاء واخواتہا ولا قبل المحبۃ مقام الا وہو مقدمۃ من مقدماتہا کالتوبۃ والصبر و الزہد وغیرہا

قال بعض العلماء لا معنی لہا الا المواظبۃ علی طاعۃ اللہ تعالی اما حقیقۃ المحبۃ فمحال الا مع الجنس والمثال ولا بد من کشف الغطاء فاعلموا ان الامۃ مجتمعۃ علی ان الحب للہ تعالی ولرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرض وکیف یفرض ما لا وجود لہ وکیف یفسر الحب بالطاعۃ والطاعۃ

اور جو شخص سب باتوں کو چھوڑ کر دنیا ہی کا ہو گیا تو اللہ اس کو دنیا ہی کی طرف سونپ دیتا ہے

محبت الٰہی کے بیان میں۔ جاننا چاہیئے کہ محبت الٰہی ہی مقامات عالیہ کا منتہائی عروج اور درجات رفیعہ کا انتہائی بلند پایہ ہے مقام محبت تک رسائی کے بعد جو مقامات آتے ہیں وہ سب اُس کے تابع اور اس کے ثمر ہوتے ہیں مثلاً شوق، انس، رضا اور ان جیسے اور۔

اور محبت سے قبل جو مقامات ہیں وہ بھی مقام محبت کے مقدمات ہوتے ہیں مثلاً توبہ، صبر، زہد، اور ان جیسے اور"

بعض علماء نے محبت کے یہ معنے کہے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مواظبت اور ہمیشگی کرنا ہی محبت ہے" حقیقتاً محبت کا حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ پایا جانا تو محال ہے اسلئے کہ وہ تو ہم جنس اور مثال سے ہوسکتی ہے۔

اس پردہ کا اٹھانا ضروری ہے۔ اس لئے کہ اُمت مرحومہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنا فرض ہے۔ بھلا جس چیز کا سرے سے وجود نہ ہو اس کو امت پر کیونکر فرض کیا جاتا ہے۔ اور محبت کے معنی طاعت کہنا بھی ٹھیک نہیں اس لئے کہ طاعت

Marfat.com

تبع الحب وثمرته فلابد ان
يتقدم الحب ثم بعد ذلك يطيع
من احب ويدل على اثبات
الحب لله تعالى قوله عز و
جل يحبهم ويحبونه وقوله
تعالى والذين امنوا اشد
حبا لله وهو دليل على
اثبات الحب واثبات
التفاوت فيه وقد جعل
رسول الله صلى الله عليه
وسلم الحب لله من شرط
الايمان فى اخبار كثيرة اذ
قال ابو رزين العقيلي يا
رسول الله ما الايمان قال ان
يكون الله ورسوله احب
اليك مما سواهما وفى حديث
آخر
لا يؤمن احدكم [illegible]
حتى يكون الله [illegible]
احب اليه مما [illegible]
فى حديث آخر
لا يؤمن
العبد [illegible]
حتى اكون [illegible]

تو محبت کا ثمرہ اور اس کی تابع ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ محبت طاعت سے پہلے پائی جائے اور اصل میں بھی یہی ہے کہ پہلے محبت ہوتی ہے اس کے بعد طاعت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اثبات محبت پر آیات اور احادیث ذیل دلالت کرتی ہیں (مومنین کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے) کہ اللہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں (اور دوسری آیت میں ہے) کہ جو لوگ ایمان والے ہیں انکو اللہ کی محبت بہت زیادہ ہے"

یہ آیت کریمہ اثبات محبت پر بھی دلالت کرتی ہے اور اس بات پر بھی کہ محبت کے درجوں میں تفاوت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو شرط ایمان میں سے گردانا ہے۔ چنانچہ ابو رزین عقیلی نے جب کہا کہ "یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول ما سوا سے زیادہ محبوب ہوں" اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا جبتک کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ان کے ما سوا سے زیادہ محبت نہ رکھے" اور ایک دوسری حدیث میں ہے "کوئی بندہ کمالیت ایمان کا درجہ نہیں پا سکتا جبتک کہ مجھ سے

Marfat.com

احب الیہ من اھلہ و
مالہ والناس اجمعین
وفی روایۃ ومن نفسہ
کیف وقد قال تعالیٰ
قل ان کان اباءکم
وابناءکم واخوانکم
الآیۃ وانما اجری ذلک
فی معرض التھدید و
الانکار وقد امر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالمحبۃ فقال احبوا اللہ
لما یغذوکم من نعمہ و
احبونی لحب اللہ ایای
ویروی ان رجلاً
قال یا رسول اللہ انی
احبک فقال صلی اللہ
علیہ وسلم
استعد للفقر
فقال
انی احب اللہ تعالیٰ
فقال
استعد للبلاء۔ وعن عمرؓ
قال نظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الی مصعب بن عمیرؓ مقبلاً و

اسے اپنے اہل وعیال اور اپنے مال اور سب لوگوں
سے زیادہ محبت نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ
اپنے نفس سے بھی زیادہ۔ بھلا کیونکر نہ ہو اسلئے
کہ حق تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ "کہدیجئے
(اے حبیب) کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے
بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور
تمہاری برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور
سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا خوف کرتے ہو
اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو زیادہ عزیز
ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول سے (آگے چلکر فرماتا
ہے) تو منتظر رہو تاکہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ
تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا"
اور یہ کلام مقام تہدید و ملامت میں کہا
گیا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی محبت
کا امر فرمایا ہے کہ "خدا سے محبت رکھو اس لئے
کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں میں سے کھلاتا ہے اور مجھ
سے بھی محبت رکھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی
مجھ سے محبت ہے" اور روایت ہے کہ ایک شخص
نے کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ سے محبت رکھتا
ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ فقر کے لئے تیار ہو جاؤ
پھر اس نے کہا کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں
آپ نے فرمایا کہ تو پھر مصیبت اور بلا کے لئے
تیار ہو جاؤ۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضورؐ نے مصعب بن عمیرؓ کو سامنے

Marfat.com

عليه اهاب كبش قد تنطق به فقال النبي صلى الله عليه وسلم انظروا الى هذا الرجل الذي نور الله قلبه لقد رايته بين ابويه يغذوانه باطيب الطعام والشراب فدعاه حب الله ورسوله الى ما ترون وفي الخبر المشهور ان ابراهيم عليه السلام قال لملك الموت اذ جاءه لقبض روحه هل رايت خليلا يميت خليله فاوحى الله تعالى اليه هل رايت محبا يكره لقاء حبيبه فقال يا ملك الموت الآن فاقبض وهذا لا يجده الا عبد يحب الله بكل قلبه فاذا علم ان الموت سبب اللقاء انزعج قلبه اليه ولم يكن له محبوب غيره

آتے ہوئے دیکھا۔ ان پر ایک دُنبے کی کھال تھی جس کو انہوں نے اوڑھ کر اپنی کمر پر باندھ لیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو جس کے دل کو خداوند تعالیٰ نے منور وروشن کر دیا ہے میں نے اس کو اس کے والدین کے پاس دیکھا تھا۔ وہ اسے نہایت اچھا کھانا پینا دیتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول کی محبت نے اسے اس حد تک پہونچا دیا ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔

ایک مشہور حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب ملک الموت روح قبض کرنے کیلئے آیا تو آپ نے کہا کہ کیا! کوئی خلیل (دوست) اپنے خلیل کو مارتا ہے؟ اللہ تعالےٰ نے ان پر وحی کی کہ "کیا! کوئی محب اپنے حبیب کے دیدار کو مکروہ (ناپسند) جانتا ہے اور اس سے پہلوتہی کرتا ہے؟ تب حضرت خلیل ؑ نے کہا کہ اے ملک الموت اب میری روح قبض کرلے"۔

اور ایسے جذبہ کو اپنے دل میں کوئی نہیں پاسکتا مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے قلب کی گہرائیوں تک پاتا ہو۔ تو وہ جب یہ جان لیتا ہے کہ موت دیدار اور لقا کا سبب ہے۔ تو اس کا دل موت کے لئے اچھل پڑتا ہے اور موت کے علاوہ کوئی چیز اس کی محبوب نہیں رہتی۔

Marfat.com

حتی یلتفت الیہ و قد قال نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارزقنی حبك وحب من احبك وحب ما یقربنی الی حبك الحدیث وجاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ متی الساعة قال ما اعددت لھا قال ما اعددت لھا کثیر صلاة ولا صیام الا انی احب اللہ ورسولہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرء مع من احبہ قال انس فما رایت المسلمین فرحوا بشیئ بعد الاسلام فرحھم بذلك. اعلم ان من احب غیر اللہ لا من حیث نسبتہ الی اللہ فذلك لجھلہ وقصورہ فی معرفة اللہ تعالیٰ

تاکہ اس کے طرف التفات کرے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "یا اللہ مجھے اپنی محبت اور اس شخص کی محبت جو تم سے محبت کرتا ہے اور ان چیزوں کی محبت جو تمہاری محبت کو قریب کرسکیں نصیب فرما" (آخر حدیث تک)

ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ "یارسول اللہ قیامت کب ہوگی؟" حضورؐ نے فرمایا کہ "تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟" اس نے کہا "میں نے اس کے لئے کوئی زیادہ نماز اور روزے کی تو تیاری کی نہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا"۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ مسلمان اس بشارت سے اس قدر خوش ہوئے کہ اسلام کے بعد اور کسی چیز سے اتنے خوش نہ ہوئے تھے۔"

جاننا چاہیئے کہ جو شخص غیر اللہ سے محبت کرتا ہے لیکن بوجہ اللہ نہیں بلکہ اسی غیر کو محبت میں مقصود بالذات سمجھا ہوا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں قصور اور جہالت سبب ہے۔

Marfat.com

وحب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم محمود لانہ عین حب اللہ تعالیٰ وکذلک حب العلماء والاتقیاء لان محبوب المحبوب محبوب وکل ذلک یرجع الی حب الاصل۔ الرضاء اعلم ان الرضاء ثمرۃ من ثمار المحبۃ وھو من اعلیٰ مقامات المقربین وحقیقتہ غامضۃ علی الاکثرین وما یدخل علیہ من التشابہ والایھام غیر منکشف الا لمن علمہ اللہ تعالیٰ التاویل وفھمہ وفقّھہ فی الدین فقد انکرالمنکرون تصور الرضاء بما یخالف الھوی فضیلۃ الرضاء قولہ تعالیٰ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ وقد قال تعالیٰ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان و منتھی الاحسان رضی اللہ عن عبدہ

خصوصًا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا کیا کہنا ہے اس لئے کہ حضورؐ کی محبت تو عین محبت الٰہی ہے۔ اسی طرح علما۔ اور پرہیزگاروں کی محبت ہے اس لئے کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے" حقیقت میں یہ ساری محبتیں ہی اصل یعنی محبت الٰہی کیطرف لوٹتی ہیں۔

(**رضا**) جاننا چاہیے کہ رضا محبت کے نتائج میں سے اور مقربین کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے۔ اور اس کی حقیقت اکثر لوگوں پر پوشیدہ ہے۔ اور اس بحث میں جو شبہے اور وہم پڑتے ہیں وہ اس شخص کے علاوہ جس کو اللہ تعالےٰ نے تاویل کا علم دیا ہو اور دین میں فہم و فقاہت کا درجہ عطا کیا ہو کسی اور پر نہیں کھلتے۔ چنانچہ منکرین نے تو اس کا صاف انکار کر دیا ہے کہ جو بات خواہش کے مخالف ہو۔ اس پر رضا کا تصور ہی کیونکر کیا جا سکتا ہے؛

(رضا کی فضیلت کے بیان میں)

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ" اللہ ان سے راضی رہیگا اور وہ اللہ سے راضی" اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ" کیا؟ بھلائی کا بدلہ احسان (بھلائی) کے سوا کچھ اور ہے؟" اور احسان کی منتہا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے

Marfat.com

وهو ثواب رضی العبد
عن الله تعالیٰ وقد قال
تعالیٰ ومساکن طیبة
فی جنات عدن ورضوان
من الله اکبر فقد رفع
الله الرضا فوق جنات
عدن وفی الحدیث ان
الله یتجلی للمؤمنین
فیقول سلونی فیقولون
رضاك نسؤالهم الرضاء
بعد النظر نهایة التفضیل
وقال ابن عباس رضی الله
عنهما اول من یدعی الی الجنة
یوم القیمة الذین یحمدون
الله تعالیٰ علی کل حال وقال
عبد العزیز بن ابی رواد
لیس الشان فی اکل خبز
الشعیر والخل ولا فی لبس
الصوف والشعر ولکن الشان
فی الرضاء عن الله عز وجل
وقال عبد الله بن مسعود ان
الحس جمرة احرقت ما
احرقت وابقت ما ابقت
احب الیّ من ان اقول

سے رضامند ہونا یہی بندے کے (اللہ سے) راضی ہونے کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کہ "(جنت میں) عمدہ مکانات ہیں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہونگے اور اللہ کی رضامندی ان سب سے بڑی ہے" اس میں دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے رضا کا درجہ جنات عدن سے بھی بڑھا دیا ہے۔

اور حدیث میں ہے۔ کہ حق سبحانہ وتعالےٰ مومنین کو اپنا جلوہ دکھائیگا پھر فرمائیگا کہ مجھ سے مانگو۔ وہ کہیں گے کہ تمہاری رضا مانگتے ہیں۔ دیدار کے بعد رضاء کا سوال کرنا رضا کی بہت بڑی فضیلت ثابت کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو سب سے پہلے قیامت کے دن جنت میں بلائے جائیںگے وہ ہونگے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے ہونگے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد کہتے ہیں کہ "جو کی روٹی اور سرکہ کھانے اور اونی کپڑے پہننے میں کیا شان ہے؟ اصل شان یہ ہے کہ اللہ جل وعلا سے (ہر حال میں) راضی رہا جائے"

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ "میں ایک انگارے کو منہ میں ڈالوں اور چباؤں اور وہ مجھے جلا دے جتنا بھی جلا سکے تو یہ بات مجھے بہ نسبت اس کے بہت پسند ہے"

Marfat.com

لشیئ کان لیتہ لم یکن، اولشیئ لم یکن لیتہ کان ثم اعلم ان الدعاء غیر مناقض للرضاء ولا یخرج صاحبہ عن مقام الرضاء وکذلک کراھۃ المعاصی ومقت اھلہا ومقت اسبابہا والسعی فی ازالتہا بالامر بالمعروف والنھی عن المنکر لا یناقضہ ایضا۔ وقد غلط فی ذلک بعض البطالین المغترین وزعم ان المعاصی والفجور والکفر من قضاء اللہ تعالیٰ وقدرہ عز وجل فیجب الرضاء بہ وھذا جھل بالتاویل وغفلۃ عن اسرار الشرع فاما الدعاء فقد تعبدنا بہ وکثرۃ دعوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء علیہم السلام تدل علیہ ولقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اعلی المقامات من الرضاء۔

کہ میں کسی چیز کو جو موجود ہو یہ کہوں کہ کاش! یہ نہ ہوتی۔ اور جو چیز نہ ہو اس کے لئے کہوں کہ کاش! یہ ہوتی۔"

یہاں پر یہ بحث بھی سمجھ لینی چاہئے کہ دعا رضا کے مخالف نہیں اور دعا کرنے والا مقام رضا سے خارج نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح سے گناہوں سے کراہت، اور گنہگاروں اور اسباب معصیت سے بغض وعداوت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ گناہوں کے زائل کرنے کی کوشش کرنا بھی رضا کے مخالف نہیں۔

اسی مسئلہ میں بعض بیہودے دھوکے میں پڑے ہوئے غلطی کر بیٹھے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ کفر اور فسق وفجور سب اللہ تعالیٰ کے قضا وقدر ہی سے ہوتے ہیں تو ان پر بھی رضا واجب ہے لیکن در اصل یہ شریعت کے اسرار سے غفلت اور تاویل سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ اب ان دونوں باتوں کو سمجھ لو۔ دعا جس کا ذکر ہوا۔ یہ تو ہمارے لئے عبادت بنائی گئی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کی کثرت اس بات پر صاف دلالت کر رہی ہے۔ حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقاماتِ رضا میں سب سے بلند درجہ

Marfat.com

وقد اثنی الله تعالے
علی بعض عباده بقوله
یدعوننا رغبا ورهبا
واما انکار المعاصی و
کراهتها وعدم الرضاء
بها فقد تعبد الله به
عباده و ذمهم علے
الرضاء به۔ فقال
ورضوا بالحیوة الدنیا
واطمأنوا بها وقال
تعالیٰ رضوا بان یکونوا
مع الخوالف وطبع الله
علے قلوبهم وفی
الخبر المشهور من
شهد منکرا فرضی به
فکانه قد فعله وفی
الحدیث الدال علے
الشر کفاعله وعن
ابن مسعود ان العبد
لیغیب عن المنکر
ویکون علیه مثل وزر
صاحبه قیل وکیف
ذلك قال یبلغه فیرضی
به وفی الخبر

رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کی اس طرح تعریف فرمائی ہے کہ وہ ہم سے ڈر اور رغبت سے دعائیں مانگتے ہیں۔"

اور دوسری بات یعنی گناہوں کی کراہت اور ان پر نہ راضی ہونا کو بھی حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے عبادت بنا دیا ہے اور ان باتوں رضامند ہونے کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "بیشک جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی اور راضی ہو گئے دنیوی زندگی پر اور اس میں جی لگا بیٹھے (آخر میں فرماتے ہیں) کہ ایسوں کا آگ ہی ٹھکانا ہے اور ارشاد ہے کہ وہ راضی ہوئے کہ رہ جائیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ نہیں جانتے۔"

اور ایک مشہور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی بُرے کام پر حاضر ہوا اور اس سے راضی ہوا تو گویا اس نے خود وہ کام کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ برائی کی طرف رہنمائی کرنیوالا برائی کرنے والے کی طرح ہے۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ بندہ منکر (برائی) سے غائب بھی رہتا ہے مگر اس پر بُرائی کرنیوالے کی طرح بُرائی لکھی جاتی ہے لوگوں نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے آپ نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اس برائی کی

Marfat.com

لو ان عبدا قتل بالمشرق
ورضی بقتله اخر بالمغرب
کان شریکا فی قتله۔ و
اما بغض الکفار والفجار
والانکار علیهم و
مقتهم فما ورد فیه لا
یحصی قوله تعالیٰ لا یتخذ
المؤمنون الکافرین
اولیاء من دون المؤمنین
وقال تعالیٰ یا ایها
الذین اٰمنوا لا تتخذوا
الیهود والنصاریٰ اولیاء
وقال تعالیٰ وکذلک
نولی بعض الظالمین بعضا
وفی الخبر ان الله تعالیٰ
اخذ المیثاق علی کل
مؤمن ان یبغض کل
منافق وعلی کل منافق
ان یبغض کل مؤمن وقال
علیه السلام المرء مع من
احب وقال من احب
قوما ووالاهم حشر
معهم یوم القیمة وقال
علیه السلام

جب خبر اُسے پہونچے تو وہ اس پر راضی ہو جائے
ایک حدیث میں ہے کہ اگر ایک شخص مشرق
میں قتل کیا جائے اور دوسرا مغرب میں اس کے
قتل پر راضی ہو تو وہ بھی اس کے قتل میں شریک
سمجھا جائے گا۔

باقی رہا کفار اور فجار سے بغض و عداوت
اور ان کو ملامت کرنا، تو اس بارہ میں اس قدر
نصوص وارد ہو چکے ہیں جن کا شمار نہیں کیا
جا سکتا۔ ارشاد الٰہی ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے
کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں
اور ارشاد ہے کہ "اے ایمان والو یہود اور
نصاریٰ کو دوست مت بناؤ" اور ارشاد ہے کہ
"اسی طرح ہم ساتھ ملائیں گے بعض گنہگار
کو بعض سے بہ سبب ان کے اعمال کے"
اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
ہر ایک مسلمان سے (ازل میں) یہ عہد لیا ہے
کہ ہر ایک منافق سے بغض رکھے۔ اور ہر ایک
منافق سے عہد لیا ہے کہ ہر ایک مسلمان سے بغض رکھے
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدمی اسی
کے ساتھ ہوگا جس سے اس کی محبت ہوگی۔
اور فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی قوم سے محبت
اور دوستی رکھتا ہے قیامت کے دن انہیں کے
ساتھ اس کا حشر ہوگا۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

اوثق عری الایمان الحب فی اللّٰہ والبغض فی اللّٰہ

فان قلت قد وردالآیات والاخبار بالرضاء بقضاء اللّٰہ تعالیٰ فان کانت المعاصی بغیر قضاء اللّٰہ تعالیٰ فھو محال وان کانت بقضاء اللّٰہ تعالیٰ فکراھتھا ومقتھا کراھۃ لقضاء اللّٰہ تعالیٰ وکیف السبیل الی الجمع فاعلم ان ھذا مما یلتبس علی الضعفاء القاصرین عن الوقوف علی اسرار العلوم وقد التبس علی قوم حتی راوا السکوت مقاما من مقات الرضاء وسموہ حسن خلق وھو جھل محض بل نقول الرضا والکراھۃ یتضادان اذا توارد اعلی شیٔ واحد من جھۃ واحدۃ فلیس من التضاد فی شیٔ

کا سب سے زیادہ مضبوط اور محکم دستاویز اللہ ہی کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھنا ہے۔"

یہاں پر اگر یہ سوال کیا جائے کہ آیات اور احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی ہونا چاہیے۔ اگر تم کہو کہ معاصی قضائے الٰہی سے نہیں تو یہ تو محال ہے اور اگر کہو کہ قضائے الٰہی سے ہیں (چنانچہ واقع میں بھی ایسا ہی ہے) تو پھر ان سے کراہت اور ان کو بُرا جاننا یہ تو خود قضائے الٰہی سے کراہت اور دشمنی ہے تو ان دونوں باتوں کے جمع کرنے کی کیا صورت ہے؟"

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ باتیں واقعی ان لوگوں پر جو اسرار علوم کے سمجھنے سے قاصر اور عاجز ہیں ملتبس اور پیچیدہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک جماعت پر جب یہ صورت ملتبس ہوئی تو انہوں نے خاموشی کو مقامات رضا میں سے ایک مقام سمجھ لیا اور انہوں نے اسکا نام حسن خلق رکھا حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ رضا اور کراہت واقعی ضد اور مخالف ہیں لیکن اس صورت میں جبکہ ایک ہی چیز پر ایک ہی جہت اور ایک ہی حیثیت سے وارد ہوں لیکن اگر ایک چیز پر دو جہۃ اور دو حیثیتوں سے جمع ہو جائیں تو پھر نہ ضدیت ہے اور نہ مخالفت ہو سکتی ہے

واحد ان یکرہ من وجہ
ویرضی بہ من وجہ اذ قد
یموت عدوک الذی
ھو ایضا عدو لبعض
اعدائک وسعی فی
اھلاکہ فتکرہ موتہ من
حیث انہ مات عدو عدوک
وترضاہ من حیث انہ
مات عدوک وکذلک
المعصیۃ لھا وجھان وجہ
الی اللہ تعالیٰ من حیث انہ
فعلہ واختیارہ وارادتہ
فیرضی بہ من ھذا الوجہ
تسلیما للملک الی مالک
الملک ووجہ الی العبد
من حیث انہ کسبہ ووصفہ
وعلامۃ کونہ ممقوتا عند اللہ
وبغیضا عندہ حیث
سلط علیہ اسباب البعد
فھو من ھذا الوجہ منکر
ومذموم۔ الاخلاص قال
اللہ تعالیٰ وما امروا الا
لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین
وقال الا للہ الدین الخالص

کہ ایک ہی چیز کو ایک حیثیت سے تم اُسے بُرا جانو اور دوسری حیثیت سے اس کو پسند کرو مثلاً تمہارا دشمن مرجائے اور وہ تمہارے دوسرے دشمنوں کا بھی دشمن ہو اور ان کے قتل کے درپے ہو۔ اس صورت میں اس دشمن کی موت کو تم بُرا بھی جانتے ہو اس لئے کہ تمہارے دشمنوں کا دشمن مرگیا اور پسند بھی کرتے ہو۔ اس حیثیت سے کہ وہ تمہارا بھی تو دشمن تھا۔

اسی طرح سے معصیت کی بھی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت بہ نسبت خداوند تعالیٰ کے ہے کہ یہ معصیت اس کے حکم اس کے ارادہ اور اختیار سے ہے تو اس صورت میں اسے پسند کیا جائیگا کہ ملک مالک الملک کو سونپ دیا جاتا ہے۔

اور دوسری حیثیت بہ نسبت بندے کے ہے کہ اسی بندہ نے اسکا کسب کیا ہے اور یہ اسی کی وصف ہوچکی ہے۔ اور یہ علامت ہے اس بات کی کہ یہ بندہ اللہ کا ناپسندیدہ اور مبغوض ہے کہ اس پر دوری کے اسباب کو مسلط کردیا ہے تو اس حیثیت سے یہی معصیت منکر اور بری ہوجاتی ہے۔"

(**اخلاص**) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اور نہیں حکم کئے گئے تھے مگر اسکا کہ اللہ کی عبادت کریں، اس طرح پر کہ خالص رکھیں اسی کے لئے عبادت کو (سب کے) اور ارشاد ہے کہ خبردار ہوجاؤ

وقال تعالیٰ الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینہم للہ وقال تعالیٰ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحًا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لا یغل علیہن قلب رجل مسلم اخلاص العمل للہ تعالیٰ وعن الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ الاخلاص سر من سری استودعتہ قلب من احببت من عبادی وقال علی بن ابی طالبؓ لا تہتموا لقلۃ العمل واہتموا للقبول فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المعاذ بن جبل اخلص العمل یجزک منہ القلیل وقال علیہ السلام

کہ اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے" اور ارشاد ہے کہ "مگر جنہوں نے توبہ کرلی اور اپنی حالت سنوار لی اور مضبوط پکڑ لیا اللہ کو اور خالص کرلیا اپنا دین اللہ کے لئے تو وہ ایمان والوں کے ساتھ ہونگے"

اور ارشاد ہے "پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کا دل انکی وجہ سے کھوٹ میں نہیں پڑتا۔ انہیں سے ایک اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرنا ہے"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اخلاص میرے اسرار میں سے ایک سر ہے۔ اس کو میں نے امانت رکھا ہے اس شخص کے قلب میں جسکو میں اپنے بندوں میں سے پسند رکھتا ہوں اور محبت کرتا ہوں"

اور حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم قلت عمل سے غمگین نہ ہو بلکہ قبولیت کا اہتمام کرو۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو فرمایا تھا کہ "عمل میں اخلاص پیدا کرو تو پھر تمہیں تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا" اور حضور صلی اللہ

Marfat.com

ما من عبد يخلص لله
العمل اربعين يوما الا ظهرت
ينابيع الحكمة من قلبه على
لسانه اقول قد ذكرت
في اول الكتاب ان الاخلاص
روح العمل فكما ان الجسد
بغير الروح لا ينتفع به
كذلك العمل بغير الاخلاص
غير منتفع به قال والاخلاص
عسير الا على من يسره الله عليه
وكم من اعمال يتعب الانسان
فيها و يظن انها خالصة
لوجه الله و يكون فيها مغرورا
لانه لا يرى وجه الآفة فيها
كما حكي عن بعضهم انه قال
قضيت صلوة ثلاثين سنة
صليتها في المسجد في الصف
الاول لاني تاخرت يوما لعذر
فصليت في الصف الثاني
فاعترتني خجالة من الناس
حيث راوني في الصف الثاني
فعرفت ان نظر الناس الى في
الصف الاول كان مسرتي و سبب
استراحة قلبي من حيث لا اشعر

علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن اللہ
کے لئے اخلاص سے عمل کرلے تو حکمت کے
چشمے اس کے قلب سے زبان پر پھوٹ پڑینگے
میں نے ابتدائی کتاب میں ذکر کیا تھا کہ
اخلاص عمل کا روح ہے پس جس طرح سے کہ جسم
بغیر روح کے بیکار رہے۔ اسی طرح عمل بغیر
اخلاص کے بھی کوئی نفع نہیں بخشتا۔ فرمایا ہے کہ
اخلاص نہایت مشکل ہے مگر جس کے لئے کہ خداوند
تعالیٰ آسان فرمادے۔ بہت سے اعمال ایسے
ہیں کہ انسان نہیں بہت تکلیف اور بڑی مشقت
اٹھاتا ہے اور اسکا گمان یہ ہوتا ہے کہ یہ خالص
اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اور اسی کی وجہ سے
وہ دھوکے میں پڑجاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں
جو آفت اور نقصان ہے اس کو نہیں دیکھتا
جسطرح کہ ایک بزرگ کی حکایت ہے وہ کہتے
ہیں کہ میں نے تیس برس کی نماز جس کو میں نے
مسجد میں اور پہلی صف میں پڑھا تھا قضا
کرلی (لوٹالی) اس لئے کہ ایکدن کسی عذر کی وجہ
سے مجھے دیر ہوگئی اور دوسری صف میں مجھے
نماز پڑھنی پڑی۔ تو مجھے بڑی خجالت ہوئی کہ
لوگوں نے آج مجھے دوسری صف میں دیکھا ہے
جب جاکے میں سمجھا کہ پہلی صف میں لوگوں کا
دیکھنا ہی میری مسرت اور میرے قلب کے
استراحت کا سبب تھا اور اس بات کو میں

Marfat.com

وھذا دقیق غامض قلما تسلم الاعمال من امثاله وقل من یتنبه له الا من وفقه الله تعالیٰ والغافلون عنه یرون حسناتهم کلها فی الاخرة سیئات وھو المراد من بقوله تعالیٰ و بدالهم من الله ما لم یکونوا یحتسبون و بدالهم سیئات ماکسبوا و بقوله تعالیٰ قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیهم فی الحیوٰة الدنیا و ھم یحسبون انهم یحسنون صنعا واشد الخلق تعرضا لهذه الفتنة العلماء فان الباعث للاکثرین علیٰ نشر العلم لذت الاستیلاء والفرح بالاستتباع والاستبشار بالحمد والثناء

آجتک نہ سمجھا کہ اس میں اخلاص نہیں۔

اور یہ بات نہایت باریک اور پوشیدہ ہے بہت ہی کم اعمال ان جیسی صورتوں سے بچتے ہونگے اور بہت ہی کم وہ لوگ ہونگے جو اس بات کی تہ کو پہنچکر اطلاع پاتے ہونگے۔ ہاں جنکو اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہو وہ تو اس سے مستثنیٰ ہیں!

اور جو اس سے غافل ہیں وہ اپنی ساری بھلائیوں کو قیامت کے دن برائیوں کی صورت میں دیکھینگے۔ اور انہی لوگوں کی طرف حق تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے کہ اور انکو ظاہر ہوگا اللہ کی طرف سے جسکا ان کو گمان ہی نہ تھا اور ان پر کھل جائینگی برائیاں ان اعمال کی جو انہوں نے کئے تھے۔

اور اس ارشاد میں کہ "کہدو کیا ہم تمکو ایسے لوگ بتلائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے گھاٹے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش گئی گذری دنیا کی زندگی میں ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں!

اور ساری مخلوق میں سے زیادہ اس فتنے میں علما مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اکثر علما کی اشاعت علم کا سبب اپنے غلبہ و برتری کی خواہش، اور لوگوں کو تابع فرمان بنانے اور تعریف و توصیف کی خوش کن خبریں کے سننے

Marfat.com

والشیطان یلبس علیھم ذلک ویقول غرضکم نشر دین اللہ والنضال عن الشرع الذی شرعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وتری الواعظ یمن علی اللہ تعالیٰ بنصیحۃ الخلق ووعظہ للسلاطین ویفرح بقبول الناس قولہ واقبالہم علیہ وھو یدعی انہ یفرح بما یسر لہ من نصرۃ الدین ولوظہر من اقرانہ من ھو احسن منہ وعظا وانصرف الناس عنہ واقبلوا علیہ ساءہ ذلک وغمہ ولو کان باعثہ الدین لشکر اللہ تعالیٰ اذ کفاہ اللہ تعالیٰ ھذا المہم بغیرہ ثم الشیطان مع ذلک لا یخلیہ ویقول انما غمک لانقطاع الثواب عنک لا لانصراف وجوہ الناس عنک الی غیرک اذ لو اتعظوا بقولک

کی خوشی ہی ہوتی ہے اور شیطان ان پر اس بات کو ملتبس اور پوشیدہ کر دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ تمہاری غرض تو محض دین الٰہی کی اشاعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی حفاظت ہی ہے۔ تم اکثر واعظوں کو دیکھو گے کہ وہ لوگوں کو پند ونصیحت کہنے اور سلاطین کے سامنے وعظ کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ پر احسان جتلاتے ہونگے اور آپ اپنی طرف لوگوں کے متوجہ ہونے اور اپنی بات کے قبول کرنے سے خوش ہو رہے ہونگے۔ لیکن اس کے ساتھ پھر دعویٰ یہ ہوگا کہ ان کی خوشی اور فرحت فقط اس سبب سے ہے کہ اس میں دین کی نصرت ہے؛ لیکن اگر ان کے اقران وامثال میں سے کوئی ان سے بھی اچھا واعظ پیدا ہوگیا اور لوگوں نے اسی کی طرف رُخ کر لیا تو یہ بات آپکو بہت بری معلوم ہوگی اور سخت غمگین ہو جائیں گے۔ حالانکہ اگر ان کے وعظ کا سبب محض دین ہی دین ہوتا تو حق سبحانہ وتعالیٰ کا شکر بجالاتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہم کے لئے دوسرے کو بھیجا اور ہمیں فراغت ہوگئی۔ لیکن پھر بھی شیطان اُن کو نہیں چھوڑتا اور کہتا ہے کہ تمہیں یہ غم تو یوں ہو رہا ہے کہ وہ ثواب تم سے منقطع ہوگیا۔ اس وجہ سے تھوڑا ہی غم ہے کہ لوگ تجھ سے پھر گئے اور دوسرے کے ہو لئے بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ اگر تمہارے وعظ سے

لکنت انت المثاب و
اغتمامك لانقطاع الثواب
محمود ولا يدري المسكين
ان انقياده للحق وتسليمه
الامر افضل واجزل
ثوابا واعود عليه
في الاخرة من انفراده
وليت شعري لو اغتم
عمر رض بتصدي
ابي بكر رضي الله عنهما
للامامة اكان غمه محمودا
او مذموما ولا يسترتيب
ذو دين ان لو كان ذلك
لكان مذموما لان
انقياده للحق وتسليمه
الامر الى من هو اصلح
منه اعود عليه في الدين
من تكفله بمصالح
الخلق مع ما فيه من الثواب
الجزيل بل فرح عمر رضي
الله عنه باستقلال من
هو اولى منه بالامر فما
بال العلماء لا يفرحون
بمثل ذلك

نصیحت لیتے اور بہرہ یاب ہوتے تو اس کا ثواب تمہیں ہی پہنچتا۔ اور ثواب کے منقطع ہو جانے سے جو تمہیں غم ہو رہا ہے یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" بیچارہ اس بات کو نہیں جانتا کہ حق اور امر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی افضل ہے اسی میں ثواب زیادہ ہے اور یہی آخرت میں فائدہ مند ہے بہ نسبت اس کے کہ تم اکیلے ہی ہوتے۔"

اور سنئے! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلافت قبول کرنے سے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مغموم ہوتے تو تم ہی کہو کہ انکا یہ غم اچھا ہوتا یا بُرا؟ ہر ایک دیندار شخص بغیر شک و شبہ کے کہدیگا۔ کہ اگر ایسا ہوتا تو واقعی یہ صورت بُری ہوتی۔ اس لئے کہ ان کے لئے حق کی اطاعت اور یہ منصب ایسے شخص کو سونپ دینا جو ان سے زیادہ صالح اور لائق تھے دین میں زیادہ فائدہ مند تھا بہ نسبت اس کے کہ خود مصالح مخلوق کے کفیل بنتے۔ اگرچہ اس صورت میں ثواب بھی بہت تھا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہایت خوش ہوئے کہ اس منصب پر ایسا شخص فائز ہوا ہے جو ان سے اس بارہ میں زیادہ بہتر اور مستحق ہے۔ پس آخر کیا وجہ ہے کہ علماء ان جیسی باتوں سے خوش نہیں ہوتے!"

Marfat.com

الصدق قال الله تعالیٰ
رجال صدقوا ما عاهدوا
الله علیه وقال النبی صلی الله
صلی الله علیه وسلم ان
الصدق یهدی الی البر
والبر یهدی الی الجنة
وان الرجل لیصدق حتی
یکتب عند الله صدیقا
وان الکذب یهدی الی
الفجور والفجور یهدی الی
النار وان الرجل لیکذب
حتی یکتب عند الله کذابا
ویکفی فی فضیلة الصدق
ان الصدیق مشتق منه
والله تعالیٰ وصف الانبیاء
به فی معرض المدح والثناء
فقال واذکر فی الکتاب
ابراهیم انه کان صدیقا
نبیا وقال واذکر فی
الکتاب اسمعیل انه کان
صادق الوعد وکان رسولا
نبیا وقال تعالیٰ واذکر فی
الکتاب ادریس انه کان صدیقا
نبیا وقال ابن عباس اربع من
کن فیه فقد ربح

(سچائی کے بیان میں) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے
کہ (صحابہ) ایسے لوگ ہیں کہ سچ کر دکھایا جس بات
پر انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سچائی
نیکی کی طرف ہدایت کرتی ہے اور نیکی جنت تک
پہنچا دیتی ہے۔ اور جو آدمی سچ بولتا رہتا ہے تو
وہ اللہ کے نزدیک صدیق (سچا) لکھا جاتا ہے
اور جھوٹ بدکاری کا رستہ دکھاتا ہے اور بدکاری
دوزخ تک لیجاتی ہے۔ اور جو آدمی جھوٹ بولا
کرتا ہے۔ تو وہ اللہ کے نزدیک کذاب (جھوٹا)
لکھا جاتا ہے۔

اور صدق (سچائی) کی تعریف اور فضیلت
میں یہی کافی ہے کہ صدیق اسی سے مشتق ہے۔
اور اللہ تعالیٰ نے اسی لفظ کے ساتھ مدح و ثنا
کے موقعہ پر انبیاء علیہم السلام کا وصف بیان
فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے اور ذکر کرو کتاب میں
ابراہیمؑ کا بیشک وہ سچے نبی تھے۔ اور فرمایا
ہے اور ذکر کرو کتاب میں اسمعیلؑ کا واقعی وہ
وعدے کے سچے تھے اور رسول نبی تھے اور
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ذکر کرو کتاب میں ادریسؑ
کا بیشک وہ سچے نبی تھے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ چار چیزیں
جس انسان میں ہونگی تو وہ فائدہ میں ہے

Marfat.com

الصدق والحياء وحسن الخلق
والشكر اقول حسبك في مدح
الصدق اندراجه في الآية
الكريمة بعد درجة النبيين
فوق الشهداء والصالحين
قال الله تعالى ومن يطع
الله والرسول فاولئك مع
الذين انعم الله عليهم من
النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين وحسن اولئك
رفيقا ذلك الفضل من الله و
كفى بالله عليما. انتهى مختصرا
من الاحياء ولعل قلبك يختلج
بعدم صحة بعض الاحاديث المروية
في هذا الفصل فعليك بشرح
الاحياء للزبيدي. ثم اعلم
ايها الموفق للخيرات زادك
الله علما وعملا ان الاخلاص
الذي هو بمنزلة الروح في
الجسد في العبادات البدنية
والقلبية لا يكاد يتحقق الا
بصحة معاملتك مع الله تعالى
وصحة معاملتك موقوفة
على تعلم هذا الفن الشريف

سچائی، حیاء، حسن خلق، اور شکر۔

میں کہتا ہوں کہ سچائی کی تعریف میں یہی کافی ہے کہ آیۃ کریمہ میں نبیین کے درجہ کے بعد اور شہدا اور صالحین کے اوپر صدیقین کا درجہ مندرج ہے چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے جو اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی تو وہ ان کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا صدیقین، شہداء اور صالحین، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ ہی کا علم کافی ہے۔ احیاء العلوم کا اختصار بیان ختم ہوگیا۔

(نوٹ) شاید تمہارے دل میں یہ بات کھٹکے کہ جو احادیث اس فصل میں روایت کی گئی ہیں ان میں سے بعض صحت کے درجہ پر نہیں اترتیں تو اس کے لیے تمہیں احیاء العلوم کی شرح مصنفہ زبیدی دیکھنی چاہیے۔

اے عزیز! تمہیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے جب نیکیوں کی توفیق دی ہے خدا تعالیٰ تمہارا علم و عمل اور زیادہ فرمائے، تم کو اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ اخلاص جس کو اعمال بدنیہ اور قلبیہ میں وہ درجہ حاصل ہے جو روح کو جسم میں ہے، اس وقت تک متحقق و متصور نہیں ہو سکتا جبتک کہ حق تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملہ میں صدق و صحت نہ پیدا کی جائے اور اپنے معاملہ کی صحت اس فن

Marfat.com

فهذا انا فتح لك بابا من
هذا الفن منتخبا من
كتاب حكم الشيخ العارف
بالله احمد بن محمد بن عبد الكريم
بن عطاء الله الاسكندرانی
نور الله ضريحه فانه لب لباب
هذا الفن ۔ **فصل**
قال رضی الله عنه من علامات
الاعتماد على العمل نقصان الرجاء
عند وجود الزلل ۔ ارادتك
التجريد مع اقامة الله
اياك فی الاسباب من
الشهوة الخفية وارادتك
الاسباب مع اقامة الله اياك فی
التجريد انحطاط عن الهمة
العلية
ارح نفسك
من التدبير فما قام به
غيرك عنك لا تقوم
به لنفسك
اجتهادك فيما
ضمن لك
و
تقصيرك

شریف کے جاننے پر موقوف ہے اس لئے میں تمہارے سامنے اس فن کا ایک دروازہ کھولتا ہوں جس کو میں نے کتاب حِکَم مصنفہ عارف باللہ شیخ احمد بن محمد بن عبد الکریم بن عطاء اللہ اسکندری (اللہ تعالیٰ ان کے مزار کو منور فرمائے) سے منتخب کیا ہے۔ اس لئے کہ کتاب مذکور اس فن کا لُبّ لباب ہے"

(**فصل**) شیخ ممدوح فرماتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ":-

(۱) لغزش اور معصیت صادر ہونے کے وقت عفو کی امید میں نقصان کا ہونا اپنے اعمال پسندیدہ پر اعتماد کی علامت ہے"

(۲) اسباب دنیاوی سے تجرید اور قطع ظاہری کی تیری خواہش باوجودیکہ خداوند تعالیٰ شانہ نے تجھکو اسباب میں استقامت عطا فرمائی شہوت پنہانی ہے۔ اور تیرا اسباب کا پابند ہونا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے تجھکو اسباب میں راسخ قدم کیا بلند ہمتی سے پستی کی طرف گرنا ہے"

(۳) تدبیر کی تعب سے اپنے نفس کو راحت دے کیونکہ جو اللہ جل وعلا نے تیرے غیر پر مقدر کرکے تجھ سے اٹھا لیا ہے۔ اس کو تم اپنے نفس کے لئے نہیں اٹھا سکتے"

(۴) ان امور میں تیری کوشش کرنا جنکا وہ تیرے لئے کفیل ہوچکا ہے اور ان امور میں تیری کوتاہی

Marfat.com

فیما طلب منک دلیل علی انطماس البصیرة منک ﴿۵﴾ لا یکن تاخر امد العطاء مع الالحاح فی الدعاء موجبا لیاسک ضمن لک الاجابة فیما یختارہ لک لا فی ما تختارہ لنفسک وفی الوقت الذی یرید لا فی الوقت الذی ترید ﴿۶﴾ لا یشککنک فی الوعد عدم وقوع الموعود وان طلعت الشمس من المغرب لئلا یکون ذلک قدحا فی بصیرتک و اخماد النور سریرتک ﴿۷﴾ اذا فتح لک وجھة من التعرف فلا تبال معھا ان قل عملک فانہ ما فتحھا لک الا وھو یرید ان یتعرف الیک الم تعلم ان التعرف ھو موردہ علیک والاعمال انت مھدیھا الیہ واین ما تھدیہ الیہ مما ھو موردہ علیک ﴿۸﴾ تنوعت اجناس الاعمال لتنوع

کرنا جن کا وہ تجھ سے طالب ہے تیرے چراغ عقل کے گُل ہونے کی دلیل ہے۔

(۵) دعا میں گڑگڑانے کے باوجود عطا میں تاخیر کا ہونا تجھے قبولیت دعاء سے کہیں مایوس نہ کر دے۔

(۶) کیونکہ وہ تیری اجابت کا اس امر میں کفیل ہوا ہے جسکو وہ خود تیرے لئے پسند فرماتا ہے نہ جسکو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جس وقت کہ وہ چاہتا ہے نہ جس وقت کہ تُو چاہتا ہے۔

(۷) اے بندہ! موعود کا باوجود وعدۂ الہٰی کے ظہور پذیر نہ ہونا تجھے شک میں نہ ڈالدے اگرچہ یہ تاخیر آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے تک ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ شک تیری عقل کی آنکھ پھوڑ دے اور چراغ قلب کا نُور بجھا دے۔

(۸) جب حق تعالیٰ نے تیرے لئے اپنی معرفت کا کوئی دروازہ کھول دیا تو اس کے ہوتے ہوئے قلت عمل کی پرواہ نہ کر کیونکہ اس نے تیرے لئے یہ دروازہ صرف اس لئے کھولا ہے کہ اپنی معرفت تجھے عطا کر دے۔ کیا؛ تم نہیں جانتے کہ نعمت معرفت باری تعالیٰ تمہیں عطا کرتا ہے اور تم اعمال اس کی جناب میں پیشکش کرتے ہو اور تیرے ہدیہ کو باری تعالیٰ کی عطا سے بھلا کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

(۹) اعمال کی جنسیں اس لئے مختلف اور متنوع پیدا ہوئی ہیں تاکہ ان پر مختلف اور متنوع

Marfat.com

وارداتٌ للأحوال. الأعمال
صورٌ قائمةٌ وأرواحها وجود
سرّ الإخلاص فيها. ادفن وجودك
في أرض الخمول فما نبت مما لم
يدفن لم يتم نتاجه. كيف
يشرق قلب وصور الأكوان
منطبعةٌ في مرآته أم كيف يرحل
إلى الله وهو مكبل بشهواته
أم كيف يطمع أن يدخل
حضرة الله وهو لم يتطهر
من جنابة غفلاته أم كيف
يرجو أن يفهم دقائق الأسرار
وهو لم يتب من هفواته.
الكون كله ظلمة وإنما أناره
ظهور الحق فيه فمن رأى الكون
ولم يشهده فيه أو عنده
أو قبله أو بعده فقد أعوزه
وجود الأنوار
وحجبت عنه
شموس المعارف
بسحب الآثار
مما يدلك على وجود قهره
سبحانه
أن حجبك عنه بما ليس

واردات الٰہیہ متفرع ہو سکیں؛

(۱۰) بندے کے اعمال صرف بیجان صورتیں ہیں۔ اور سرِ اخلاص کا وجود ان میں بمنزلہ روح ہے۔"

(۱۱) اپنے وجود کو گمنامی کی زمین میں دفن کردے اس لئے کہ جو بیج بویا نہ گیا ہو وہ پھلتا نہیں۔

(۱۲) کیا قلب منور ہو سکتا ہے؟ درآنحالیکہ اغیار موجودات کی صورتیں اس کے آئینہ میں منقش ہوں۔ اور کیا وہ حضور الٰہی سے مشرف ہو سکتا ہے؟ درآنحالیکہ ابھی شہواتِ نفسانیہ کی قید میں مقید ہے اور کیا وہ بارگاہ الٰہی میں داخل ہونے کی امید کر سکتا ہے؟ درآنحالیکہ ابھی اپنی غفلتوں کی ناپاکی سے پاک نہیں ہوا اور کیا دقائق اسرار کے سمجھنے کی توقع رکھتا ہے؟ درآنحالیکہ وہ ابھی اپنی نازیبا حرکتوں سے باز نہیں آیا۔

(۱۳) موجودات عالم سب کے سب تاریکیاں ہیں اور ان میں جو باری تعالیٰ کا ظہور ہوا ہے اسی نے انکو منور کر رکھا ہے تو جس کی نظر مخلوقات تک محدود ہے اور اس نے ان میں یا ان کے قریب یا ان سے پہلے یا ان کے بعد حق سبحانہ کا مشاہدہ نہ کیا تو اس کی نظر بصیرت وجود انوار کی جھلک سے محروم رہی، اور معارف کے آفتاب اُس سے آثار کے بادلوں میں چھپ گئے۔"

(۱۴) حق سبحانہ وتعالیٰ کا تجھکو اپنے مشاہدہ سے ایسی چیز کے ساتھ محجوب کرنا جو اس کے ساتھ

Marfat.com

بموجود معه. یا عجبا
كيف يظهر الوجود في العدم
ام كيف يثبت
الحادث مع من له وصف القدم
ما ترك من الجهل من اراد
ان يظهر في الوقت غير
ما اظهره
الله
احالتك الاعمال على وجود
الفراغ
من رعونات النفوس
ما ارادت همة سالك ان
تقف عند ما كشف لها
الا ونادته هواتف الحقيقة
الذي تطلب امامك وما
تبرجت ظواهر المكونات الا ونادتك
حقايقها انما نحن فتنة فلا تكفر
طلبك منه اتهام له
وطلبك له
غيبة
منك عنه
وطلبك لغيره لقلة حيائك
منه
وطلبك

موجود نہیں۔ اس کے قہر اور غلبہ کی بڑی دلیل ہے۔

(۱۵) کس قدر عجیب بات ہے کہ عدم میں وجود ظاہر ہو جائے اور قدیم کے ساتھ حادث ثابت رہ سکے۔

(۱۶) جس نے یہ چاہا کہ حق تعالیٰ کے ظاہر کردہ امر کے سوا اس وقت میں کوئی دوسرا امر ظاہر ہوتا، تو اس نے اپنے جہل و نادانی میں کوئی دقیقہ بھی نہ چھوڑا۔

(۱۷) بجا آوری اعمال کو وقت فرصت و فراغت کے لئے ٹالتے رہنا نفس کی چالوں میں سے ایک فریبانہ چال ہے۔

(۱۸) اثنائے سلوک میں کشف معارف و اسرار و ظہور انوار کے وقت سالک کی ہمت جب توقف و ٹھیرنے کا ارادہ کرتی ہے تو حقیقت الامر سے پکار کر کہتی ہے کہ ابھی منزل جب مخلوقات ظاہری کا جمال ظاہر ہوتا ہے، تو ان کے حقائق چلا کر تجھکو کہتے ہیں کہ ہم فتنہ اور آزمائش ہیں، ہم میں مبتلا ہو کر کفران مت کیجیو۔

(۱۹) حق سبحانہ سے تیرا کسی چیز کا طلب کرنا اس ذات پاک پر تہمت لگانا ہے گویا وہ تمہارے حال سے بے خبر ہے۔ اور تمہاری ضروریات کا کفیل نہیں اور اس کا قرب و مشاہدہ طلب کرنا یہ اس سے تیرے غائب ہونے کی علامت ہے اور ماسوی اللہ کی طلب تیری بیحیائی پر دلالت کرتی ہے خواہ وہ امور دنیویہ ہوں یا احوال و مقامات۔ اور اپنے مولا کے

Marfat.com

من غیرہ لوجود بُعدک منہ	سوا دوسرے سے طلب کرنا اسکی بارگاہ عالی سے تیری اور دُوری کی وجہ سے ہے"۔
۲۰ ما من نفس تبدیہ الا ولہ قدر فیک یمضیہ۔	(۲۰) تم پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جس میں تیرے پروردگار نے تجھ پر کوئی حکم نافذ نہ کیا ہو خواہ وہ از قبیل طاعت و معصیت ہو یا از باب نوازش و آزمائش۔
۲۱ لا تستغرب وقوع الاکدار ما دمت فی ہذہ الدار فما ابرزت الا ما ہو مستحق وصفہا وواجب نعتہا	(۲۱) جبتک کہ اس دار ناپائدار میں تجھکو رہنا ہے مصائب اور مکروہات کے وقوع کو حیرت کی نظر سے نہ دیکھ اس لئے کہ پردۂ غیب سے وہی ظاہر ہوتا ہے اور اس عالم میں وہی افتاد پڑتی ہے کہ وہ بسبب حکمت بالغہ الٰہیہ مستحق توصیف اور قابل تعریف ہی ہوتی ہے۔
۲۲ ما توقف مطلب انت طالبہ بربک وما تیسر مطلب انت طالبہ بنفسک	(۲۲) وہ مقصد کچھ دشوار نہیں جسکا تو اپنے پروردگار سے خواستگار ہوا اور وہ مطلب کچھ آسان نہیں جس کا تو اپنے نفس ہی کے بل بوتے پر طلبگار ہوا
۲۳ من علامات النجح فی النہایات الرجوع الی اللہ فی البدایات	(۲۳) ابتداء امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا ہونا انتہائی کار کی کامیابی اور فوز و فلاح کی علامت ہے"۔
۲۴ من اشرقت بدایتہ اشرقت نہایتہ	(۲۴) جس کی ابتدا روشن ہوتی ہے اُس کی انتہا بھی درخشان ہی ہوگی ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست۔
۲۵ اھتدی الراحلون الیہ بانوار التوجہ والواصلون لھم انوار المواجہۃ	(۲۵) راہِ الٰہی کے سالکوں نے انوار توجہ سے ہدایت پائی اور راستہ دیکھا اور واصلین بارگاہ ایزدی کیلئے مواجہۃ کے انوار خود بخود حاصل ہیں۔

Marfat.com

فالاکوان للانوار وھولاء الانوار لھم لانھم للہ لا لشئ دونہ۔ تشوفک الی مابطن فیک من العیوب خیر من تشوفک الی ما حجب عنک من الغیوب الحق لیس بمحجوب وانما المحجوب انت عن النظر الیہ اذلو حجبہ شئ لسترہ ما حجبہ ولوکان لہ ساتر لکان لوجودہ حاصر وکل حاصر لشئ فھو لہ قاھر وھو القاھر فوق عبادہ۔ اخرج من اوصاف بشریتک عن کل وصف مناقض لعبودیتک لتکون لنداء الحق مجیبا ومن حضرتہ قریبا۔ اصل کل معصیۃ وغفلۃ وشھوۃ الرضیٰ عن النفس واصل کل طاعۃ ویقظۃ وعفۃ عدم الرضیٰ منک عنھا شعاع البصیرۃ یشھدک قربہ منک وعین	تو پہلی جماعت انوار ہی کے لئے ہوتی ہے، اور دوسری جماعت کیلئے ہی انوار ہوتے ہیں، اس لئے کہ گروہ اخیر اللہ ہی کے ہو رہتے ہیں اور ماسوا کے طوق غلامی سے آزاد ہوتے ہیں" (۲۶) اپنے عیوب باطنی کی طرف تیرا نگاہ کرنا ان اشیاء کے حصول کی طرف نظر کرنے سے جو تجھ سے پوشیدہ اور غائب ہیں زیادہ بہتر ہے" (۲۷) حق جل و علا حجاب میں نہیں ہے صرف تو اپنے نفسانی صفات کی وجہ سے اس کے مشاہدہ سے روکا گیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شئے اس کیلئے حجاب ہوتی تو اسکو ڈھانپ لیتی اور اگر اس کیلئے کوئی چیز ڈھانپنے والی ہوتی تو ضرور اسکے وجود کو احاطہ کرنیوالی اور روکنے والی ہوتی، کیونکہ ہر ایک احاطہ کرنیوالی چیز غالب ہی ہوتی ہے، حالانکہ حق جل و علا سب پر غالب ہے" (۲۸) اپنے بشری اوصاف میں سے ہر اس وصف سے جو تیری بندگی کے مخالف ہو باہر نکل تاکہ حق سبحانہ کی ندا اور بلاوے کی اجابت، اور اس کی بارگاہ اقدس کی قربت حاصل کرسکو" (۲۹) ہر ایک معصیت، غفلت، اور شہوت کی بنیاد اپنے نفس سے رضامندی پر اور ہر ایک طاعت، عفت اور ہوشیاری کی بنیاد اپنے نفس سے نارضامندی پر ہی مبنی ہے۔ (۳۰) بصیرت کی روشنی تجھے حق تعالیٰ کے قرب کا مشاہدہ کراتی ہے اور عین الیقین تجھے اسکی محبت

Marfat.com

البصيرة تشهدك
عدمك لوجوده وحق
البصيرة يشهدك وجوده
لا عدمك ولا وجودك
كان الله ولا شيء معه
وهو الآن على ما عليه كان
(۳۱) لا تتعدّ نية همتك الى
غيره فان الكريم لا تتخطاه
الآمال (۳۲) لا ترفعن الى غيره
حاجة هو موردها عليك
وكيف يرفع غيره ما كان
هو له واضعا من لا يستطيع
ان يكون لها من غيره
رافعا. (۳۳) ان لم تحسن
ظنك به
لاجل وصفه
حسن ظنك
به
لوجود معاملته
معك فهل عودك الا
احسانا وهل اسدى
اليك الا امتنانا.
(۳۴) العجب كل العجب ممن
يهرب مما لا انفكاك

ذاتیہ کے ارادہ کا مشاہدہ کراتا ہے۔ اور حق الیقین تجھ
اس کے وجود کا مشاہدہ کراتا ہے جس میں تیرے
وجود اور عدم سے قطع نظر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ
سے تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی۔ اور وہ اب
بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔

(۳۱) اے سالک! اپنے عزم ہمت کی
باگ کو اپنے مولائے کریم سے ماسوا کی طرف نہ
موڑ۔ کیونکہ وہ کریم ہے۔ تیری امید دل کو رد نہیں
فرمائیگا۔

(۳۲) اپنی حاجت روائی غیر سے طلب نہ کر
اس لئے کہ اس حاجت میں اسی (حق تعالیٰ) نے
تمہیں مبتلا کیا ہے۔ اور غیر اس تکلیف کو اٹھا بھی کس
طرح سکتا ہے جبکہ رکھنے والا اللہ تعالیٰ ہو۔ بھلا جو
اپنے کشود کار کی استطاعت نہیں رکھتا تو وہ کس طرح
غیر کی حاجت برلا سکتا ہے۔

(۳۳) اگر تم باری تعالیٰ کی نسبت اسکی صفات
کمالیہ کی وجہ سے حسن ظن نہیں رکھتے تو تم اس
خوش معاملگی کے سبب جو اسے تیرے ساتھ ہے
اس کی نسبت حسن ظن پیدا کرو۔ کیا احسانات کے
علاوہ اس نے تیرے ساتھ کوئی اور سلوک بھی
رکھا ہے؟ اور فضل وکرم کے سوا بھی اس نے
کچھ تمہیں نازل فرمایا ہے؟

(۳۴) کس قدر حیرت افزا بات ہے کہ انسان
اس سے بھاگتا ہے جس سے اس کو جدائی نہیں

Marfat.com

له عنده ويطلب ما لا
بقاء له معه فانها
لا تعمى الابصار ولكن
تعمى القلوب التي في
الصدور ۳۵
لا ترحل من كون
الى كون فتكون كحمار
الرحى يدور والذي
ارتحل اليه هو الذي
ارتحل عنه ولكن ارحل
من الكون الى المكون و
ان الى ربك المنتهى .
۳۶ لا تصحب من لا
ينهضك حاله ولا يدلك
على الله مقاله
۳۷ ما قل عمل برز من
قلب زاهد ولا كثر
عمل برز من
قلب راغب
۳۸ لا تترك الذكر لعدم
حضورك مع الله فيه لان
غفلتك عن
عن وجود ذكره اشد من
غفلتك مع وجود ذكره فعسى

اور جس سے کسی طرح وہ چھٹکارا نہیں پا سک
اور اس کو طلب کرتا ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی
طرح بقا اور وفا نہیں رکھتا۔ اسکی ظاہری
آنکھیں کچھ اندھی نہیں ہیں بلکہ وہ دل اندھا
بے بصیرت ہے جو سینے میں ہے"۔

(۳۵) مخلوق سے مخلوق تک (یعنی اثر سے ا
تک) سفر نکر اس صورت میں تم تیلی کے بیل کی
طرح ہوگے کہ جہاں پر اس کے چلنے کی انتہا
ہے وہی مقام اس کے چلنے کی ابتدا کا ہوتا
بلکہ تمپر لازم ہے کہ مخلوق سے خالق کی طرف (اثر
مؤثر تک) سفر کرو کہ بیشک منتہائے سفر بارگا
الٰہی تک ہے"۔

(۳۶) ایسے شخص کی ہمنشینی اور رفاقت اختی
نہ کرو کہ جسکا حال تم کو حق تعالیٰ کی محبت کیطرف
آمادہ نہ کرے اور جسکا کلام (قال) بارگاہ
کی طاعت پر تجھکو برانگیختہ نہ کرے"۔

(۳۷) اس عمل کو کم نہ سمجھنا چاہیے جو تارک الد
قلب سے ظاہر ہوتا ہے اور اس عمل کو زیادہ نہ سمجھنا
چاہیے کہ جو حریص الدنیا دل سے سرزد ہوتا ہے

(۳۸) ذکر میں حضور الٰہی نہ ہونے کے سبب سے
ذکر کو نہ چھوڑنا چاہیے اس لئے کہ ذکر سے غافل رہنا
زیادہ مضر ہے بہ نسبت اسکے کہ ذکر کیا جاوے لیکن
اس میں حضور نہ ہو' بلکہ اس صورت میں امید ہے کہ
حق تعالیٰ تمہارے مرتبہ کو ذکر بے حضور سے بڑھا کر ذکر

Marfat.com

يرفعك من ذكر مع وجود غفلة الى ذكره مع وجود يقظة ومن ذكر مع وجود يقظة الى ذكر مع وجود حضور ومن ذكر مع وجود حضور الى ذكر مع غيبة ماسوى المذكور وما ذلك على الله بعزيز۔ من علامات موت القلب عدم الحزن على ما فاتك من الموافقات وترك الندم على ما فعلته من وجود الزلات۔ لا يعظم الذنب عندك عظمة تصدك عن حسن الظن بالله تعالىٰ فان من عرف ربه استصغر في جنب كرمه ذنبه۔ لا صغيرة اذا قابلك عدله ولا كبيرة اذا واجهك فضله۔ النور جند القلوب كما ان الظلمة جند النفس فاذا اراد الله ان ينصر عبده امده بجنود الانوار وقطع عنه مدد الظلم والاغيار۔ لا تفرحك الطاعة لانها برزت منك

بیداری (جس میں غفلت نہ ہو) تک پہونچادے اور ذکر بیداری سے ذکر حضور تک اور ذکر حضور سے اُس ذکر تک تمہارا رتبہ بلند فرمائے جس میں کل ما سوی اللہ چیزیں نظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اور یہ صورت اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں۔

(۳۹) طاعات و حسنات کے فوت ہو جانے پر غم نہ ہونا اور معاصی اور سیئات کے واقع ہونے پر پشیمانی کا نہ ہونا۔ موت قلب کی علامت ہے۔"

(۴۰) کوئی گناہ تیرے خیال میں اتنا بڑا نہ ہونا چاہیئے کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنے سے روک دے اور اسکی رحمت اور فضل سے مایوس کر دے۔ اس لئے کہ جس نے اپنے رحیم و کریم پروردگار کو پہچانا' اسنے اپنے گناہوں کو اس کے عفو و کرم کے مقابلہ میں صغیر و حقیر جانا۔"

(۴۱) اگر اس کے عدل و انصاف سے معاملہ ہوا تو کوئی گناہ بھی صغیرہ نہیں اور اگر اس کے رحم و کرم سے سامنا ہوا تو کوئی گناہ بھی کبیرہ نہیں۔"

(۴۲) انوار معرفت قلب سالک کے لشکر ہیں جس طرح سے کہ غفلت کی تاریکیاں نفس کی فوجیں ہیں جب الطاف الٰہی اپنے بندہ کی مدد کا ارادہ کرتے ہیں تو انوار معرفت کے لشکر سے کمک پہونچاتے ہیں اور اغیار اور تاریکیوں کے دستبرد سے اُسے بچا لیتے ہیں۔

(۴۳) طاعت پر اس اعتبار سے نہ اترانا چاہیئے کہ وہ تجھ سے (تیرے اختیار سے) ظاہر ہوتی ہے بلکہ

Marfat.com

وا فرحوا بھا لانھا برزت من اللہ الیک قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا۔

اس معنی کر کے خوش ہونا چاہیے کہ یہ طاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اس کی توفیق وہی سے) امل میں آئی ہے۔ کہدو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوش ہونا چاہیے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں" آیہ

۴۴ ما بسقت اغصان ذل الا علی بذر طمع

(۴۴) ذلت کی شاخیں طمع کے بیج سے ہی پھوٹ کر بڑہتی اور پھیلتی ہیں۔

۴۵ انت حر مما انت عنہ آیس و عبد لما انت لہ طامع۔

(۴۵) جس چیز سے تو ناامید ہے اس سے آزاد ہے۔ اور جسکا تو طامع ہے اُسکا بندہ ہے۔

۴۶ من لم یقبل علی اللہ بملاطفات الاحسان قید الیہ بسلاسل الامتحان۔

(۴۶) جس نے اپنے پروردگار کی طرف اس کے الطاف اور احسانات کی وجہ سے رخ نہیں کیا تو وہ آزمائش کی زنجیروں میں جکڑ کر اس کے سامنے کھینچا گیا"

۴۷ من لم یشکر النعم فقد تعرض لزوالھا و من شکرھا فقد قیدھا بعقالھا۔

(۴۷) جو نعمتوں کا شکر بجانہ لایا۔ وہ اُن کے زوال کے درپے ہوا۔ اور جس نے شکرگزاری کی تو گویا اس نے نعمتوں کو مضبوط شکیل میں باندھ لیا

۴۸ خف من وجود احسانہ الیک و دوام اساءتک معہ ان یکون ذلک استدراجا لک سنستدرجھم من حیث لا یعلمون۔

(۴۸) رب تعالیٰ کے احسان اور اپنی دائمی برائیوں سے ڈرنا چاہیئے کہ مبادا یہ تمہارے لئے استدراج (ڈھیل) کی صورت ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ہم آہستہ آہستہ پکڑینگے ان کو جہاں سے وہ نہ جانینگے آیہ۔

۴۹ اذا رایت عبدا اقامہ اللہ تعالیٰ بوجود الاوراد و اداامہ علیھا

(۴۹) جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ توفیق الٰہی نے اس کو اوراد کا پابند خوگر بنایا ہے تو اس عطائے الٰہی کو اس لئے حقیر نہ سمجھو کہ تم اسپر عارفین

Marfat.com

مع طول الامداد فلا تستحقرن ما منحه مولاه لانك لم تر عليه سيما العارفين ولا بهجة المحبين فلولا وارد ما كان ورد - ٥١ قوم اقامهم الحق لخدمته وقوم اختصهم بمحبته كلا نمد هولاء وهولاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا - قلما تكون الواردات الالهية الا بغتة لئلا يدعيها العباد بوجود الاستعداد - ٥٢ من رايته مجيبا عن كل ما سئل ومعبرا عن كل ما شهد وذاكرا كل ما علم فاستدل بذلك على وجود جهله - ٥٣ انما جعل الله الآخرة محلا لجزاء عباده المؤمنين لان هذه الدار لا تسع ما يريد ان يعطيهم ولانه اجل اقدارهم عن ان يجازيهم في دار لا بقاء لها - ٥٤ من وجد ثمرة عمله عاجلا فهو دليل على وجود القبول آجلا - اذا اردت ان تعرف قدرك عنده

کی علامت اور واصلین کی نورانیت نہیں دیکھ رہے ہو۔ اگر تجلیات الٰہی کا اس پر وُرود نہ ہوتا تو ورد کی مداومت اور یہ استقامت بھی نہ ہوتی۔

(۵۰) باریتعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک گروہ کو اپنی طاعت اور خدمت کے لئے مقرر فرمایا اور ایک جماعت کو اپنی محبت کے لئے مخصوص کیا ہے۔ ان کو اور اُن کو (غرضیکہ سب کو) تمہارے رب کی عطا سے مدد کرتے ہیں اور تیرے رب کی عطا بند نہیں" آیہ

(۵۱) واردات الہیہ بسا اوقات اس لئے اچانک پیش آجاتے ہیں تاکہ بندے اپنی قابلیت اور استعداد کی وجہ سے کہیں اُن کے مُدعی نہ بن بیٹھیں"

(۵۲) جس کو تو ہر سوال کا جواب دینے والا ہر مشاہدہ کا ظاہر کرنے والا اور ہر علم کا بیان کرنیوالا دیکھے تو ان باتوں سے اُس کا جہل سمجھ لو"

(۵۳) صرف دار آخرت کو ہی اپنے مؤمن بندوں کے اعمال کیلئے محل جزا مقرر فرمایا۔ ایک تو اس وجہ سے کہ جو کچھ وہ ان کو دینا چاہتا ہے یہ دار دنیا اس کو سما نہیں سکتی۔ دوسرے یہ کہ دار بے بقا میں بدلہ دینے سے ان کی قدر و مرتبہ کو برتر و بلند ٹھہرایا"

(۵۴) جس نے اپنے عمل کا ثمرہ دنیا میں پا لیا تو یہ اس کے آخرت میں قبول ہونے کی دلیل ہے"

(۵۵) اگر تم باریتعالیٰ کے نزدیک اپنی قدر و

Marfat.com

فانظر فیما ذا یقیمک۔

(۵۶) من رزقک الطاعۃ و الغنیٰ بہ عنھا فاعلم انہ قد اسبغ علیک نعمہ ظاھرۃ و باطنۃ۔

(۵۷) خیر ما تطلبہ منہ ما ھو طالبہ منک۔

(۵۸) الحزن علی فقدان الطاعۃ مع عدم النھوض الیھا من علامات الاغترار۔

(۵۹) ما العارف من اذا اشار وجد الحق اقرب الیہ من اشارتہ بل العارف من لا اشارۃ لہ لفنائہ فی وجودہ و انطوائہ فی شھودہ۔

(۶۰) الرجاء ما قارنہ العمل والا فھو امنیۃ۔

(۶۱) مطلب العارفین من اللہ تعالیٰ الصدق فی العبودیۃ والقیام بحقوق الربوبیۃ

(۶۲) بسطک کی لا یبقیک مع القبض

منزلت معلوم کرنا چاہو تو یہ دیکھو کہ اس نے تمہیں کس کام میں لگا رکھا ہے۔

(۵۶) جب تجھکو اس نے اپنی طاعت کی توفیق کے ساتھ ماسوا سے مستغنی کر دیا تو سمجھ لو کہ تجھکو اس نے اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے مالا مال کر دیا۔

(۵۷) ان سب چیزوں میں بہترین جو تم اپنے مولا سے طلب کرتے ہو وہ چیز ہے جسکا کہ وہ خود تجھ سے طالب ہے (یعنی عبودیت پر استقامت)۔

(۵۸) طاعت بجا نہ لانے پر غمگین ہونا اور باوصف اس غم کے پھر طاعت کے لئے نہ اٹھنا دھوکے میں پڑے ہوئے ہونے کی علامت ہے۔

(۵۹) عارف وہ نہیں ہے کہ جب اُن ذات کی طرف اشارہ کرے تو حق تعالیٰ کو اپنی طرف اپنے اشارہ سے بھی قریب تر پائے۔ بلکہ عارف حقیقی وہ ہے کہ جو حق تعالیٰ کے وجود میں فنا اور اس کے مشاہدہ میں محو ہو کر اپنے اشارہ ہی سے بے نیاز و بے خبر ہو جائے۔

(۶۰) امید در اصل وہی ہے جو اعمال پسندیدہ کے ساتھ مقرون ہو عمل صالح کے سو امحض رجا امید آرزوئے بیجا ہے۔

(۶۱) عارفین کا اللہ تعالیٰ سے بہترین مقصد یہ ہے کہ عبودیت میں سچائی اور حقوق الٰہی کی پوری بجا آوری ہو۔

(۶۲) بسط تجھپر اس وجہ سے فرمایا کہ قبض ہی میں

وتبعات کی لا یترکک مع البسط واخرجک عنهما کی لا تکون لشیٔ دونہ
۶۳ العارفون اذا بسطوا اخوف منهم اذا قبضوا ولا یقف علی حدود الادب فی البسط الا قلیل۔
۶۴ البسط تاخذ النفس منہ حظها بوجود الفرح والقبض لا حظ للنفس فیہ۔
۶۵ الاکوان ظاهرها غرة وباطنها عبرة فالنفس تنظر الی ظاهر غرتها والقلب ینظر الی باطن عبرتها۔
۶۶ ان اردت ان تکون لک عز لا یفنی فلا تستعزن بعز یفنی
۶۷ الطی الحقیقی ان تطوی مسافة الدنیا عنک حتی تری الاخرة اقرب الیک منک
۶۸ العطاء من الخلق حرمان والمنع من الله احسان

نہ رہ جاؤ، اور قبض اس وجہ سے کیا کہ بسط ہی کے نہ ہو جاؤ۔ اور دونوں سے تجھکو اس لئے نکالا کہ توسوائے اپنے مولیٰ کے کسی کا نہ ہو۔

(۶۳) عارفین حالت قبض کی نسبت حالت بسط سے زیادہ خائف رہتے ہیں۔ اسلئے کہ حالت بسط میں بہت ہی کم لوگ حدود ادب پر ٹھیر سکتے ہیں۔

(۶۴) بسط کی حالت میں نفس سرور کے ہونے سے اپنا حصہ لے لیتا ہے اور قبض کی حالت میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

(۶۵) کائنات عالم کا ظاہر فریب سے آراستہ ہے۔ اور اسکا باطن عبرت سے معمور ہے۔ پس نفس کی نظر اس کے فریب ظاہری تک محدود ہوتی ہے اور قلب کی نگاہ اس کے باطنی مواقع عبرت ہی پر پڑتی ہے۔

(۶۶) اگر عزت دائمی کے خواہاں ہو تو عزت فانی کی طلب میں نہ پڑو۔

(۶۷) طی حقیقی (جو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو کرامت فرماتا ہے) یہ ہے کہ تو دنیا کی مسافت اپنی نظر بصیرت سے یہاں تک لپیٹ دے کہ آخرت اپنے وجود سے بھی قریب تر نظر آئے۔

(۶۸) مخلوق کی داد و دہش فی الحقیقت محرومی ہے اور اللہ تعالیٰ کا نہ دینا بھی تیرے لئے اسکا احسان ہے۔

۶۹ جل ربنا ان یعامله العبد نقدا فیجازیه نسیئة. کفی من جزائه ایاک علی الطاعة ان رضیک لها اهلا. من عبده لشیٔ یرجوه منه او لیدفع بطاعته ورود العقوبة عنه فما قام بحق اوصافه. متی اعطاک اشهدک بره ومتی منعک اشهدک قهره فهو فی کل ذلک متعرف الیک ومقبل بوجود لطفه علیک. معصیة اورثت ذلا وانتقارا خیر من طاعة اورثت عزا واستکبارا. متی اوحشک من خلقه فاعلم انه یرید ان یفتح لک باب الانس به. متی اطلق لسانک بالطلب فاعلم انه یرید ان یعطیک. العارف لا یزول اضطراره	(۶۹) ہمارے پروردگار کی شان اس سے برتر وبالا ہے کہ بندہ تو اس کے ساتھ (اپنی طاعتوں سے) نقد کا معاملہ کرے اور وہ اسکا بدلہ قیامت کے (ودہار) پر چھوڑ دے۔ (۷۰) طاعت پر دنیا میں تجھکو یہی بدلہ کافی ہے کہ تجھے اس نے طاعت کی توفیق دی اور اس کا اہل بنایا (۷۱) جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت حصول ثواب یا دفع عقاب عذاب کیلئے کی تو گویا اس نے حق جل وعلا کی صفات کمال وعظمت جلال کا اندازہ نہیں ورنہ انکا حق بجا لایا۔ (۷۲) جب وہ تمہیں دیتا ہے تو یہ اس کے جود وکرم کی یاد دہانی ہوتی ہے اور جب نہیں دیتا تو اپنے قہر وغلبہ کا مشاہدہ کراتا ہے۔ دونوں صورتوں میں تجھکو اپنی معرفت سے بہرہ ور فرماتا ہے اور اپنے لطف وکرم کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہے۔ (۷۳) جس معصیت سے مولیٰ جل وعلا کے سامنے ذلت وافتقار پیدا ہو وہ اس عبادت سے بہتر ہے جو نخوت اور تکبر پیدا کرے۔ (۷۴) جب باریتعالیٰ نے تجھے ماسوا سے متوحش اور دل برداشتہ کردیا ہے تو سمجھ لے کہ وہ تیرے لئے اپنے ساتھ وابستگی اور انس کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے (۷۵) جب اس نے تیری زبان کو طلب کرنے کے لئے قوتِ گویائی عطا کی۔ تو یقین جان کہ وہ تجھے دینا بھی چاہتا ہے۔ (۷۶) عارف وہ ہے جسکی بیقراری کبھی زائل نہو

Marfat.com

ولا یکون مع غیر اللہ قرارہ۔ من ظن انفکاک لطفہ عن قدرہ فذلک لقصور نظرہ۔ سبحان من ستر سر الخصوصیۃ بظھور البشریۃ وظھر بعظمۃ الربوبیۃ فی اظہار العبودیۃ لا تطالب ربک بتاخیر مطلبک و لکن طالب نفسک بتاخر ادبک۔ متی جعلک فی الظاھر ممتثلا لامرہ و رزقک فی الباطن الاستسلام بقدرہ فقد اعظم المنۃ علیک الغافل اذا اصبح ینظر ماذا یفعل والعاقل ینظر ماذا یفعل بہ انما یستوحش العباد والزھاد من کل شیٔ لغیبتھم عن اللہ فی کل شیٔ فلو شھدوہ فی کل شیٔ لم یستوحشوا من شیٔ۔ امرک فی ھذہ الدار بالنظر	اور ما سوی اللہ کے ساتھ اسے کبھی قرار حاصل نہ ہو۔ (۷۷) جس نے یہ گمان کیا کہ مصائب اور تکالیف مقدرہ میں اس کے الطاف کا سایہ انسان کے سر سے اٹھ جاتا ہے۔ تو یہ اسکی نظر عقل کا قصور ہے۔ (۷۸) پاک ہے وہ ذات جس نے معارف اور اسرار الٰہیہ خاصہ کو اوصاف بشریت کے ظہور کے پردہ میں چھپایا۔ اور اپنی عظمت ربوبیت کو اپنے بندوں کے لئے ان کی عبودیت کے آثار ظاہر کر کے ظاہر فرمایا۔ (۷۹) مقصد کے حصول میں تاخیر واقع ہونیسے اپنے پروردگار پر اعتراض و مطالبہ نہ کر۔ بلکہ آداب دعا کے بجا نہ لانے پر اپنے نفس سے باز پرس کر۔ (۸۰) جب تجھکو ظاہر میں اس نے اپنے حکم (شرع شریف) کا فرمانبردار بنایا اور باطن میں اپنی مقدرات کی تسلیم کی تہیں توفیق بخشی۔ تو تجھپر اس نے بہت بڑا احسان فرمایا۔ (۸۱) جب صبح ہوتی ہے تو غافل سوچتا ہے کہ آج میں کیا کرونگا اور دانشمند اس فکر میں غلطان رہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا کریگا۔ (۸۲) عابد اور زاہد ہر اس چیز سے جو خلاف طبع ہو وحشت اور نفرت کرتے ہیں اس لئے کہ وہ ہر ایک میں حضور الٰہی سے محجوب بنتے ہیں اگر وہ ہر چیز میں اسی کا جلوہ دیکھ لیتے تو کسی چیز سے متنفر و متوحش نہ ہوتے۔ (۸۳) اسی دنیا میں تجھے اس نے اپنی مخلوقات

فی مکوناتہ و سیکشف لک فی تلک الدار عن کمال ذاتہ۔ علم منک انک لا تصبر عنہ فاشہدک ما برز منہ۔ لما علم الحق منک وجود الملل لون لک الطاعات و علم ما فیک من وجود الشرہ فحجرہا علیک فی بعض الاوقات لیکون ھمک اقامۃ الصلٰوۃ لا وجود الصلاۃ فما کل مصل مقیم۔ الصلٰوۃ طہرۃ للقلوب من ادناس الذنوب۔ واستفتاح لباب الغیوب الصلوٰۃ محل المناجات ومعدن المصافات، وتتسع فیہا میادین الاسرار وتشرق فیہا شوارق الانوار علم وجود الضعف منک فقلل اعدادہا و علم احتیاجک الی فضلہ فکثر امدادہا

میں نظر اعتبار سے دیکھنے کا حکم فرمایا ہے اور عنقریب اپنی ذات کاملہ آخرت میں تجھ پر عیاں کردیگا۔"

(۸۴) حق تعالیٰ نے جانا ہے کہ تم اس کے مشاہدہ کے بغیر صبر نہیں کرسکتے۔ اس لئے اپنے آثار قدرت کا تمہیں جلوہ دکھایا۔"

(۸۵) جب حق جل و علا نے عبادت سے تیری ملالت و گرانی دیکھی تو رنگ برنگ کی عبادتیں تیرے لئے مقرر فرمائیں اور جب عبادت پر تیری حرص دیکھی تو ان کو اوقات مخصوصہ میں محدود کردیا۔ اس لئے کہ تیرا قصد کامل نماز ادا کرنیکا ہو نہ محض صورت نماز۔ کیونکہ ہر ایک نماز پڑھنے والا کامل نماز ادا کرنیوالا نہیں ہوتا ہے۔"

(۸۶) نماز فی الحقیقت معاصی کے میل کچیل سے دلوں کو پاک کرنے والی اور پوشیدہ اسرار کا دروازہ کھولنے والی ہے۔"

(۸۷) نماز سرگوشی کا محل اور محبت و اخلاص کی منزل ہے۔ اسرار کی فضائیں قلب کے لئے اس میں کشادہ ہوجاتی ہیں اور اس میں انوار کے ستارے چمکتے ہیں۔"

(۸۸) تیرا ضعف و ناتوانی معلوم کرکے نماز کی تعداد گھٹادی اور فضل خداوندی کا محتاج جان کر اس کا ثواب بڑھادیا (یعنی پچاس سے پانچ کردیں اور پچاس کا ثواب پانچ ہی میں دیدیا)"

Marfat.com

۸۹ متی طلبت عوضا علی
عمل طولبت بوجود الصدق
فیہ و یکفی المریب
وجدان السلامۃ
۹۰ لا تطلب عوضا علی عمل
لست لہ فاعلا یکفی من
الجزاء لک علی العمل ان
کان لہ قابلا ۹۱ اذا اراد
ان یظھر فضلہ علیک
خلق و نسب الیک
۹۲ لا نھایۃ لمذامک ان
ارجعک الیک ولا تفرغ
مدایحک ان اظھر
جودہ علیک ۹۳ کن
باوصاف ربوبیتہ
متعلقا و باوصاف
عبودیتک متحققا۔
۹۴ منعک ان تدعی
مالیس لک مما
للمخلوقین
افیبیح لک ان تدعی
وصفہ وھو رب العلمین
۹۵ کیف تخرق لک العوائد و
انت لم تخرق

(۸۹) جب تم کسی عمل پر عوض کے خواہاں ہو گے تو تم سے اس میں صدق و اخلاص کا مطالبہ ہوگا اور اخلاص کے ہونے میں تو متردد ہی ہوگا۔ اور متردد کو اپنے اس ناکارہ عمل کی عقوبت میں جزاء و سزائے خداوندی سے سلامت رہنا ہی غنیمت ہے۔

(۹۰) اپنے کسی عمل پر جس کے در اصل تم فاعل ہی نہیں ہو عوض کے طلبگار مت ہو۔ ایسے عمل پر تجھکو یہی عوض کافی ہے کہ اس کو اس نے قبول فرما لیا اور اس پر کچھ مواخذہ نہیں کیا۔

(۹۱) جب اپنا فضل و احسان تجھ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کسی نیک عمل کی تمہیں توفیق دیکر اس کو تیری طرف منسوب کر دیتا ہے۔

(۹۲) اگر اس نے تجھے تیرے اعمال ہی کی طرف لوٹا دیا تو تمہاری برائیوں کی کوئی انتہا نہ ہوگی اور اگر اپنا جود و کرم تجھ پر ظاہر فرمایا تو پھر تیری خوبیوں کی کوئی حد نہ ہوگی۔

(۹۳) اس کے اوصاف ربوبیت کے ساتھ متعلق اور اپنے اوصاف عبودیت کے ساتھ متحقق ہو جاؤ۔

(۹۴) مخلوق کی ملک چیزوں پر تمہیں دعوے کرنے سے جب اس نے روک دیا ہے تو کیا تمہارے لیے جائز ہو سکتا ہے کہ تم اس کی کسی صفت پر دعوی کرو حالانکہ وہ رب العلمین ہے۔

(۹۵) تجھ سے خوارق عادات کیونکر ظاہر کئے جائیں۔ حالانکہ تم نے ابھی تک اپنی نفسانی عادتوں

Marfat.com

من نفسك العوائد.
٩٦ ما الشان وجود الطلب
انما الشان ان ترزق
حسن الادب. ٩٧ ما طلب
لك شئ مثل الاضطرار
ولا اسرع بالمواهب اليك
مثل الذلة والافتقار.
٩٨ لو انك لا تصل اليه الا
بعد فناء مساويك و
محو دعاويك لم تصل اليه
ابدا ولكن اذا اراد
ان يوصلك اليه غطى
وصفك بوصفه ونعتك
بنعته فوصلك اليه
بما منه اليك لا بما منك
اليه. ٩٩ لولا جميل ستره
لم يكن عمل اهلا للقبول
١٠٠ انت الى حلمه اذا اطعته
احوج منك
الى حلمه
اذا عصيته. ١٠١ الستر
على قسمين
ستر
عن المعصية

تک کو چھوڑا ہی نہیں "

(۹۶) اپنے مولیٰ سے دعا وسوال کرنے میں کیا خوبی ہے۔ خوبی تو اس میں ہے کہ سوال میں حسن ادب کے طریقہ کو تم ملحوظ رکھو"

(۹۷) تیرے اضطرار و بیقراری سے زیادہ اسے کوئی چیز مطلوب نہیں اور تیری ذلت و احتیاج کے برابر مواہب الٰہی کو تیری طرف جلد لانے والی کوئی چیز نہیں"

(۹۸) اگر یہ ہوتا کہ تو اس تک بجز اپنی خرابیوں کے نیست کرنے اور دعووں کے مٹانے کے کسی طرح نہیں پہونچ سکتا۔ تو تم کبھی اس تک نہ پہنچ سکتے۔ لیکن جب اس نے تجھکو اپنے تک پہونچانا چاہا تو تیرے وصف کو اپنے وصف کے آغوش میں چھپایا اور تیری نعت کو اپنی نعت کے پردہ میں ڈھانکا پس تجھکو ان الطاف کی وجہ سے جو اسکی طرف سے تیری جانب متوجہ ہوئے نہ ان اعمال کی وجہ سے جو تیری طرف سے اس بارگاہ میں پیش ہوئے اس نے اپنے تک پہنچایا"

(۹۹) اگر اس کی خوش آئند پردہ پوشی نہ ہوتی تو کوئی عمل لائق قبولیت نہوتا"

(۱۰۰) گناہ و نافرمانی کی صورت میں جسقدر تم حلم خداوندی کے محتاج ہو اس سے زیادہ بندگی اور طاعت کی حالت میں اس کے حلم کی تمکو ضرورت ہے

(۱۰۱) پردہ پوشی کی دو قسمیں ہیں ایک تو گناہ کے

Marfat.com

وستر تہما فالعامة يطلبون من الله الستر فيها خشية سقوط مرتبتهم عند الخلق والخاصة يطلبون من الله تعالى الستر عنها خشية سقوطهم من نظر الملك الحق.

١٠٢ من أكرمك إنما أكرم فيك جميل ستره فالحمد لمن سترك ليس الحمد لمن أكرمك وشكرك.

١٠٣ لو أشرق لك نور اليقين لرأيت الآخرة أقرب إليك من أن ترحل إليها ولرأيت محاسن الدنيا قد ظهرت كسفة الفناء عليها.

١٠٤ ما حجبك عن الله وجود موجود معه ولكن حجبك عنه توهم موجود معه.

١٠٥ أباح لك أن تنظر ما في المكونات وما أذن لك أن

صدور ہی سے پردہ پوشی، دوسرے گناہ واقع ہو چکنے کے بعد مخلوق سے پردہ پوشی۔ عوام تو اس وجہ سے کہ خلق کی نظروں میں ان کا مرتبہ نہ گر جائے گناہ کے بعد پردہ پوشی کے طلبگار ہیں۔ اور خواص اس لئے اپنے حقیقی مالک جل و علا کی نظر لطف سے نہ گر جائیں گناہ کے واقع ہونے ہی سے پردہ پوشی کے اللہ تعالیٰ سے طلبگار رہتے ہیں۔

(۱۰۲) جس نے تیری تعظیم و تکریم کی درحقیقت اس نے تیری تعظیم و تکریم نہیں کی بلکہ اس نے تیرے مولائے حقیقی کی پردہ پوشی کی تعظیم و تکریم کی ہے (کہ اس نے تیرے عیوب کو چھپا دیا) تو تیری حمد و ثنا کا مستحق تیرا مولا ہے پردہ پوش ہے نہ تیرا تعظیم و تکریم کرنے والا شخص۔

(۱۰۳) اگر نور یقین تجھ پر روشن ہو جاتا تو آخرت کو اپنے نفس سے اس قدر قریب پاتے کہ اس کی طرف کوچ بھی نہیں کر سکتے اور دنیا کی خوبیاں اس حال میں دیکھتے کہ ان پر فنا کے گہن چھا گئے ہیں۔

(۱۰۴) تجھے اللہ تعالیٰ سے کسی وجود کے وجود نے محجوب نہیں کیا ہے لیکن تجھے اس توہم نے کہ اس کے ساتھ کوئی موجود ہے اس ذات سے محجوب کر رکھا ہے۔

(۱۰۵) مخلوقات میں تماشا کی اجازت تو تجھے مباح فرمایا اور خود ذات مخلوقات کے ساتھ توقف کی اجازت نہیں دی۔ چنانچہ ارشاد ثابت ہوتا ہے جس میں تیرے فہم کا دروازہ کھولا

تقف عند ذوات المکونات قل انظروا ماذا في السموات فتح لك باب الافهام و لم يقل انظروا السموات لئلا يدلك على وجود الاجرام. الناس يمدحونك لما يظنونه فيك فكن انت ذاما لنفسك لما تعلمه منها. المؤمن اذا مدح استحيى من الله تعالى ان يثنى عليه بوصف لا يشهده من نفسه. اجهل الناس من ترك يقين ما عنده لظن ما عند الناس. اذا اطلق الثناء عليك ولست باهل فاثن عليه بما هو اهله. الزهاد اذا مدحوا انقبضوا لشهودهم الثناء من الخلق والعارفون اذا مدحوا انبسطوا لشهودهم ذلك من الملك الحق

گیا ہے کہ کہہ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اسے دیکھو جو آسمانوں میں ہے یہ نہ فرمایا کہ آسمانوں ہی کو دیکھو کہ اس صورت میں یہ ارشاد اجسام کے وجود پر دلالت کرتا جو مقصود نہیں ہے۔

(۱۰۶) لوگ بسبب ان اوصاف حمیدہ کے جنکا وہ تجھ میں گمان کرتے ہیں تیری وصف کرتے ہیں تو تو بسبب ان بری خصلتوں کے جن کو اپنے نفس کے اندر یقینی طور پر جانتا ہے اپنی مذمت کر۔

(۱۰۷) مومن کامل کی جب مدح کی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس لئے شرماتا ہے کہ اس کی ایسی بات پر تعریف ہو رہی ہے جس کو وہ اپنے نفس کے اندر نہیں دیکھتا۔

(۱۰۸) سب سے جاہل شخص وہ ہے جو اپنے عیوب کے یقین کو اس وجہ سے چھوڑ دیتا ہے کہ لوگ اس کی بہ نسبت اچھا گمان رکھتے ہیں۔

(۱۰۹) جب تیرا مولیٰ تیری ایسی تعریف میں خلقت کی زبان کو گویا کردے جس کے تم لائق بھی نہیں ہو۔ تو تم اپنے پروردگار کی ایسی ثنا کہو جو اس کے لائق ہو۔

(۱۱۰) زاہدوں کی جب مدح کی جاتی ہے تو تنگ ہوتے ہیں اس وجہ سے کہ مدح کو مخلوق کی طرف سے سمجھتے ہیں اور جب عارفین کی مدح کی جاتی ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اسکو حق جل وعلا سے ہی مشاہدہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

(۱۱۱) متی کنت اذا اعطیت بسطک العطاء واذا منعت قبضک المنع فاستدل بذلک علی ثبوت طفولیتک وعدم صدقک فی عبودیتک۔ (۱۱۲) اذا وقع منک ذنب فلا یکن سببا لیأسک من حصول الاستقامة مع ربک فقد یکون ذلک آخر ذنب قدر علیک۔ (۱۱۳) اذا اردت ان یفتح لک باب الرجاء فاشهد ما منه الیک واذا اردت ان یفتح لک باب الخوف فاشهد ما منک الیه۔ (۱۱۴) ربما افادک فی لیل القبض ما لم تستفده فی اشراق نهار البسط لا تدرون ایهم اقرب لکم نفعا۔ (۱۱۵) سبحان من لم یجعل الدلیل علی اولیائه الا من حیث الدلیل علیه ولم یوصل الیهم الا من اراد ان یوصله الیه۔ (۱۱۶) ربما اطلعک علی غیب ملکوته وحجب عنک الاستشراف علی

(۱۱۱) جب تیری ایسی حالت ہو کہ عطا سے تجھے فراخدلی اور منع سے دل تنگی ہو تو یہ تمہاری نادانی اور لڑکپنے کا ثبوت ہے اور تمہاری عبودیت میں سچے نہ ہونے پر دلیل ہے۔

(۱۱۲) جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ تجھکو تیرے پروردگار کے ساتھ حصول استقامت سے مایوس نہ کردے اس لئے کہ شاید کہ یہ تیرا آخری گناہ ہو جو تیری تقدیر میں تھا۔

(۱۱۳) جب تو یہ چاہے کہ امید کا دروازہ تجھ پر مفتوح ہو تو اپنے مولا کے احسانات کا (جو تجھ پر ہیں) مشاہدہ کر اور اگر چاہے کہ خوف کا دروازہ تجھ پر کھلے تو جو کچھ تجھ سے نافرنیاں اور بے ادبیاں اس کی جناب میں صادر ہوئی ہیں انکا ملاحظہ کر۔

(۱۱۴) بسا اوقات قبض کی اندھیری رات میں وہ انعام و معارف تمہیں دیتا ہے جس کو تم بسط کی روز روشن میں نہیں پا سکتے چنانچہ ارشاد ہے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہاری بھلائی کس بات میں ہے۔

(۱۱۵) تقدس و پاکی اسی ذات کو سزاوار ہے جس نے اپنے اولیاء کی طرف راہ یابی کا وہی طریقہ رکھا ہے جسکو اپنی راہ یابی کا طریقہ ٹھیرایا ہے اور اپنے اولیاء تک اسی کو پہنچاتا ہے جس کو اپنی طرف پہنچانا چاہتا ہے۔

(۱۱۶) بسا اوقات تم کو وہ اپنے رموز ملکت سے تو آگاہ فرما دیتا ہے لیکن اپنے بندوں کے بھیدوں کے

Marfat.com

اسرار العباد۔ من[۱۱۷] اطلع علیٰ اسرار العباد ولم یتخلق بالرحمۃ الالٰھیۃ کان اطلاعہ فتنۃ علیہ وسبباً لجر الوبال الیہ۔

استشرافک[۱۱۸] ان یعلم الخلق بخصوصیتک دلیل علیٰ عدم صدقک فی عبودیتک

غیب[۱۱۹] نظر الخلق الیک بنظر اللہ الیک وغب عن اقبالہم علیک بشہود اقبالہ علیک۔

انما[۱۲۰] حجب الحق عنک شدۃ قربہ منک۔

انما[۱۲۱] احتجب لشدۃ ظہورہ وخفی عن الابصار لعظم نورہ۔

لا[۱۲۲] یکن طلبک تسببا الی العطاء منہ فیقل فہمک عنہ ولکن طلبک لاظہار العبودیۃ وقیاماً بحقوق الربوبیۃ

کیف[۱۲۳] یکون طلبک اللاحق سببا فی

تجھے مطلع نہیں کرتا۔

(۱۱۷) جس شخص نے بندوں کے بھیدوں پر واقف ہوکر رحمتِ الٰہی کو اپنی عادت نہ بنایا تو یہ آگاہی اس کے لئے فتنہ اور اس پر وبال آنے کا ذریعہ ہو جاتی ہے"

(۱۱۸) تیری یہ خواہش کہ لوگ تیرے ظاہری اعمال اور باطنی احوال کی خصوصیت جان لیں۔ عبودیت میں تیرے سچے نہ ہونے کی دلیل ہے"

(۱۱۹) خداوند تعالیٰ کی نظرِ لطف اپنی طرف دیکھکر لوگوں کی نظر کو اپنے خیال سے دور کر۔ اور التفات وتوجہ خداوندی اپنی طرف مشاہدہ کرکے لوگوں کے التفات کی طرف متوجہ نہ ہو"

(۱۲۰) حق جلّ وعلا کو تجھ سے اس کے نہایت قرب ہی نے محجوب کردیا ہے"

(۱۲۱) حق جلّ وعلا اپنی شدت ظہور ہی کی وجہ سے محجوب، اور اپنے نور کی عظمت ہی کے سبب آنکھوں سے مخفی ہوگیا ہے"

(۱۲۲) دعا اور طلب سے تیرا مقصود حصول بخشش نہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس صورت میں تیرا فہم حکم دعا کے اسرار وحکمت کے سمجھنے سے قاصر رہ جائیگا۔ بلکہ تیرا دعا کرنا صرف اپنی عبودیت کے اظہار اور اسکی ربوبیت کے حقوق کی نگہداشت کے لئے ہی ہونا چاہیئے۔

(۱۲۳) تیری یہ طلب اور دعا جو تم اب کر رہے

Marfat.com

عطاءه السابق. (۱۲۴) جل حکم الازل ان یتضاف الی العلل. (۱۲۵) عنایته فیك لا لشیٔ منك واین کنت حین واجهتك عنایته وقابلتك رعایته. (۱۲۶) لم یکن فی ازله اخلاص اعمال ولا وجود احوال بل لم یکن هناك الا محض الافضال وعظیم النوال. (۱۲۷) علم ان العباد یتشوفون الی ظهور سر العنایة فقال یختص برحمته من یشاء وعلم انه لو خلاهم وذلك لترکوا العمل اعتمادا علی الازل فقال ان رحمة الله قریب من المحسنین. (۱۲۸) الی المشیئة یستند کل شیٔ ولا تستند هی الی شیٔ. (۱۲۹) ورود الفاقات اعیاد المریدین. (۱۳۰) ربما وجدت من المزید فی الفاقات ما لا

اس عطا کا کیونکر سبب ہو سکتی ہے جو روز ازل ہی سے مقدر ہو چکی ہے۔

(۱۲۴) اس کا ازلی حکم اس سے بلند و برتر ہے کہ علل و اسباب کی طرف منسوب ہو۔

(۱۲۵) اس کی یہ عنایتیں جو تجھ پر ہیں تیری کسی چیز کی وجہ سے نہیں ہیں۔ تو کہاں تھا جب ازل میں اس کی عنایت تیری طرف متوجہ ہوئی اور اس کی رعایت تیرے سامنے آئی۔

(۱۲۶) ازل میں نہ عمل کا اخلاص تھا اور نہ احوال کا وجود بلکہ وہاں تو بجز فضل الٰہی اور کرم نامتناہی اور کچھ تھا ہی نہیں۔

(۱۲۷) سر عنایت کے ظاہر ہونے کیلئے (یعنی یہ بھید کہ عنایت ہر ایک پر یکساں نہیں) حق تعالیٰ نے جب اپنے بندوں کو مشتاق پایا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت و عنایت کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے۔ اور جب حق تعالیٰ نے دیکھا کہ اگر ان کو اسی بات پر چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ تقدیر ازلی پر اعتماد کر کے عمل کرنا چھوڑ دیں گے تو فرمایا کہ اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے نزدیک ہے۔

(۱۲۸) سب چیزیں مشیت ایزدی کا سہارا پکڑتی ہیں اور وہ کسی چیز کا سہارا نہیں پکڑتی۔

(۱۲۹) فاقوں کا نازل ہونا سالکوں اور مریدوں کے لئے عید ہوتی ہے۔

(۱۳۰) بسا اوقات فقر و فاقہ [illegible]

Marfat.com

تجدونه في المتوجه
والمصلوة - الفاقات [131]
بسط المواهب - ان
اردت ورود المواهب
عليك صحح الفقر
والفاقة لديك
انما الصدقات
للفقراء - تحقق [133]
باوصافك يمدك
باوصافه تحقق بذلك
يمدك بعزه تحقق
بعجزك
يمدك بقدرته
تحقق بضعفك يمدك
بحوله وقوته - ربما [134]
رزق الكرامة
من لم تكمل له الاستقامة
[135] لا تمدن يدك
الى الاخذ من الخلائق
الا ان ترى ان المعطي
فيهم
مولاك فاذا
كنت كذلك فخذ
ما وافقك العلم

ومعارف کا نزول ہوتا ہے کہ ان کو تم نماز و روزہ میں بھی نہیں پا سکتے ۔"

(۱۳۱) مواہب الٰہی کے پھولوں کے لئے فقر و فاقہ بمنزلہ دامن ہیں ۔"

(۱۳۲) اگر مواہب الٰہیہ کا نزول اپنے اوپر چاہتا ہے تو فقر و فاقہ کی تلخیوں کو اپنے اوپر گوارا بنا لے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ صدقات فقرا ہی کے لئے ہیں ۔"

(۱۳۳) تم اپنی عبودیت کے اوصاف میں پختہ ہو جاؤ۔ وہ اپنے اوصاف ربوبیت کیساتھ تیری امداد فرمائیگا۔ تم اپنی ذلت میں ثابتقدم رہو وہ اپنی عزت سے تیری اعانت کریگا تم اپنے عجز میں محکم ہو جاؤ۔ وہ اپنی قدرت سے تیری یاوری کرے گا۔ تم اپنی ناتوانی و ضعف میں مضبوط ہو جاؤ۔ وہ اپنی قوت و طاقت سے تیری دستگیری فرمائے گا ۔"

(۱۳۴) گاہے ظاہری کرامت ان کو بھی مل جاتی ہے جو مرتبہ استقامت شریعت میں بھی کامل نہیں ہوتے ۔"

(۱۳۵) مخلوق سے لینے کے لئے ہاتھ نہ بڑھاؤ مگر جب ان میں بھی اپنے مولائے حقیقی کو ہی عطا کرنیوالا مشاہدہ کرنے لگو۔ اور جب تم اس درجہ پر پہنچ گئے۔ تو خلائق سے وہ چیزیں لے سکتے ہو جنکے حلال و طیب ہونیپر تیرا علم ظاہر و باطن گواہی دے ۔"

Marfat.com

(۱۳۶) ربما استحی العارف ان یرفع حاجته الی مولاه لاکتفائه بمشیته فکیف لا یستحی ان یرفعها الی خلیقته۔ (۱۳۷) اذا التبس علیک امران فانظر اثقلهما علی النفس فاتبعه فانه لا یثقل علیها الا ما کان حقاً۔ (۱۳۸) من علامات اتباع الهوی المسارعة الی نوافل الخیرات والتکاسل عن القیام بالواجبات۔ (۱۳۹) قید الطاعات باعیان الاوقات کی لا یمنعک عنها وجود التسویف ووسع علیک الوقت کی تبقی لک حصة الاختیار۔ (۱۴۰) علم قلة نهوض العباد الی معاملته فاوجب علیهم وجود طاعته فساقهم الیها بسلاسل الایجاب عجب ربک من قوم یساقون الی الجنة بالسلاسل۔ (۱۴۱) اوجب علیک

(۱۳۶) اکثر اوقات عارف اپنے مولیٰ کی مشیت پر اکتفا کر کے اس کی طرف اپنی حاجت پیش کرنے سے حیا کرتا ہے تو بھلا وہ اس کی مخلوق کی طرف حاجت لیجانے میں کیونکر حیا نہ کرے گا"

(۱۳۷) جب تجھ پر دو امر مشتبہ ہو جائیں تو دیکھ کہ ان دونوں میں سے نفس پر جو زیادہ گراں گزرتا ہے اسے اختیار کر۔ کیونکہ نفس پر وہی صورت شاق ہوتی ہے جو حق ہوتی ہے"

(۱۳۸) نفلی عبادتوں میں چستی اور جلدی کرنا اور واجبات کی بجا آوری میں سستی اور غفلت برتنا خواہش نفسانی کے اتباع کی علامت ہے"

(۱۳۹) تیرے لئے عبادات کو اوقات معینہ کے ساتھ اس لئے مقید کر دیا۔ تاکہ کسل اور لیت ولعل تجھکو مانع نہ ہو۔ اور اوقات فراخ مقرر کئے تاکہ کچھ حصہ اختیار کا بھی تیرے لئے باقی رہے

(۱۴۰) حق جل و علا نے وظائف عبودیت کی بجا آوری میں جب اپنے بندوں کی کوتاہی معلوم فرمائی تو اپنی طاعت و عبادت ان پر واجب فرما کر گویا ایجاب کی زنجیروں میں جکڑ کر ان کو اپنی طرف ہانکا ہے۔ تیرا پروردگار ان لوگوں سے تعجب فرماتا ہے جو زنجیروں میں باندھکر جنت میں بھیجے جاتے ہیں"

(۱۴۱) بظاہر تم پر اپنی خدمت وطاعت کو

وجوب خدمته وما وجب عليك الا لدخول جنته ۔ من ١٤٢ استغرب ان ينقذه الله من شهوته وان يخرجه من وجود غفلته فقد استعجز القدرة الالهية وكان الله على كل شئ مقتدرا۔

١٤٣ ربما وردت الظلم عليك ليعرفك قدر ما من به عليك. من ١٤٤ لم يعرف قدر النعم بوجدانها عرفها بوجود فقدانها. ١٤٥ تمكن حلاوة الهوى من القلب هو الداء العضال. ١٤٦ لا يخرج الشهوة من القلب الا خوف مزعج او شوق مقلق۔ كما لا يحب العمل المشترك كذلك لا يحب القلب المشترك العمل المشترك لا يقبله والقلب المشترك لا يقبل عليه

واجب گردانا ہے ۔ اور فی الحقیقت طاعت کو اسلئے واجب فرمایا ہے تاکہ تیرا جنت میں داخل ہونا واجب ہوجائے"

(۱۴۲) جس نے اس بات کو انوکھا اور دشوار جانا کہ خداوند تعالےٰ اس کو شہوات نفسانیہ کے پنجے سے چھوڑائیگا اور قید غفلت سے نکالیگا تو اس نے غیر متناہی قدرت الٰہی کو عجز کا دھبہ لگایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے"

(۱۴۳) بسا اوقات تجھے ظلمت فراق میں اسلئے مبتلا کر دیتا ہے تاکہ انوار وصال کی قدر معلوم ہوجائے"

(۱۴۴) جس نے نعمتوں کی قدر نعمتوں کے ہوتے ہوئے نہ پہچانی تو ان کے زوال کے بعد آپ ہی انکی قدر جان جائے گا"

(۱۴۵) خواہشات نفسانیہ کی حلاوت ولذت کا قلب میں مستحکم ہوجانا سخت لاعلاج بیماری ہے"

(۱۴۶) شہوت نفسانیہ کو دل میں سے بجز لرزا دینے والے خوف کے (جو مشاہدہ صفات جلالیہ سے ہو) یا بیقرار کرنیوالے شوق کے (جو معائنہ صفات جمالیہ سے ہو) اور کوئی چیز نہیں نکال سکتی"

(۱۴۷) حق جل وعلا جس طرح کہ عمل مشترک یعنی ریا آمیز کو پسند نہیں فرماتا اسی طرح قلب مشترک کو جس میں غیر خدا کی محبت ہو محبوب نہیں رکھتا عمل مشترک کو قبول نہیں فرماتا اور قلب مشترک کی طرف متوجہ نہیں ہوتا"

Marfat.com

(۱۴۸) حقوق فی الاوقات یمکن قضاؤها وحقوق الاوقات لا یمکن قضاؤها اذ ما من وقت یرد الا ولله علیک فیه حق جدید وامر اکید فکیف تقضی فیه حق غیره وانت لم تقض حق الله فیه۔

(۱۴۹) ما فات من عمرک لا عوض له وما حصل لک منه لا قیمة له۔

(۱۵۰) ما احببت شیئا الا کنت له عبدا وهو لا یحب ان تکون لغیره عبدا۔

(۱۵۱) لا تنفعه طاعتک ولا تضره معصیتک وانما امرک بهذه ونهاک عن هذه لما یعود علیک۔

(۱۵۲) لا یزید فی عزه اقبال من اقبل علیه ولا ینقص من عزه ادبار من ادبر عنه۔

(۱۴۸) اوقات میں جو حقوق واجب ہیں (جیسے صوم و صلاۃ وغیرہا ظاہری عبادات) اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا ممکن ہے۔ اور جو خود اوقات کے حقوق ہیں (یعنی واردات قلبیہ و معاملات باطنیہ) انکی قضا کسی طرح ممکن نہیں ہے اس لئے کہ کوئی وقت ایسا نہیں آتا۔ کہ جس میں تجھ پر حق تعالیٰ کا کوئی نیا حق یا کوئی تاکیدی حکم وارد نہ ہوتا ہو) تو تم اس وقت میں غیر کا حق کس طرح ادا کر سکتے ہو جبکہ ابھی تم نے حق اللہ بجا نہیں لایا ہے۔"

(۱۴۹) عمر گذشتہ کا کوئی عوض نہیں اور عمر موجودہ کی کوئی قیمت نہیں (یعنی بے بہا ہے)"

(۱۵۰) جس چیز کی محبت کو تم نے اپنے دل میں جگہ دی تو فی الحقیقت تم اس کے غلام ہو گئے اور حق تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا کہ تم غیر کے غلام بن جاؤ۔"

(۱۵۱) نہ تیری طاعت اس کو کچھ نفع بخشتی ہے۔ اور نہ تیری معصیت اسے کوئی نقصان پہونچاتی ہے۔ صرف اس لئے اس نے طاعت کا حکم دیا ہے اور معصیت سے روکا ہے کہ اس کا نفع بھی تیرے ہی طرف لوٹائے۔"

(۱۵۲) کسی متوجہ ہونیوالے کی توجہ نہ اس کی بے پایاں عزت و عظمت کو کچھ بڑھاتی ہے اور نہ کسی روگردانی کرنیوالے کی روگردانی اس کی عزت گھٹاتی ہے۔"

Marfat.com

۱۵۳ وصولك الى الله وصولك الى العلم به والا فجل ربنا ان يتصل به شيئا او يتصل هو بشيئ۔

(۱۵۳) اللہ تعالیٰ تک تیرے پہونچنے کا مقصد یہ ہے کہ تم اس کے علم و عرفان تک پہونچ جاؤ۔ ورنہ حق جل و علا اس بات سے برتر و بالا ہے کہ کوئی چیز اس سے متصل ہو۔ یا وہ کسی چیز سے متصل ہوجائے۔

۱۵۴ قربك منه ان تكون مشاهدا لقربه والا فمن اين انت ووجود قربه

(۱۵۴) تیرا قرب اس سے یہ ہوسکتا ہے کہ تو اس کے قرب کا مشاہدہ کرے۔ ورنہ تو کہاں اور اس کا قرب کہاں؟"

۱۵۵ كيف يحجب الحق بشيئ والذى يحجب به هو فيه ظاهر و موجود حاضر۔

(۱۵۵) حق جل و علا کسی چیز سے کیونکر محجوب ہوسکتا ہے اس لئے کہ جو چیز اس کی حجاب ہوگی اس میں بھی اس کا جلوہ ظاہر موجود و حاضر ہوگا

۱۵۶ لا تيأس من قبول عمل لم تجد فيه وجود الحضور فربما قبل من العمل ما لم تدرك ثمرته عاجلا۔

(۱۵۶) جس عمل میں تو نے لذت حضور نہیں پائی اس کے قبول ہونے سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات جس عمل میں تجھکو ثمرۂ دنیاوی (لذت و حلاوت) معلوم نہیں ہوتا وہ بھی قبول شدہ ہوتا ہے

۱۵۷ لا تزكين واردا لم تعلم ثمرته فليس المراد من السحابة الامطار وانما المراد منها وجود الاثمار۔

(۱۵۷) جس معرفت کا ثمرہ تجھے معلوم نہ ہو اس پر خوش نہ ہو اور اس کی ستائش نہ کر۔ اس لئے کہ بادلوں سے مقصود پھلوں کا وجود ہوتا ہے نہ محض بارش!!

۱۵۸ لا تطلبن بقاء الواردات بعد ان بسطت انوارها واودعت اسرارها فلك فى الله غنى عن كل شيئ وليس يغنيك عنه شيئ۔

(۱۵۸) جب تجھ پر معارف و واردات کے انوار پھیل گئے اور ان کے اسرار تیرے قلب میں ودیعت رکھے گئے تو ان کے بقا کا طالب نہ ہو۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق ہوکر ہر ایک چیز سے بے نیاز رہے اور اس سے کوئی چیز تجھکو بے نیاز نہیں کرسکتی!!

Marfat.com

(۱۵۹) من تمام النعمة علیك ان یرزقك ما یکفیك و یمنعك ما یطغیك لیقل ما تفرح به یقل ما تحزن علیه ۔ (۱۶۰) ان اردت ان لا تعزل فلا تتول ولایة لا تدوم لك ۔ (۱۶۱) ان رغبتك البدایات زهدتك النهایات وان دعاك الیها ظاهر نهاك عنها باطن

(۱۶۲) انما جعلها محلا للاغیار و معدنا للاکدار تزهیدا لك فیها ۔ (۱۶۳) علم انك لاتقبل النصح المجرد فذوقك من ذواقها ما یسهل علیك فراقها ۔ (۱۶۴) العلم النافع هو الذی ینبسط فی الصدر شعاعه ویکشف عن القلب قناعه (۱۶۵) خیر علم ما کانت الخشیة معه العلم

(۱۵۹) حق تعالیٰ کا تجھکو بقدر کفایت دینا اور جو چیز تجھکو سرکش بنادے اس سے روک دینا یہ اسکی تجھپر پوری نعمت ہے ۔ اس میں یہ فائدہ مضمر ہے کہ ان چیزوں کے کم ہونے سے جن سے تو خوش ہوتا ہے ضرور ہے کہ تیرا رنج وغم بھی کم ہوگا جبکہ ان چیزوں کا فقدان ہوگا ۔

(۱۶۰) اگر تو چاہے کہ معزولی کے غم سے محفوظ رہے تو بے بقا اور ناپائدار ولایت دنیاوی اختیار نہ کر ۔

(۱۶۱) اگر تجھکو ولایت دنیاوی کی ابتدا اسکی طرف رغبت دلاتی ہے تو اس کی انتہا یعنی معزولی یا موت اس سے تمہیں بے رغبت اور بیزار کرتی ہے ۔ اگر اس کا ظاہر تجھے اس کی طرف بلاتا ہے تو اس کا باطن تجھے اس سے روکتا ہے ۔

(۱۶۲) خداوند تعالے نے دنیا کو اغیار کا محل اور کدورتوں کا معدن اس لئے بنادیا ہے کہ تجھکو اس سے بے رغبت کردے ۔

(۱۶۳) اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تو ترک دنیا کی نصیحت قبول نہیں کریگا ۔ تو اس نے دنیا کے مصائب کی تلخی کا ایسا تلخ ذائقہ چکھایا کہ تجھپر دنیا کی مفارقت سہل کردی ۔

(۱۶۴) فائدہ بخش علم وہی ہے جس کی شعاعیں سینہ میں پھیل جائیں اور دل پر سے شک کی داو دھو کے تاریک پردے اٹھا دے ۔

(۱۶۵) بہتر علم وہ ہے جس کے ساتھ خشیت الٰہی

ان قارنتہ الخشیۃ فلک والا فعلیک ۔ متیٰ [۱۶۶] المک عدم اقبال الناس علیک او توجہہم بالذم الیک فارجع الی علم اللہ فیک فان کان لا یقنعک علمہ فمصیبتک بعدم قناعتک بعلمہ اشد من مصیبتک بوجود الاذی منہم ۔ انما [۱۶۷] اجری الاذی علے ایدیہم کی لا تکون ساکنا الیہم اراد ان یزعجک عن کل شئ حتی لا یشغلک عنہ شئ [۱۶۸] اذا علمت ان الشیطان لا یغفل عنک فلا تغفل انت عن من ناصیتک بیدہ ۔ من [۱۶۹] اثبت لنفسہ تواضعا فھو المتکبر حقاً لیس التواضع الا عن رفعۃ فمتیٰ اثبت لنفسک تواضعا فانت المتکبر

شامل ہو. علم کے ساتھ اگر تجھے خوف خدا بھی ہے تو وہ علم تجھے فائدہ رسان ہے ورنہ وہ تیرے لئے نقصان بخش ہے۔

(۱۶۶) اگر لوگوں کی تیری طرف بے توجہی یا تجھے بدگوئی کے ساتھ یاد کرنا تجھے تکلیف دے تو تجھکو اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے علم کی طرف رجوع (تیرے افعال کی بہ نسبت ہے) رجوع کرنا چاہیئے اگر تجھکو حق تعالیٰ کے علم پر قناعت نہ ہو۔ تو یہ آفت یعنی اللہ تعالیٰ کے علم پر قانع نہ ہونا ایذائے خلق کی مصیبت سے بدرجہا سخت تر ہے۔

(۱۶۷) مخلوق کے ہاتھوں تجھکو صرف اس لئے اذیت پہونچاتا ہے۔ کہ تیرا دل ان کے ساتھ وابستہ نہ ہو۔ اس کا ارادہ ہے کہ تجھکو مخلوق کی اذیت پہنچا کر ہر ایک چیز سے دل برداشتہ کردے تاکہ کوئی چیز اس سے تجھے غافل نہ کردے ۔

(۱۶۸) جب تو یہ جانتا ہے کہ شیطان تیرے بہکانے اور اغوا سے غافل نہیں رہتا تو تم بھی اپنے اس مولا سے جس کے قبضۂ قدرت میں تیری جان ہے غفلت نہ کرو۔

(۱۶۹) جس نے اپنے لئے تواضع کو ثابت کیا تو وہ شخص بے شبہ متکبر ہے۔ کیونکہ تواضع کا دعویٰ تو اپنی رفعت قدر کے مشاہدہ کے بعد ہی ہوگا پھر جب وہ اپنے لئے تواضع کا دعویٰ کرتا ہے تو گویا اسے اپنے بلند مرتبہ پر نظر ہے تو وہ متکبر ہوا ۔

(۱۷۰) لیس المتواضع الذی اذا تواضع رای انہ فوق ما صنع ولکن المتواضع الذی اذا تواضع رای انہ دون ما صنع۔ (۱۷۱) التواضع الحقیقی ھو ما کان ناشئا عن شھود عظمتہ وتجلی صفتہ۔ (۱۷۲) المؤمن یشغلہ الثناء علی اللہ تعالی عن ان یکون لنفسہ شاکرا وتشغلہ حقوق اللہ ان یکون لحظوظہ ذاکرا (۱۷۳) لیس المحب الذی یرجو من محبوبہ عوضا ویطلب منہ غرضا فان المحب من یبذل لک لیس المحب من تبذل لہ۔ (۱۷۴) جعلک فی العالم المتوسط بین ملکہ وملکوتہ لیعلمک جلالۃ قدرک بین مخلوقاتہ وانک جوھرۃ تنطوی علیک اصداف مکوناتہ (۱۷۵) انما وسعک الکون من حیث جثمانیتک ولم یسعک من حیث ثبوت روحانیتک۔ (۱۷۶) الکائن فی الکون ولم تفتح لہ میادین الغیوب

(۱۷۰) حقیقت میں وہ شخص متواضع نہیں کہ جب کبھی تواضع سے کوئی کام کرے تو اپنے آپ کو اس سے بلند و بالا سمجھے۔ بلکہ متواضع وہ ہے کہ جب تواضع کا کوئی کام کرے تو اس سے بھی اپنے کو کمتر و پست خیال کرے۔"

(۱۷۱) حقیقی تواضع وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی تجلی کے مشاہدہ سے پیدا ہو۔"

(۱۷۲) مومن کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اپنے نفس کی خود پسندی و شکر گذاری سے روک دیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بجا آوری کا خیال اسے اپنے حظوظ نفسانی کی یادداشت سے باز رکھتا ہے۔"

(۱۷۳) محب صادق وہ نہیں جو اپنے محبوب سے عوض کا امیدوار یا حصول غرض کا طلبگار ہو۔ بلکہ محب حقیقی وہ ہے جو اپنے محبوب کے لئے سب کچھ نثار کر دے۔ نہ یہ کہ محبوب ہی اس کے لئے کچھ ایثار کرے۔"

(۱۷۴) تجھکو اپنے عالم شہادت اور عالم غیب کے درمیانی عالم میں اس لئے پیدا کیا کہ تیری عظمت قدر اور سب مخلوقات پر تیری فوقیت منزلت تجھے معلوم کرا دے۔ اور یہ جتلا دے کہ تو ایسا گوہر یکتا ہے جسپر تمام مخلوقات صدف کی طرح سے لپٹے ہوئے ہیں۔"

(۱۷۵) عالم سفلی تیری جسمانیت کے اعتبار سے ہی تجھے سمائے ہوئے ہے۔ ورنہ بلحاظ تیری روحانیت کے تجھے کبھی سما نہیں سکتا۔"

(۱۷۶) جو دنیا میں موجود ہو اور اس کے لئے علوم و معارف غیبیہ کے دروازے مفتوح نہ ہوے تو وہ شخص

Marfat.com

مسجون بمحیطاتہ ومحصور فی ھیکل ذاتہ۔ [۱۷۷] انت مع الاکوان مالم تشہد المکون فاذا شہدتہ کانت الاکوان معک۔ وجدان [۱۷۸] ثمرات الطاعۃ عاجلا بشائر العاملین بوجود الجزاء علیہا آجلا کیف [۱۷۹] تطلب العوض علی عمل ھو متصدق بہ علیک ام کیف تطلب الجزاء علی صدق ھو مھدیہ الیک [۱۸۰] اکرمک بکرامات ثلاث جعلک ذاکرا لہ ولولا فضلہ لم تکن اھلا لجریان ذکرہ علیک وجعلک مذکورا بہ اذ حقق نسبتہ الیک وجعلک مذکورا عندہ فتمم نعمتہ علیک [۱۸۱] رب عمر اتسعت آمادہ وقلت امدادہ ورب عمر

اپنی شہوات کے احاطہ میں مقید اور اپنی ہستی (آب و گل) کے چکر میں گھرا ہوا ہے"۔

(۱۷۷) تم مخلوقات کے ساتھ اس وقت تک پابند ہو جبتک کہ تمہیں خالق کی معرفت کا مشاہدہ نہیں پھر جب تم نے مشاہدہ کرلیا تو ساری مخلوقات تیرے ساتھ ہونگی"۔

(۱۷۸) طاعت پر دنیا میں ہی ثمروں کا پانا آخرت میں طاعت کرنے والوں کے لئے ان پر بدلہ ملنے کی مبارکبادیاں ہیں اور خوشخبریاں"۔

(۱۷۹) اسی کے بخشے ہوئے عمل پر تم کیونکر عوض طلب کرسکتے ہو اور اس کی دی ہوئی سچائی و اخلاص پر کس طرح سے جزا کا سوال کرسکتے ہو"۔

(۱۸۰) اللہ تعالیٰ شانہ نے تجھکو تین طرح سے بندگی عطا فرمائی۔ اوّل یہ کہ تجھے اپنے ذکر کی توفیق دی۔ اور اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو تم میں یہ لیاقت و اہلیت نہ تھی۔ کہ تم اپنی زبان اور قلب پر اس کے ذکر کو جاری رکھ سکو:

دوسرے یہ کہ تجھے اپنی طرف منسوب کیا جس کی وجہ سے تجھے عبد اللہ (بندۂ خدا) کا معزز خطاب دیا جاتا ہے:

تیسرے تیرے ذکر کو اپنے یہاں فرماکر اپنی نعمتیں تجھ پر تمام کردیں"۔

(۱۸۱) بعض عمروں کی مدت دراز ہوتی ہے لیکن اس کے منافع کم ہوتے ہیں اور بعض عمروں کی

قلیلة امداده کثیرة
امداده من[182] بورك له
في عمره ادرك في
یسیر من الزمن من
منن الله تعالیٰ ما لا
یدخل تحت دوائر
العبارة ولا تلحقه الاشارة
الخذلان[183] کل الخذلان
ان تتفرغ في الشواغل
ثم لا تتوجه الیه وتقل
عوائقك ثم لا ترحل الیه
ولا بد من بناء هذا
الوجود ان تنعدم دعائمه
وان تسلب کرائمه فالعاقل
من کان بما هو ابقی افرح منه
بما هو یفنی قد اشرق
نوره وظهرت تباشیره
فصرف عن هذه الدار مغضیا
واعرض عنها مولیا فلم یتخذها
وطنا ولا جعلها سکنا انهض
الهمة فیها الی الله تعالیٰ
وسار فیها مستعینا به في
القدوم علیه وقل رب
ادخلني مدخل

مدت کم لیکن اس کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں۔"

(۱۸۲) جس کی عمر میں برکت دیجاتی ہے وہ تھوڑے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے الطاف و احسانات اس قدر پالیتا ہے جن تک نہ اشارہ پہنچ سکتا ہے اور نہ دائرہ عبارت و بیان کے احاطہ میں آسکتے ہیں۔"

(۱۸۳) تمام مشاغل سے فارغ ہو کر پھر بھی اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ نہ ہوتا اور موانع کی قلت کے باوجود بھی اس کی طرف رجوع نہ کرنا پوری رسوائی اور بے توفیقی ہے۔"

(۱۸۴) یہ ضروری ہے کہ اس وجود کے ستونوں کو گرا دے تاکہ اس کی بنائیں محکم ہو جائیں اور حواس و مقتضیات حواس کو اس سے چھین لے۔ پس دانا وہی ہے جس کی خوشنودی فانی کے بہ نسبت باقی کے ساتھ زیادہ ہو جس کا نور چمک اٹھا ہے اور جس کی درخشندہ علامتیں ظاہر ہوگئی ہیں تو اس عاقل نے ایسی فانی دار سے آنکھیں بند کر کے روگردانی کی اور پشت پھیر کر اس سے اعراض کیا۔ نہ اس نے اس کو اپنا وطن بنایا۔ اور نہ اپنا مسکن ٹھیرایا۔"

(۱۸۵) بلکہ ہمیں کہ اپنی ہمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھایا اور اللہ تعالیٰ کی طرف پیشقدمی کرتے ہیں اسی سے اعانت طلب کرتا ہوا اس کی طرف چلا اور کہو کہ اے میرے پروردگار! میرا دخل اور

صدق واخرجنی مخرج
صدق لیکون نظری الی
حولك وقوتك اذا ادخلتنی
واستسلامی وانقیادی الیك
اذا اخرجتنی واجعل لی من
لدنك سلطانا نصیرا
ینصرنی ولا ینصر لی و
لا ینصر علیّ ینصرنی علی
شهود نفسی ویفنینی عن
دائرة حسّی ۔ قد اوحی
الله تعالی الی داؤد علیه
الصلوٰة والسلام یا داؤد
قل للصدیقین بی فلیفرحوا
وبذکری فلیتنعموا فالله
تعالی یجعل فرحنا وایاکم
به وبالرضی منه وان یجعلنا
من اهل الفهم عنه وان لا
یجعلنا من الغافلین وان
یسلك بنا مسلك المتقین
بمنه وکرمه ۔ وقال رضی الله
عنه انا الفقیر فی غنای فکیف
لا اکون فقیرا فی فقری
الٰهی انا الجاهل فی علمی فکیف
لا اکون جهولا

مخرج مقام صدق و اخلاص فرما تاکہ داخل ہونے کے وقت میری نظر تیری طاقت اور قوت کی طرف لگی ہوئی ہو۔ اور خارج کرنے کے وقت میری گردن تسلیم و رضا تیرے آگے جھکی ہوئی ہو۔ اور اپنی جناب سے میرے لئے ایسا صاحب شوکت مددگار مقرر فرما جو میری اعانت کرے اور مجھ سے دوسروں کی اعانت کرائے اور مجھ پر کوئی غالب نہ ہو جائے اور نفس کے شاہدہ پر وہ میری اعانت کرے اور دائرہ محسوسات سے میرے وجود کو نکال کر فنا کردے۔

(۱۸۶) حق تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد! میرے سچے بندوں سے کہہ دے کہ وہ میرے ہی ساتھ خوش ہوں اور میرے ہی ذکر کے ساتھ اپنا دل ٹھنڈا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مسرت اور فرحت اپنی ہی ذات اور اپنی رضامندی کے ساتھ فرمائے اور ہم کو اپنے سمجھنے والوں میں سے بنائے اور غافلین میں سے نہ کرے اور اپنے کرم و احسان سے ہم کو اہل تقوے کے راستے پر چلائے۔

(اب یہاں سے حکم بطور مناجات شروع ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ)

(۱۸۷) الٰہی! جب میں اپنی غنا کی حالت میں بھی محتاج ہوں تو فقر کی حالت میں کیونکر محتاج نہ ہونگا

(۱۸۸) الٰہی! جب میں اپنے علم کی حالت میں بھی جاہل ہوں تو اپنے جہل کی حالت میں کس طرح

Marfat.com

فی جھلی ۔ الٰهی (۱۸۹) ان اختلاف
تدبیرك وسرعة حلول
مقادیرك منعا عبادك
العارفین بك عن السکون
الی عطاء والیاس منك
فی بلاء ۔ الٰهی (۱۹۰) منی ما یلیق
بلؤمی ومنك ما یلیق
بکرمك ۔ الٰهی (۱۹۱) وصفت
نفسك باللطف والرأفة
قبل وجود ضعفی افتمنعنی
منهما بعد وجود ضعفی ۔
الٰهی (۱۹۲) ان ظهرت المحاسن
منی بفضلك ولك المنة
علیّ وان ظهرت المساوی
بعدلك ولك الحجة علیّ
الٰهی (۱۹۳) کیف تکلنی الی نفسی
وقد توکلت لی وکیف اضام و
انت الناصر لی ام کیف اخیب و
انت الحفی لی ۔ ها انا اتوسل
الیك بفقری الیك وکیف
اتوسل الیك
بما هو
محال ان یصل الیك ام
کیف

جاہل نہ ہونگا"

(۱۸۹) الٰہی! تیری تدبیر کے اختلاف اور تیری تقدیر کے سرعت نزول نے تیرے عارفین بندوں کو تیری عطاء پر مطمئن ہونے سے اور مصیبت میں تجھ سے نا امید ہونے سے روک دیا ہے"

(۱۹۰) الٰہی! مجھ سے وہی صادر ہوتا ہے جو میری دنائت اور ملامت کے لائق ہے اور تجھ سے وہی ظہور پذیر ہوتا ہے جو تیرے لطف وکرم کو سزاوار ہے"

(۱۹۱) الٰہی! تو نے میری ناتوانی کے وجود سے پہلے اپنے آپکو لطف و مہربانی سے متصف فرمایا ہے تو کیا اب میری ناتوانی کے وجود کے بعد مجھکو لطف و مہربانی سے محروم فرما دیگا"

(۱۹۲) الٰہی! اگر مجھ سے نیکیاں ظاہر ہوں تو یہ تیرا فضل ہے اور تیرا مجھ پر احسان ہے۔ اور اگر مجھ سے برائیاں صادر ہوں۔ تو یہ تیرا عدل ہے اور تیری حجت مجھ پر ثابت ہے"

(۱۹۳) الٰہی! جب تو میرا کفیل ہے تو میرے نفس پر مجھے کیوں سپرد فرماتے ہو۔ اور جب تو میرا مددگار ہے تو میں کیونکر ذلیل ہو سکتا ہوں۔ اور جب تو مجھ پر مہربان ہے تو میں کس طرح ناکام رہ سکتا ہوں میں اپنے فقر و مسکنت کو تیری بارگاہ میں وسیلہ پکڑتا ہوں اور جس چیز کا تیری بارگاہ عالی میں پہنچنا محال ہو۔ اس کو کیونکر وسیلہ بنا سکتا ہوں اور اپنے

Marfat.com

اشکو الیک حالی وھی لا
تخفی علیک ام کیف اترجم
لک بمقالی وھو منک
برز الیک ام کیف تخیب
امالی وھی قد وفدت
الیک ام کیف لا تحسن
احوالی وبک قامت و
الیک ۔ الھی (۱۹۴) ما الطفک بی
مع عظیم جھلی وما
ارحمک بی مع قبیح
فعلی ۔ الھی (۱۹۵) ما اقربک
منی وما ابعدنی عنک
الھی (۱۹۶) ما ارافک بی
فما الذی
یحجبنی عنک
الھی (۱۹۷) کلما اخرسنی
لومی انطقنی کرمک
وکلما ایستنی اوصافی
اطمعتنی مننک ۔ الھی (۱۹۸) من
کانت محاسنہ مساوی
فکیف لا تکون مساویہ
مساوی ومن کانت
حقایقہ
دعاوی فکیف

حال کی کس طرح تجھ سے شکایت کرسکتا ہوں جبکہ وہ تجھ سے پوشیدہ نہیں۔ اور جبکہ میرا کلام بھی تیرے ہی حکم سے تیری بارگاہ عالی میں نکلا ہے تو میں اس کو اپنا کلام ہونا کیونکر ظاہر کرسکتا ہوں اور میری امیدوں کی جماعت وفد ہو کر جب تیری بارگاہ عالی تک چل کر پہنچی ہے تو وہاں سے کیونکر ناکام واپس ہوسکتی ہے۔ اور جب میرے احوال کا مبداء و مرجع تو ہی ہے۔ تو وہ کیونکر عمدہ اور پسندیدہ نہ ہونگے "

(۱۹۴) الہی! باوجود میری بڑی نادانی اور ناعاقبت اندیشی کے تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے۔ اور باوجود میرے قبیح افعال کے تو مجھ پر کس قدر رحیم وکریم ہے "

(۱۹۵) الہی! تو مجھ سے کس قدر نزدیک اور میں تجھ سے کس قدر دور رہوں "

(۱۹۶) الہی! تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے پھر کونسی چیز مجھکو تیرے مشاہدہ سے مانع وحاجب ہوسکتی ہے "

(۱۹۷) الہی! جب کبھی میری بدی نے میری زبان بند کی تو تیرے کرم نے مجھکو گویا کردیا۔ اور جب کبھی میرے اوصاف رذیلہ نے مجھے مایوس کردیا تو تیرے احسان نے میری ڈھارس بندھائی "

(۱۹۸) الہی! جس کی نیکیاں بھی برائیاں ہوں تو بھلا اس کی برائیاں کیونکر برائیاں نہ ہونگی۔ اور جس کے علوم وحقایق بھی دعوے ہی دعوے ہوں تو پھر اسکے

Marfat.com

لا تکون دعاویہ دعاوی۔
الہی (١٩٩) حکمک النافذ و مشیئتک القاہرۃ لم یترکا لذی مقال مقالا ولا لذی حال حالا۔
الہی (٢٠٠) انت تعلم وان لم تدم الطاعۃ منی فعلا فقد دامت محبۃ وعزمًا۔ الہی (٢٠١) کیف اعزم وانت القاہر وکیف لا اعزم وانت الآمر۔
الہی (٢٠٢) کیف یستدل علیک بما ہو فی وجودہ مفتقر الیک ایکون لغیرک من الظہور ما لیس لک حتی یکون ہو المظہر لک متی غبت حتی تحتاج الی دلیل یدل علیک ومتی بعدت حتی تکون الآثار ہی التی توصل الیک۔ الہی (٢٠٣) عمیت عین لا تراک علیہا رقیبا وخسرت صفقۃ عبد لم یجعل لہ من حبک نصیبا۔ الہی (٢٠٤) امرت بالرجوع الی الآثار فارجعنی الیہا بکسوۃ الانوار وہدایۃ

دعوے کیونکر محض دعوے نہ ہونگے !

(١٩٩) الہی ! تیرے حکم نافذ اور مشیت غالب نے کسی صاحب مقال کے لئے جائے مقال اور کسی صاحب حال کے لئے مقام حال باقی نہ چھوڑا ہے !

(٢٠٠) الہی ! تو جانتا ہے کہ اگرچہ مجھ سے طاعت کی بجا آوری پر مداومت نہیں ہوئی لیکن طاعت کی محبت و عزم پر یقیناً مداومت رہی ہے !

(٢٠١) الہی ! جب تو قاہر و غالب ہے تو میں کیونکر عزم راسخ کر سکتا ہوں اور جب تو حکم فرماتا ہے تو میں کس طرح پختہ ارادہ نہ کروں !

(٢٠٢) الہی جو چیز اپنے وجود میں تیری محتاج ہے اس سے تیرے وجود پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے کیا ماسوی کو ایسا ظہور ہو سکتا ہے جو تجھے حاصل نہ ہو یہاں تک کہ وہ تجھے ظاہر کرنیوالا بنے۔ تو غائب ہی کب ہے جو تیرے وجود پر کسی دلیل لانے کی حاجت پڑے اور تو بعید ہی کب ہے جو مخلوقات اور آثار کے ذریعہ تجھ تک رسائی ہو سکے !

(٢٠٣) الہی ! وہ آنکھ جو تجھ کو اپنے اوپر نگہبان محافظ نہ دیکھے اندھی ہو۔ اور اس بندے کی تجارت جس نے اپنے لئے تیری محبت کا حصہ نہیں لیا ٹوٹے میں پڑی ہوئی ہو !

(٢٠٤) الہی ! تو نے آثار کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا۔ تو مجھے اپنے انوار کے لباس میں اور نظر بصیرت کی رہنمائی کے ساتھ ان کی طرف پھیر۔ تاکہ جس طرح سے

Marfat.com

لا ستبصار حتی ارجع الیك منها کما دخلت الیك منها مصون السر عن النظر الیها ومرفوع الهمۃ عن الاعتماد علیها انك علی کل شیء قدیر۔ الٰہی ھذا ذلی ظاھر بین یدیك وھذا حالی لا یخفی علیك منك اطلب الوصول الیك وبك استدل علیك فاھدنی بنورك الیك واقمنی بصدق العبودیۃ بین یدیك۔ الٰہی علمنی من علمك المخزون وصنی بسر اسمك المصون۔ الٰہی اغننی بتدبیرك عن تدبیری وباختیارك عن اختیاری واوقفنی علی مراکز اضطراری۔ الٰہی اخرجنی من ذل نفسی وطہرنی من شکی وشرکی قبل حلول رمسی بك استنصر فانصرنی وعلیك اتوکل فلا تکلنی وایاك اسئل فلا تخیبنی وفی فضلك ارغب فلا تحرمنی	میں قلب محفوظ اور ان پر اعتماد کرنے سے بلند ہمت ہو کر تیری بارگاہ میں داخل ہوا تھا۔ اسی بے نیازی کے ساتھ اب تیری بارگاہ عالی کی طرف رجوع کروں بیشک تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ (۲۰۵) الٰہی! یہ میری ذلت اور عاجزی تجھ پر ظاہر ہے اور میرا حال تجھ سے مخفی نہیں۔ تجھ سے ہی تیری بارگاہ تک پہونچنا طلب کرتا ہوں اور تیرے ہی ساتھ تیری طرف رہنمائی چاہتا ہوں پس اپنے نور کے ساتھ اپنے حضور تک میری رہنمائی فرما۔ اور سچی عبودیت میں مجھے اپنے سامنے قائم رکھ۔ (۲۰۶) الٰہی! اپنے پوشیدہ علوم کی مجھکو تعلیم فرما۔ اور اپنے محفوظ نام (اسم اعظم) کی ستر و برکت سے مجھے محفوظ رکھ۔ (۲۰۷) الٰہی! مجھکو اپنی تدبیر کے ساتھ میری تدبیر سے اور اپنے اختیار کے ساتھ میرے اختیار سے بے نیاز و بے پروا کردے اور مجھے اپنے مراتب عجز پر ٹھیرائے رکھ۔ (۲۰۸) الٰہی۔ مجھکو میرے نفس کی ذلت حرص وطمع سے نکال۔ اور قبر میں داخل ہونے سے پہلے مجھکو شک و شرک سے پاک فرما۔ تجھی سے اپنی ہوائے نفسانی اور وساوس شیطانی پر مدد مانگتا ہوں تو میری مدد کر۔ اور تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں کسی دوسرے کے سپرد نہ فرما۔ اور تجھی سے سوال کرتا ہوں مجھکو ناامید نہ کر۔ اور تیرے فضل وکرم کا امیدوار

Marfat.com

وبجاہك انتسب فلا
تبعدني وببابك اقف
فلا تطردني ۔ الٰہی تقدس
رضاك ان تكون له علة
منك فكيف تكون له
علة مني انت غني بذاتك
عن ان يصل اليك النفع
منك فكيف لا تكون غنيا
عني ۔ الٰہی ان القضاء و
القدر غلبني وان الھوی
بوثاق الشھوة اسرني
فكن انت النصير لي حتى
تنصرني وتنصربي واغنني
بفضلك حتى استغني بك
عن طلبي انت الذی
اشرقت الانوار في قلوب
اولیائك حتى عرفوك و
وحدوك وانت الذی
ازلت الاغیار من
قلوب احبابك حتى
لم یحبوا سواك
ولم یلجئوا الی غیرك
انت المونس لھم حیث
اوحشتھم العوالم و

ہوں مجھے محروم نہ فرما۔ اور تیری ہی بارگاہ عالی کی طرف منسوب ہوں۔ مجھکو وہاں سے دور نہ کر اور تیرے ہی دروازہ پر کھڑا ہوں مجھے وہاں سے نہ دھکیل۔

(۲۰۹) الٰہی۔ جب تیری رضا اس سے بھی پاک اور منزہ ہے کہ تیری طرف سے اس کے لئے کوئی علت یا سبب ہو۔ تو بھلا میرا کوئی عمل یا حال اسکا سبب کیونکر ہو سکتا ہے۔

(۲۱۰) الٰہی! جب تو اپنی ذات کاملہ میں اس سے بھی غنی ہے کہ تجھکو تجھ سے کوئی نفع پہنچے تو بھلا مجھ ناقص و ناکارہ سے تو کیونکر غنی نہ ہوگا۔

(۲۱۱) الٰہی قضا و قدر مجھ پر غالب آئی۔ اور ہوائے نفسانی نے شہوت کی مضبوط زنجیروں میں مجھے جکڑ لیا ہے۔ تو اب تو ہی میرا مددگار ہوجا کہ میری بھی اعانت کرے اور میرے واسطہ سے دوسروں کی بھی مدد فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اس قدر غنی کردے کہ تیرے مشاہدۂ جلال و جمال کے ساتھ اپنی طلب سے بھی مستغنی ہو جاؤں۔ تو وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں میں معارف کے انوار یہاں تک روشن کئے کہ انہوں نے تجھے پہچانا اور تیری وحدانیت کا اعتراف کیا۔ اور تو وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں سے اغیار کے تعلق یہاں تک قطع کر ڈالے کہ انہوں نے تیرے سوا کسی کو محبوب نہ بنایا اور نہ تیرے سوا کسی دوسرے کا سہارا پکڑا۔ عالم کے کدورات نے جب

Marfat.com

انت الذی ھدیتھم حتی استبانت لھم المعالم. ماذا وجد من فقدک وما الذی فقد من وجدک لقد خاب من رضی دونک بدلا ولقد خسر من بغی عنک متحولا۔ الٰھی[۲۱۲] کیف یرجی سواک وانت ما قطعت الاحسان وکیف یطلب من غیرک وانت ما بدلت عادۃ الامتنان یا[۲۱۳] من البس اولیاءہ ملابس ھیبتہ فقاموا بعزتہ مستعزین انت الذاکر من قبل الذاکرین وانت البادی بالاحسان من قبل توجہ العابدین وانت الجواد بالعطاء من قبل طلب الطالبین وانت الوھاب ثم انت لما وھبتنا من المستقرضین۔ الٰھی[۲۱۴] ان رجائی لا ینقطع عنک و ان عصیتک کما ان خوفی لا یزایلنی وان اطعتک۔

ان کو متوحش و پریشان کیا تو تو ہی ان کا مونس ہوا اور حق کے راستے ان پر اسی لئے منکشف ہوئے کہ تو نے ہی ان کی رہنمائی فرمائی۔ جس نے تجھکو نہ پایا اس نے کیا پایا۔ اور جس نے تجھکو پایا اس نے کیا نہ پایا۔ جو تیرے بدلے کسی دوسرے سے راضی ہوا وہ خائب وخاسر رہا۔ اور جس نے تیری بارگاہ عالی سے دوسری طرف مُنہ موڑا۔ اس نے سخت نقصان اٹھایا۔

(۲۱۲) الٰہی! تو نے اپنا احسان کم نہیں کیا ہے تو پھر کس طرح سے تیرے سوا کسی دوسرے سے امید کی جائے اور تو نے اپنی بندہ نوازی کی عادت کو نہیں بدلا ہے تو تیرے غیر سے کیونکر سوال کیا جائے۔"

(۲۱۳) اے وہ ذات جس نے اپنے دوستوں کو اپنی ہیبت کا لباس پہنایا۔ تو وہ اس کی عزت کیساتھ عزت والے ہوکر قائم ہوئے۔ ذکر کرنیوالوں کے وجود سے پیشتر تو اپنے احسان سے ان کو یاد کرنے والا ہے۔ اور عبادت کرنے والوں کی توجہ سے پہلے تو لطف واحسان کی ابتدا کرنیوالا ہے۔ اور سوال کرنے والوں کے سوال سے پہلے تو بخشش کرنیوالا ہے۔ تو ہی بخشنے اور دینے والا ہے۔ پھر خود ہی دیکر اپنی عطا ہم سے بطریق قرض مانگنے والا ہے۔"

(۲۱۴) الٰہی! اگرچہ میں تیری نافرمانی کروں پھر بھی میری امید منقطع نہیں ہوتی جس طرح سے کہ اگرچہ تیری فرمانبرداری کروں تو تیرا خوف مجھ سے زائل نہیں ہوتا۔"

۲۱۵ الٰهي كيف اخيب وانت املي وكيف اهان وعليك متكلي۔

۲۱۶ يامن استوى برحمانيته على عرشه فصار العرش غيبا في رحمانيته كما صارت العوالم غيبا في عرشه

۲۱۷ يامن احتجب في سرادقات عزه عن ان تدركه الابصار

۲۱۸ يامن تجلى بكمال بهائه فتحققت عظمته الاسرار كيف تخفى وانت الظاهر ام كيف تغيب وانت الرقيب الحاضر۔

والله الموفق وبه استعين

انتهى ما في الحكم منتقطا وملخصا۔

اقول

وانا العبد الفقير الى رحمة ربي محمد حسن الفاروقي عفى الله عنه

(۲۱۵) الٰہی! تو ہی میری اصل امید ہے تو پھر میں کیونکر ناامید ہو سکتا ہوں اور تو ہی میرا سہارا ہے پھر میں کیونکر ذلیل ہو سکتا ہوں۔"

(۲۱۶) اے وہ ذات! کہ جو اپنی رحمانیت سے عرش پر اس طرح مستوی و غالب ہوئے کہ عرش بھی اس رحمانیت میں غائب و مستور ہو گیا جس طرح کہ سارے عالم ہی عرش کے اندر ہی غائب و پوشیدہ ہیں۔"

(۲۱۷) اے وہ ذات! جو اپنی عزت و عظمت کے پردوں میں آنکھوں کے ادراک سے بالاتر و محجوب ہے۔"

(۲۱۸) اے وہ ذات! جس نے اپنی صفات کمالیہ کے ساتھ عارفین کے قلوب پر تجلی فرمائی۔ تو اس کی بے نہایت عظمت ان کے قلوب کے اندر متحقق و راسخ ہو گئی۔ تو بھلا کیونکر تو چھپ سکتا جبکہ تو ظاہر و آشکارا ہے۔ اور تو بھلا غائب کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ تو ہی نگہبان و حاضر ہے۔

"اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اسی سے ہم اعانت طلب کرتے ہیں۔"

یہاں تک حکم کے چیدہ مقامات کی تلخیص ختم ہوئی۔ فقط

میں ہوں اپنے پروردگار کی رحمت کا محتاج بندہ محمد حسن فاروقی اللہ تعالیٰ اپنے لطف خفی سے مجھے

Marfat.com

بلطفه الخفی۔
الٰھی ان تعذبنی
فانی حقیق بالذی
قد کان منی و
کم من زلۃ لی فی
الخطایا سترت و
انت ذو فضل ومن
یظن الناس بی خیرا
وانی لشر الناس
ان لم تعف عنی
فمالی حیلۃ الا رجائی
لعفوک ان عفوت
وحسن ظنی۔ الٰھی
عبدک العاصی اتاکا
مقر بالذنوب و
قد دعاکا فان تغفر
فانت
لذاک اھل
وان
تطرد فمن یرحم
سواکا
الٰھی ما عصیتک من
عناد ولکن شقوتی بلغت
مناھا

بخش دے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں یہ مناجات پیش کرتا ہوں۔

(۱) اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے عذاب دے تو بسبب ان گناہوں کے جو مجھ سے سرزد ہو چکے ہیں مَیں بیشک اس کا سزاوار ہوں"

(۲) اور کتنی میری خطاؤں کی لغزشوں پر تم نے پردہ پوشی فرمائی ہے۔ بیشک تو صاحب فضل وکرم ہے"

(۳) لوگ مجھے اچھا اور نیک خیال کرتے ہیں اور مَیں سب سے بدتر ہونگا۔ اگر تو نے مجھے عفو نہ فرمایا"

(۴) میرے پاس میری نجات کیلئے کوئی حیلہ نہیں مگر ایک تیرے عفو کی امید اگر تو نے مجھے بخش دیا۔ اور دوسرا میرا حسن ظن جو تیرے لطف سے وابستہ ہے"

---

(۱) اے پروردگار۔ تیرا نافرمان بندہ تیرے دربار میں حاضر ہوا ہے اس حال میں کہ اپنی خطاؤں کا اقرار کرتا ہے۔ اور تجھے پکار رہا ہے"

(۲) اگر تم اسے بخشدوگے تو تم اس بخشش کے ہر طرح سے لائق ہو۔ اگر تم اسے ہکال دوگے تو تیرے سوا اس پر بھلا کون رحم کرے گا"

Marfat.com

فان تغفر فانت لذاك اهل وان تطرد ناهاثم اها

قد وقع انفراغ بحمد الله وحسن توفیقہ من تالیف الرسالۃ المسماۃ بطریق النجاۃ یوم الاثنین اول الشہر الربیع الاول المبارك المنسلك فی شہور سنۃ تسع واربعین بعد الالف وثلثمائۃ۔ اللھم اختم لنا بالخیر والسعادۃ ونجنا بفضلك من اھوال یوم القیمۃ بجاہ من لہ العزۃ والکرامۃ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ سفن النجاۃ ونجوم الھدایۃ آمین

(۱) اے میرے پروردگار۔ کسی عناد یا سرکشی کی وجہ سے میں نے تیری نافرمانی نہیں کی۔ بلکہ میری کمبختی اپنی آرزو کو پہونچ گئی "

(۲) اگر مجھے بخش دوگے تو تم اس بخشش کے ہر طرح سے اہل ہو اور اگر ہکال دوگے تو نہایت افسوس کا مقام ہے "

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی نیک توفیق سے رسالہ طریق النجات کی تالیف سے پیر کے دن اوائل ربیع الاول سنہ تیرہ سو انچاس (۱۳۴۹) ہجری میں فراغت حاصل ہوئی۔

اے میرے پروردگار۔ ہمارا خاتمہ سعادت و خوبی کے ساتھ کیجیو۔ اور اپنے فضل وکرم سے بحرمت ذات معظم ومکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز قیامت کے ہولناک مصائب سے ہمیں نجات بخشیو۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولنا محمد وآلہ واصحابہ وبارك وسلم

آمین

۱۳۴۹

Marfat.com

رسالۃ التنویر فی بیان مسئلۃ التقدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اعلم وفقک اللہ تعالی ان مسئلۃ التقدیر من ادق مسائل علم الکلام والایمان بہ واجب والبحث عن کنہ ماھیتہا ممنوع کما اشرنا الیہ فی اول کتاب طریق النجاۃ وکذلک مسئلۃ الروح قال اللہ تعالی و یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا فنحن لا نبحث عن کنہ ماھیۃ ہاتین المسئلتین لقصور افہامنا عن درکہا ونفوض علمہا الی اللہ العزیز العلیم لکن البحث عن مسئلۃ التقدیر من حیث تعلقہا بافعال العباد والبحث عن الروح من حیث تعلقہا بابدان العباد۔ فقوم انکروا القدر وھم القدریۃ۔ وقوم اثبتوہ

رسالہ تنویر دربیان مسئلہ تقدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد الٰہی اور برگزیدہ بندوں پر سلام کہنے کے بعد جاننا چاہئے (اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے) کہ تقدیر کا مسئلہ علم کلام کے دقیق ترین مسائل میں سے ہے۔

حاصل یہ کہ تقدیر پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی حقیقت اور ماہیت کے بحث میں پڑنا ممنوع ہے۔ جس کی طرف ابتدائی کتاب میں ہم اشارہ کر چکے ہیں۔

مسئلہ روح کو بھی بالکل اسی طرح سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "کہ لوگ آپ سے (حضورؐ کو خطاب ہے) روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہدیجئے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تم لوگوں کو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے" اس لئے ہم بھی اپنی کوتاہی عقل کی بنا پر کہ ان دونوں مسئلوں کے درک سے ہمارا فہم قاصر ہے۔ ان کی حقیقت اور ماہیت کا بحث نہیں چھیڑتے۔ اور ان کا علم اللہ ہی کو سونپ دیتے ہیں۔ لیکن مسئلہ تقدیر کا اس حیثیت سے بحث کرتے ہیں کہ اس کو افعال عباد سے کیا تعلق ہے۔ اور مسئلہ روح کا یوں بحث کیا جاتا ہے کہ اس کو ابدان عباد سے کیا لگاؤ ہے۔

ایک گروہ نے تو قدر کا صاف انکار کر دیا ہے۔ ان کو "قدریہ" کہا جاتا ہے۔ اور ایک جماعت قدر

Marfat.com

وجعلوا العبد مجبورا وهم المرجئة وهدى الله تعالى اهل السنة والجماعة الى الطريق الاوسط الاحوط - روى ابن عباس رض ان النبي صلى الله عليه وسلم قال صنفان من امتي ليس لهما في الاسلام نصيب المرجئة والقدرية قال الشيخ علي القاري في المرقات المرجئة هم الذين يقولون الافعال كلها بتقدير الله تعالى و ليس للعباد فيها اختيار فانه لا يضر مع الايمان معصية كما لا ينفع مع الكفر طاعة- والقدرية هم المنكرون للقدر القائلون بان افعال العباد مخلوقة بقدرتهم لا بقدرة الله تعالى وارادته وانما نسبت هذه الطائفة الى القدر لانهم يبحثون في القدر كثيرا انتهى - والباعث علينا في البحث من مسئلة التقدير نجات عقائد المسلمين عن الزيغ وعن نسبة الظلم الى الله تعالى وقد ابتلى بهذه المصيبة

کا تو اثبات کرتی ہے لیکن پھر اس کے ساتھ بندے کو بھی بالکل مجبور سمجھتے ہیں - ان کو "مرجیہ" کہا جاتا ہے - درمیانی اور محتاط طریقہ پر اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و الجماعت ہی کو ہدایت فرمائی ہے -

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگ میری امت میں سے ایسے ہوں گے کہ جو اسلام سے بالکل بے بہرہ ہوں گے ایک مرجیہ اور دوسرے قدریہ۔

شیخ علی قاری "مرقات" میں لکھتے ہیں کہ مرجیہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ کل افعال اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں اور بندوں کو ان میں کوئی اختیار نہیں اس لئے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر رساں نہیں جسطرح سے کہ کفر کے بعد کوئی طاعت فائدہ مند نہیں - اور قدریہ وہ ہیں جو قدر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال بندوں کے ہی قدرت سے پیدا شدہ ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ارادہ کو اس میں کوئی دخل نہیں - اس جماعت کو قدریہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسئلہ قدر میں بحث بہت کرتے ہیں - (انتہیٰ)

ہماری غرض مسئلہ تقدیر کے بحث سے یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقائد کجروی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کیطرف ظلم کی نسبت کرنے سے نجات پائیں - اور یہی بات ہمارے لکھنے کی باعث ہوئی - اس مصیبت میں بہت سے اللہ کے بندے مبتلا ہے

Marfat.com

كثير من العباد فانك ترى
كثيرا من المنهمكين في الضلالة
التاركين لفرائض الله تعالى
اذا عاتبتهم بذلك يقولون هذا
شيء قدره الله على قبل خلقي و
انا ما اقدر على تغيير خلق الله
نعني هذه العبارة انى مجبور
في ترك الواجبات وفعل المنهيات
والمجبور معذور وكيف يعذبني
الله تعالى على امر قدره الله
على قبل خلقي - وهذه العقيدة
منجرة الى ابطال الشرائع وفضول
ارسال الرسل عياذا بالله تعالى
وقد وقع لي مناظرة مع من يدعي
العلم والصلاح في هذه المسئلة
فقال العبد مجبور لان الله تعالى
قال والله خلقكم وما تعملون
فاعمال العبد لما كانت مخلوقة
لله تعالى فكيف يقدر العبد
على تغيير خلق الله. فقلت له
العبد مختار في فعله وان كان
مجبورا في اختياره لان الله
تعالى يقول فمن شاء فليؤمن
ومن شاء فليكفر فعلم

آتے ہیں۔ اور بہت دیکھا جاتا ہے کہ لوگ گمراہی میں منہمک اور فرائض الٰہی کو ترک کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر تم ان کو ملامت اور تنبیہ کرو تو وہ کہدیتے ہیں کہ "یہ باتیں تو اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ہماری پیدائش ہی سے پہلے لکھ دیں تھیں اب ہمیں کیا قدرت و اختیار ہے کہ خلق الٰہی میں تغیر و تبدل کر سکیں۔ اس کے یہ معنے ہوئے کہ واجبات کے ترک کرنے اور اور محرمات کے ارتکاب پر ہم مجبور ہیں اور مجبور تو معذور ہی ہے اور اللہ تعالیٰ بھلا ہمیں ایسی بات پر کیونکر عذاب دے گا۔ جس کو ہماری پیدائش سے ہی پہلے اس نے ہماری تقدیر میں لکھدیا ہو" اصل میں یہ عقیدہ اس بات پر جاکر ختم ہوتا ہے کہ عیاذاً باللہ سب شریعتیں باطل اور بیکار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو فضول بھیجا ہے"۔

ایک ایسے شخص کے ساتھ جو علم و فضیلت کے دعوے کرتا تھا میرا اس مسئلہ میں مناظرہ ہوا۔ تو اس نے یہ کہا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو بھی۔ پس جبکہ بندے کے اعمال اللہ تعالیٰ ہی کے مخلوق ہیں تو بندہ بے چارہ تغیر خلق الٰہی پر کیونکر قادر ہو سکتا ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ بندہ اپنے فعل میں مختار ہے اگرچہ اپنے اختیار میں مجبور ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص چاہے ایمان لائے اور جو شخص چاہے کافر بنے۔ اس سے ثابت ہوا کہ

Marfat.com

ان للعبد مشیّۃ والمشیّۃ هي الاختيار۔ فقال وما تشاؤن الا ان يشاء الله فمشيّۃ العبد منفيّۃ۔ قلت هذا هو معنى قولنا انہ مجبور فی اختیارہ فحرکۃ الصحیح خلاف حرکۃ المرتعش فالمرتعش مجبور فی حرکتہ والصحیح لیس مجبورا فی تحرکہ لان تحرکہ بارادتہ لابد ان تکون لمصلحۃ دینیۃ او دنیویۃ نفسیۃ او روحیۃ نعم الطاقۃ الارادیۃ مخلوقۃ للہ تعالٰی بعد عزمك لذلك الفعل وهذا معنی الآیۃ والله خلقکم وما تعملون فسکت۔ ولما کان فی المسئلۃ اغماض اردت نبذا من شرحہا فنقول وباللہ التوفیق۔

اعلم یا اخی

اوّلا سعۃ علم الله تعالٰی من قولہ تعالٰی وان الله قد احاط بکل شیٔ علما

بندہ مشیت (چاہنے کی قوت) رکھتا ہے اور مشیت ہی اختیار ہے "

اس نے کہا کہ یہ بھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ اس سے ثابت ہُوا کہ بندہ مشیت نہیں رکھتا؟"

میں نے کہا کہ یہی تو ہمارے اس قول کی معنی ہے کہ بندہ اپنے اختیار میں مجبور ہے۔ اس بات کو اس مثال سے سمجھو کہ تندرست آدمی کی حرکت اس آدمی کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے جس کو رعشہ کا مرض ہو۔ مرتعش اپنی حرکت میں مجبور ہوتا ہے اور تندرست حرکت دینے میں مجبور نہیں اس لئے کہ وہ تو اپنے ارادہ ہی سے حرکت دیتا ہے۔ جو ضرور ہے کہ کسی دینی یا دنیوی۔ نفسانی یا روحانی مصلحت کے بنا پر ہوگی۔ ہاں! یہ ضرور ہے کہ خود طاقت ارادہ یہ تمہارے عزم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے یعنی اللہ کی مخلوق ہے۔ اور یہی اس آیت کی معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو بھی "پس وہ شخص چپ ہو گیا" لیکن چونکہ ابھی اس مسئلہ میں پیچیدگی اور اشکال باقی ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ اس مسئلہ کی پیچیدگی کو کچھ کھول دوں۔ (اور اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق مانگتا ہوں)

اے میرے عزیز بھائی! پہلے اللہ تعالیٰ کی وسعت علم کو خود اللہ ہی کے کلام سے معلوم کرو

Marfat.com

ومن قوله تعالیٰ یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم ولا یحیطون بشئ من علمه الا بما شاء ومن قوله تعالیٰ عالم الغیب لا یعزب عنه مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلك ولا اکبر الا فی کتاب مبین ومن قوله تعالیٰ ولو ان ما فی الارض من شجرة اقلام والبحر یمده من بعده سبعة ابحر ما نفدت کلمات الله والمراد من کلمات الله معلومات الله۔ والبرهان العقلی علی سعة علمه تعالیٰ انك تری ما خلق الله فی الارض من النباتات والجمادات وذوی الارواح بحیث یتحیر عقلك فی عدها وتعلم یقینا ان خالق الجمیع هو الله تعالیٰ وهو رازقه وحافظه وعلم کل شئ مقدم علی خلقه والخلق فرع من فروع العلم لان من اراد خلق شئ لا بد ان یعلم اولا غایته من نفعه وضره وخیره وشره وانفاسه وارزاقه وحاله ومآله

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ارشاد ہے کہ وہ جانتا ہے جو کچھ خلق کے روبرو ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ وہ نہیں احاطہ کر سکتے اس کے معلومات میں سے کسی چیز کا۔ اور ارشاد ہے کہ وہ عالم الغیب ہے اس سے ذرہ برابر چیز پوشیدہ نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی "کوئی چیز ایسی نہ ہوگی" جو کتاب ظاہر میں موجود نہ ہو۔ اور ارشاد ہے کہ اگر جتنے کچھ زمین میں درخت ہیں قلم ہوں اور سمندر سیاہی ہو" کہ اس کے پیچھے سات سمندر اس کی مدد کریں۔ (جب بھی) اللہ کے کلامات تمام نہ ہوں گے: کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کے معلومات ہیں:

اللہ تعالیٰ کی وسعت علم پر عقلی دلیل یہ ہے کہ زمین پر جو چیزیں نباتات، جمادات، اور حیوانات اللہ کی پیدا کی ہوئی اس انداز میں دیکھی جاتی ہیں کہ ان کے شمار میں عقل چکر کھا جاتی ہے۔ اور اس بات کو یقیناً ہر ایک جانتا ہے کہ ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہی ان کا رازق اور نگہبان ہی ہے۔ اور علم ہر ایک چیز کا اس کے پیدا کرنے سے پہلے ہی ہوتا ہے اور خلق تو علم کے فروغ میں سے ہے اس لئے کہ جو شخص کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے ضرور ہے کہ پہلے اس کی غایت۔ نفع و نقصان۔ خیر و شر۔ انفاس و ارزاق۔ حال و مآل

Marfat.com

فبعد ما علم جميع ذلك يقدم
على خلقه فبين العلم و الخلق
عموم وخصوص فلكل فرد من
افراد المخلوقات الغير المتناهية
علوم غير متناهية لخالق
ذلك المخلوق وان نظرت في
ملكوت السماوات وما فوقها
من المخلوقات ترى الارض
بمخلوقاتها بالنسبة اليها كقطرة
الى البحر المحيط فكيف تفي اقلام
الاشجار ومداد البحار المتناهية
بكتابة العلوم الغير المتناهية۔
فسلمنا القديم به قدير وان كان
الحديث به ضعيفا۔ ثم اعلم ان
علمه تعالى ليس كعلومنا حيث
يتكون بعد ادراك المحسوسات
والمعلومات فان المعلومات جميعها
من الازل الى الابد صغيرها و
كبيرها قديمها وحديثها منكشفة
في علمه تعالى انكشافا تاما بسيطا
بحيث لا يعزب عنه مثقال ذرة
في الارض ولا في السماوات وان ما
اشرنا الى علمه تعالى بالانكشاف
البسيط انما هو بحسب فهمنا القاصر

سب کچھ جان لے۔ جب ان تمام امور کو جان لیتا ہے تو اس کے خلق پر اقدام کرسکتا ہے۔

اس صورت سے علم اور خلق میں عموم و خصوص کی نسبت ہوئی پس افراد مخلوقات غیر متناہیہ کے ہر ایک فرد کے لئے اس کا خالق یقیناً علوم غیر متناہیہ رکھتا ہے۔ اگر تم عالم سمٰوٰت اور جو اس سے بھی اوپر ہیں ان کے مخلوقات کو دیکھو تو زمین کی مخلوقات ان کی بہ نسبت ایسے معلوم ہونگیں جو نسبت ایک قطرے کو بحر محیط کے ساتھ ہوسکتی ہے۔ تو اب خود ہی سوچو کہ درختوں کی قلمیں اور دریاؤں کی سیاہیاں کہ جو سب متناہی ہیں علوم غیر متناہیہ کے لکھنے کے لئے کیسے کافی ہوسکتی ہیں۔ تو تمہیں تسلیم کرنا چاہئے کہ قدیم ان سب پر قادر ہے اگرچہ حادث اس کے جاننے سے عاجز ہے۔ اور اس بات کو بھی سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے علوم کی طرح نہیں ہے کہ معلومات اور محسوسات کے ادراک کے بعد پیدا ہوتا ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں سارے معلومات چھوٹے اور بڑے نئے اور پرانے کہ جو ازل سے ابد تک ہونے والے ہیں سب کے سب ظاہر منکشف ہیں بانکشاف تام بسیط۔ اسطرح پر کہ ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی چیز اس سے آسمان اور زمین میں پوشیدہ نہیں ہے۔

ہم نے جو علم الٰہی کی تعبیر انکشاف تام بسیط کے لفظ سے کی ہے تو یہ باعتبار ہمارے افہام ناقصہ کے

و الا فعلہ تعالیٰ صفۃ ذاتیۃ
لہ تعالیٰ فکما لا نقدر علی
معرفۃ ذاتہ تعالیٰ کذلک لا
نقدر علی معرفۃ صفاتہ اذا
علمت ھذا فاعلم انہ تعالیٰ
علم فی الازل انی اخلق
العبد الفلانی فی یوم کذا فی
ساعۃ کذا من سنۃ کذا و یبقی
فی بطن امہ کذا من الشھور
والایام و یولد فعلم عمرہ وعملہ
و رزقہ واجلہ و خیرہ و شرہ
و صحتہ و سقمہ و کلامہ
و صمتہ و طاعتہ و عصیانہ
و اکلہ و شربہ و اخلاصہ و
نفاقہ و سعادتہ و شقاوتہ
و تحرکہ و سکونہ و نومہ و یقظتہ
و حیاتہ و مماتہ و جمیع اطوارہ
و اوضاعہ من حین یولد الی
حین یموت و بعد الموت الی الابد
الآباد و علم انہ یفعل کذا فی
ساعۃ کذا و اجازیہ بکذا و کان
ھذا العلم مستکنا فی خزائن العلوم
الغیر المتناھیۃ فلما ان اراد اللہ
تعالیٰ اطلاع بعض خواص عبادہ

ہے۔ ورنہ علم الٰہی خداوند تعالیٰ کی صفت ذاتی ہے
اور جس طرح سے کہ ہم خداوند تعالیٰ و تقدس کی معرفت
ذات پر قدرت نہیں رکھتے۔ اسی طرح سے
معرفت صفات پر بھی ہم قادر نہیں ہیں۔
اس کے بعد یہ سمجھو کہ خداوند تعالیٰ نے ازل
میں جان لیا تھا۔ کہ میں فلاں بندہ کو فلاں
دن اور فلاں ساعت اور فلاں برس میں
پیدا کروں گا۔ اور یہ بندہ اپنی ماں کے
پیٹ میں اتنے مہینے اور اتنے دن رہیگا
اور اس کے بعد تولد ہوگا۔ اسی طرح سے
اس کی عمر اور عمل۔ رزق اور اجل
خیر و شر۔ تندرستی اور بیماری۔ گفتگو اور
خاموشی۔ فرمانبرداری اور نافرمانی۔
کھانا اور پینا۔ اخلاص اور منافقی۔ نیک
بختی اور بدبختی۔ حرکت اور سکون۔ سونا اور
جاگنا۔ حیات اور موت۔ اور سارے
اوضاع و اطوار جب سے پیدا ہوا ہے
مرنے کے دم تک اور مرنے کے بعد ابد الآباد
تک سب جان لئے تھے۔ اور یہ بھی جان
لیا تھا کہ یہ بندہ ایسا کام فلانی ساعت
میں کرے گا۔ اور اس کی یہ جزا اسے
ملے گی۔ یہ علم دراصل خزائن علوم غیر
متناہیہ میں پوشیدہ تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ
نے ارادہ فرمایا کہ اپنے بعض خاص بندوں

Marfat.com

علیہ من الملئکۃ المقربین ارواح عبادہ الصالحین تابل ذلک العلم المکنون باللوح المحفوظ فظہر جمیع ذلک فی اللوح بطریق الانعکاس بواسطۃ القلم الربانی فذلک ھو التقدیر الذی امرنا بالایمان بہ والقضاء الذی امرنا بالرضاء بہ ولابد ان یظہر جمیع ماکتب فی اوقاتہ المخصوصۃ المقدرۃ لہا لاتبدیل لکلمات اللہ تعالی کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم جف القلم بما ھو کائن و فی ھذا المحل یمحو اللہ ما یشاء بسبب من الاسباب ویثبت ما یشاء بسبب من الاسباب لان القادر علی الایجاد قادر علی الاعدام بالطریق الاولی و ذلک تقدیر العزیز العلیم

یعنی ملائکہ مقربین اور صالح بندوں کے ارواح کو اس سے اطلاع دے تو اس پوشیدہ علم کو لوح محفوظ کے سامنے کردیا تو وہ سب لوح محفوظ میں بواسطۂ قلم ربانی بصورت انعکاس کے ظاہر ہوگئے اسی کو تقدیر کہتے ہیں جس کی ایمان لانے کا امر کیا جاتا ہے اور یہی قضا ہے جس پر راضی رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

اور ضرور ہے کہ جو کچھ وہاں لکھا جا چکا ہے وہ اپنے اوقات مخصوصہ معینہ پر ہی ظاہر ہو اس لئے کہ اللہ تعالی کے کلمات میں تبدیل کی گنجائش نہیں اور جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو چیزیں ہونے والی ہیں ان کو لکھکر قلم فارغ ہوگیا ہے۔ اور اسی محل میں یہ آیت وارد ہے کہ محو کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے کسی سبب سے اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے کسی سبب سے۔ اس لئے کہ جو پیدا کرنے پر قادر ہو وہ ناپید کرنے پر بطریق اولی قادر ہوگا۔

اور یہ خداوند غالب و دانا کی تقدیر ہے۔

Marfat.com

اذا علمت هذا فاعلم ان التقدير على نوعين النوع الاول ما كان لكسب العبد فيه مدخلٌ و تسببٌ كحصول الرزق و الافعال البدنية والحركات الارادية والنوم واليقظة والطاعة والعصيان وغيرها والنوع الثاني مالم يكن لكسب العبد فيه مدخلٌ كالحيواة والممات والصحة والسقم وعروض الافات الارضية والسماوية وتولد الذكور او الاناث من الاولاد وغيرها ولا كلام لنا فيما لم يكن لكسب العبد فيه مدخل واللازم على العبد فيها التسليم والرضا. واما النوع الاول فهو ما كان لكسب العبد فيه مدخل. فنقول ان عمل العبد سببٌ لتقديره تعالى خيرًا كان او شرًّا والجزاء.

جب تمہیں یہ معلوم ہوگیا تو اب جاننا چاہئے کہ تقدیر دو قسم پر ہے۔ پہلا قسم وہ ہے کہ جس میں بندے کے کسب وعمل کو اس میں دخل ہو اور کسب اس کا سبب بن جاتا ہو۔ جیسے حصول رزق۔ افعال بدنیہ اور حرکات ارادیہ نیند اور بیداری۔ طاعت وعصیاں وغیرہ۔

اور دوسرا قسم وہ ہے جس میں کسب عبد کو مطلق دخل نہیں جیسے حیات وموت صحت و مرض۔ آفات سماویہ وارضیہ کا عارض ہونا۔ اولاد میں نر و مادہ کا پیدا کرنا وغیرہ۔

اور اس صورت میں جس میں کہ بندہ کے کسب کو دخل نہیں ہماری گفتگو بے سود ہے بلکہ بندہ پر اس صورت میں یہ لازم ہے کہ تسلیم اور رضا کو اپنا مسلک بنالے۔

لیکن پہلا قسم "جس میں بندے کے کسب کو دخل ہوتا ہے" اس کے بارہ میں ہم تمہیں بتلا دیتے ہیں کہ بندہ کا عمل نیک ہو چاہے برا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا سبب بن جاتا ہے۔ اور جزاء جو اس پر

Marfat.com

المرتب علیہ مسبب لہ لان العبد یعمل باختیارہ خیرا کان او شرا ویجزیہ اللہ تعالیٰ علیہ ان کان خیرا فخیر وان کان شرا فشر ان لم تسبقہ العنایۃ بالتوبۃ او بالشفاعۃ او غیر ذلک حتی انہ لم یکتب علیہ شرہ برھۃ من الزمان لعلہ یتوب کما ورد فی الحدیث قال اللہ تعالیٰ من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا وما ربک بظلام للعبید و قال تعالیٰ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری

مرتب ہوتی ہے وہ اسی کا نتیجہ یا سبب ہوتی ہے اس لئے کہ بندہ بُرا یا بھلا عمل اپنے اختیار ہی سے کرتا ہے حق سبحانہ وتعالیٰ پھر اس عمل کے لحاظ سے بُری یا بھلی جزا دے دیتا ہے بشرطیکہ عنایت ازلی نے توفیق توبہ سے اس کی دستگیری نہ کی اور شفاعت نے اس کو اپنے سایۂ رحمت میں نہ لیا وغیر ذالک۔

یہ صورت نہیں ہوتی کہ یکایک بُری جزا اس کے لئے لکھ دی جاتی ہے اس لئے کہ شاید توبہ کی توفیق اسے نصیب ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی حدیث شریف میں وارد ہو چکا ہے۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے نیک عمل کیا تو اپنے بھلے کے لئے کیا اور جس نے بدکاری کی تو وبال بھی اسی پر ہے اور تمہارا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ اور ارشاد ہے کہ جس نے دیا اور تقویٰ کیا اور سچ سمجھا اچھی بات (یا جنت) کو تو ہم آسان کر دیں گے

واما من بخل واستغنی و کذب بالحسنیٰ فسنیسرہ للعسریٰ و انت تعلم ان فاء التعقیبیۃ تقتضی الترتیب و التعقب نعلم ان الجزاء یحدث بعد العمل والتقدیر الازلی و ھو علم اللہ تعالیٰ بھذہ القصۃ لایجبر العبد علی العمل دلیس تقدیرہ تعالیٰ فی الازل سببا لمعصیۃ العبد حتیٰ یکون العبد مجبورا فی المعصیۃ و ینسب الظلم الیٰ حضرت اللہ تعالیٰ وتقدس بتعذیبہ ایاہ بعد مجبوریتہ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا لان اللہ تعالیٰ

اسے آسانی کے لئے۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ سمجھا اچھی بات (یا جنت) کو تو ہم اس کو آسان کردیں گے سختی اور تنگی کے لئے۔

اس آیۂ کریمہ میں (نحوی قاعدے سے) تم جانتے ہوگے کہ "فاء" تعقیبیہ ترتیب اور درپے ہونے کو چاہتی ہے اس سے ثابت ہُوا کہ جزا عمل کے بعد ہی پیدا کی جاتی ہے۔ اور تقدیر ازلی یعنی علم الٰہی جو اس کام کے متعلق تھا بندہ کو اس کام کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ اور تقدیر الٰہی جو ازل میں ہوچکی ہے بندے کی معصیت کا سبب نہیں بن جاتی یہاں تک کہ بندہ اپنی معصیت میں بالکل مجبور ہو۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کی جاسکے کہ بندہ کے مجبور ہونے کے ساتھ اسے عذاب دیا جارہا ہے۔" ظالموں کے اس کہنے سے حق سبحانہ وتعالیٰ برتر ہے اور بہت برتر ہے۔

اس لئے کہ خداوند تعالیٰ

ليس بظلام للعبيد بل
هو ارحم الراحمين
بعباده وكيف يكلف
الله
عباده بامره
لهم بالا وامر
ونهيه لهم عن المناهي
والحال
ان العباد لا يقدرون
على شيء
من ذلك ويسلب التوفيق
عنهم
كمن يامر الاعمى بقراءة
كتاب لم يعرفه و
قارا
قال الله تعالى لا يكلف
الله نفسا الا وسعها
لها ما كسبت
وعليها ما اكتسبت
وهذه العقيدة
من اخبث العقائد الفاسدة
لان فيها ابطال الشرائع
راسا
وارسال الرسل فضولا

اپنے بندوں پر ظالم نہیں ہے بلکہ وہ تو اپنے بندوں پر ارحم الرحمین ہے۔ خود ہی سوچو کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کو کیسے اس بات کی بھلا تکلیف دے سکتا ہے کہ وہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو اس حال میں کہ بندے بے چارے کسی چیز قدرت ہی نہ رکھتے ہوں اور توفیق ان سے چھین لی گئی ہو!

یہ تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص کسی اندھے کے سامنے کوئی کتاب کھول دے کہ اس کو بیٹھے پڑھا کر جس کو وہ بے چارہ جانتا ہی نہ ہو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر اس کی طاقت کے موافق اسی کو ملتا ہے جو اس نے کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا۔

یہ عقیدہ سب عقائد فاسدہ میں نہایت ناپاک اور برا ہے اس لئے کہ اس کی بنا پر سب شریعتیں سرے سے بالکل باطل ٹھیریں گی۔ اور رسولوں کے مبعوث

Marfat.com

وعبثا عیاذا باللہ منہا۔
فان قلت کیف یکون عمل العبد الحادث سببا لتقدیرہ تعالیٰ وتقدیرہ تعالیٰ ازلی وتقدم السبب علی المسبب مسلم عند اھل العلم فیلزم تقدم المسبب علی السبب فی ذا غیر جائز۔ قلت التبس علیک العلم بالعمل فان علمہ تعالیٰ بان العبد الفلانی یفعل الفعل الفلانی فی الزمن الفلانی واجازیہ بالجزاء الفلانی ھذا ھو التقدیر الازلی ونسلم تقدمہ علی العمل الحادث للعبد ولیس ھذا التقدیر العلمی فی الحقیقۃ سببا ولا مسببا بل السبب عمل العبد الحادث والمسبب جزاء العمل الحادث قال اللہ تعالیٰ واللہ خلقکم وما تعملون۔ فکما ان خلق العبد حادث ومباشرۃ الابوین سبب لہ

ہونے کو فضول اور عبث کہنا پڑیگا پناہ بخداہ۔
سوال ! بندے کا عمل جو حادث (نوپید) ہے تقدیر الٰہی ازلی کا کیسے سبب بن سکتا ہے۔ اس لئے کہ سبب کا مسبب پر مقدم ہونا اہل علم کے نزدیک ثابت ہے اس صورت میں تو مسبب سبب پر مقدم ہو رہا ہے حالانکہ یہ جائز نہیں۔
جواب ! تم پر علم اور عمل کا التباس ہو گیا ہے اس وجہ سے یہ اشکال پیدا ہوا ہے صورت واقعہ یہ ہے کہ علم الٰہی میں جو یہ بات تھی کہ فلاں بندہ فلانے زمانہ میں یہ کام کرے گا اور اس کو اس پر یہ جزا دی جائے گی یہی تقدیر ازلی ہے اور اس کی تقدیم بندے کے حادث فعل پر ہم ضرور مانتے ہیں لیکن یہ تقدیر علمی درحقیقت نہ سبب ہے نہ مسبب۔ بلکہ اس کا سبب بندے کا وہ حادث عمل ہے اور اس حادث عمل کی جزا اس کا مسبب ہے۔
حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو۔ پس جس طرح سے کہ بندہ خود حادث ہے اور والدین کی مقاربت اس کا سبب

Marfat.com

لذلك خلق عمل العبد حادث ومباشرة العبد سببه وجزاء الله تعالى اياه بعد عمله الحادث مسبب لذلك الفعل فلا يلزم تقدم المسبب على السبب فان قلت اما سمعت فى الحديث الصحيح معاتبة موسى لآدم على نبينا وعليهما الصلوة والسلام فى اكله الشجرة فقال له آدم عليه السلام بكم علمت تقديره على امر قدره الله على قبل خلقى باربعين عاما قال النبى صلى الله عليه وسلم فحج آدم موسى

ہے اسی طرح سے بندے کا عمل کرنا حادث ہے۔ اور خود بندے کا اس کام کو کرنا اس کا سبب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو اس کو اس عمل حادث کے بعد جزا دے گا یہ اس عمل کا مسبب ہے پس کہاں سبب مسبب پر مقدم ہوا۔

سوال! کیا تم نے صحیح حدیث میں نہیں دیکھا ہے کہ حضرت موسےٰ نے حضرت آدم کے ساتھ شجرہ کے کھانے کے بارہ میں مناظرہ اور معاتبہ کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس بات کی تقدیر میری پیدائش سے کتنا زمانہ پہلے ہو چکی تھی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا چالیس سال پہلے۔ تو حضرت آدم نے کہا کہ کیا تم مجھے ایسی بات پر ملامت کر رہے ہو جس کو حق تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی چالیس سال پہلے میرے لیئے مقرر کر رکھا تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:- پس اس حجت میں حضرت آدمؑ حضرت موسیٰؑ پر غالب ہو گئے۔

ے على قبل خلقى قال باربعين عاما قال افتلوم منى

Marfat.com

فلو لم یکن العبد مجبورا
لقضاء اللہ تعالیٰ ما حجّ
آدمُ موسیٰ۔
قلنا القصۃ صحیحۃ وھی
تؤید مقصودنا من وجوہ
الاول ان موسیٰ علیہ
السلام کان نبیا و
رسولا اتاہ اللہ التوراۃ
فیھا تبیان کل شیٔ فلو
کان آدمُ مجبورا فی اکلہ
الشجرۃ ما عاتبہ علیہ۔
الثانی ان کان آدم علیہ
السلام مجبورا فی فعلہ
ذلک لقال فی عذرہ
من خطیئتہ ربنا انک
ابتلیتنی بھذا ولکنہ
قال ربنا ظلمنا
انفسنا فان لم یکن
لہ اختیار لما نسب الظلم
الی نفسہ و الثالث شہادۃ
رب العلمین علی
آدم بقولہ وعصیٰ آدمُ
ربہ فغویٰ ثم
تاب علیہ وھدیٰ۔

توسوال یہ ہے کہ اگر بندہ قضائے الٰہی سے مجبور نہ ہوتا تو کیسے حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب آتے ؟

جواب :۔ یہ قصہ برابر صحیح ہے۔ لیکن یہ تو اور کئی وجوہ سے ہمارے مقصود کی تائید کر رہا ہے۔

وجہ اول یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول اور نبی تھے حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان پر تورات اتاری تھی ؛ جس میں ہر ایک چیز کا بیان تھا پس اگر حضرت آدم اس شجرہ (گیہوں یا کھجور) جو انہوں نے خلاف فرمان الٰہی جنت میں کھایا تھا کے کھانے پر مجبور ہوتے تو حضرت موسیٰ ان پر عتاب و ملامت نہ کرتے ؛

وجہ ثانی یہ کہ اگر آدم علیہ السلام اپنے فعل میں مجبور ہوتے تو اپنی اس خطا کے عذر میں یوں کہتے کہ "اے پروردگار تہیں نے تو مجھے اس کام میں مبتلا کیا ..."

لیکن انہوں نے کہا تو یہ کہ "اے پروردگار، ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے" تو اگر ان کا کچھ بھی اختیار نہ ہوتا تو ظلم کو اپنی طرف کیوں نسبت دیتے ؛

وجہ ثالث یہ کہ خود پروردگار عالم کی گواہی حضرت آدم پر ان الفاظ میں ہے کہ آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی پس گمراہ ہوئے۔ پھر ان پر توجہ فرمائی (اور ان کی توبہ قبول فرمائی) اور راہ راست پر

Marfat.com

فلو کان مجبورا لما نسب العصیان والغوایۃ الیہ۔ بقی کلام فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام فحج ادم موسیٰ ومفہوم مراد اللہ اعلم بامرار کلام حبیبہ ان ادم قال لہ ھذا امر قد فرغ منہ ومعنی ما اراد اللہ علیّ فی علمہ قبل خلقی فلا ینفع ایلامک لی فی ھذا الوقت فان قلت سلمنا ان للعبد اختیار فی الفعل والترک و سلمنا ان فعل العبد سبب للجزاء المرتب علیہ فمن این حصل لہ طاقۃ علی ذلک الاختیار قلنا ذلک من اللہ العزیز العلیم وذلک معنی قولنا مجبور فی اختیارہ بمعنی ان طاقۃ الاختیار حصلت لہ من اللہ تعالیٰ۔ فان قلت اذا کان طاقۃ الاختیار من اللہ تعالیٰ رجع الکلام الی اول البحث وصار العبد مجبورا فی اختیارہ فصار مجبورا فی افعالہ ولزم الدور

لائے تو اگر آدم علیہ السلام مجبور ہوتے تو نافرمانی اور گمراہی کی نسبت انکی طرف کیوں کیجاتی۔ البتہ یہاں پر یہ بات ایک کھٹکتی ہوئی رہجاتی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ سلم کے اس فرمودہ کا کیا مقصد ہے کہ "حضرت آدم حضرت موسیٰ پر حجت میں غالب آگئے؟" جبکہ ثابت ہو اکہ حضرت موسیٰ کا سوال ٹھیک تھا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی اپنے حبیب کے کلام کے اسرار زیادہ جانتا ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں میری پیدائش سے پہلے میرے متعلق جو ارادہ فرمایا تھا وہ ہوچکا اور اسکا وقت گذر چکا۔ اب سوقت تمہاری ملامت سے آخر کیا فائدہ؟

سوال: ہم نے تسلیم کرلیا کہ بندے کو کام کرنے اور نہ کرنے میں اختیار ہے اور یہ بھی مان گئے کہ بندے کا فعل ہی اس جزا کا سبب ہے جو اسپر مرتب ہوگی۔ لیکن خود یہ اختیار کہاں سے آیا اور اسپر طاقت کس نے دی؟

جواب: اس اختیار کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کیجانب سے ہے اور یہی معنی ہے ہمارے اس قول کے کہ بندہ اپنے اختیار میں مجبور ہے۔ اس سے یہی مراد ہے کہ اختیار کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے حاصل ہوئی ہے

سوال: جب اختیار کی طاقت خداوند تعالیٰ سے ہی ہوئی اور بندہ اپنے اختیار سے مجبور رہا تو اپنے افعال میں بھی مجبور ہوا اس صورت میں دور لازم آجاتا ہے اور پھر ابتداء سے بحث شروع ہوجاتی ہے:

Marfat.com

قلنا لیس الامر کما زعمت
لان الاختیار معناه تساوی
الطرفین اعنی الفعل و
الترک فترجیح احدی
الطرفین علی الاخر بقصده
وعزمه واستعمال الجوارح
فیما رجحه بقصده عمل العبد
امر تب علیه الجزاء حسب
فعله ان خیراً فخیر وان
شراً فشر و نسبة الاجبار
فی الاختیار الیه سبحانه و
تعالی مجازی۔ قال الله
تعالی ومن یضلل الله فما
له من هاد۔ ومن یشاء
یضلله۔ و یضل الله
الظلمین ویفعل ما یشاء
فنسبة الاضلال الیه تعالی
مجازی بعلاقة الارادة
الازلیة واعطاء القوة
والقوت ومن هذا القبیل
قول موسیٰ علی نبینا و
علیه الصلوة والسلام ان
هذا الا فتنتک۔ ومثاله
ولله المثل الاعلی کوالد یحب

جواب: یہ صورت اس طرح پر نہیں جو آپکے
خیال میں ہے اسلئے کہ اختیار کی معنی ہے دونوں طرف
یعنے فعل اور ترک کا برابر ہونا تو جب ان میں سے ایک
کو دوسرے پر اپنے قصد وارادہ سے ترجیح دیجائیگی
اور جسکو ترجیح دی ہے اس کی سرانجامی کیلئے اعضاء
بھی کام میں لگائے جائینگے تو یہ بندہ کا عمل ہوا
جسپر جزا موافق عمل بُری یا بھلی مرتب ہو رہی ہے اور
مجبوری کی نسبت جو اختیار میں حق سبحانہ وتعالے
کی طرف کیگئی ہے۔ یہ مجازاً ہے۔ جیسا کہ حق تعالی
کا ارشاد ہے جسکو اللہ گمراہ کرے اسکا کوئی رہبر
نہیں۔ اور جسکو اللہ چاہے گمراہ کردے اور اللہ
ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے
ان سب مثالوں میں گمراہی کی نسبت
اللہ تعالے کی طرف ارادہ ازلیہ اور قوت
بخشنے اور رزق دینے کے علاقہ سے
مجازاً کی گئی ہے"
اور حضرت موسے (ہمارے
رسول اکرم پر اور ان پر اللہ تعالے
کی رحمتیں اور سلام ہوں) کا یہ قول
بھی اسی قبیل سے ہے۔ کہ یہ تیرا
فتنہ (آزمائش) ہی ہے"
اور اس کی مثال یہ ہے (اور
اللہ تعالے ہی کے لئے اعلے مثال
(صفت) ہے" جیسے کوئی شخص اپنے

Marfat.com

ولدہ والولد عاق لوالدہ ویعمل الخبائث والوالد مکبّ علے تربیتہ فیلومہ الناس و یقولون لہ انت اضللتہ فالوالد وان کان یُربّیہ لکنہ لا یرضیٰ بضلالتہ کذلک ربنا یربینا ولکن لا یرضی بضلالتنا قال اللہ تعالیٰ ولا یرضی لعبادہ الکفر قال صاحب الامالیۃ مرید الخیر والشر القبیح ؛ ولکن لیس یرضی بالمحال ؛ رجعنا الی اصل المبحث فالذی یعتقد المجبوریۃ للعبد و یجیبنا بقولہ ھذا شیٔ قدرہ اللہ علیّ قبل خلقی نراہ منھمکا فی حصول الرزق جمیع عمرہ لا یفتر عنہ ساعۃ حتی انہ لا یفرق بین الحلال والحرام فان عاتبہ احد علے ذلک الانھماک یقول یا شیخ نحن مامورون بالسعی فے حصول الرزق وھذا العالم عالم الاسباب اوما سمعت

بیٹے کی پرورش کررہا ہو۔ اور بیٹا اپنے باپ کا نافرمان ہو اور بدکاریوں میں مبتلا ہو اس حال میں بھی باپ اس کی پرورش و تربیت میں بے حد کوشاں ہو۔ اس پر لوگ باپ کو ملامت کریں کہ تم نے اپنے بیٹے کو گمراہ کردیا ہے باپ اگرچہ اس کی پرورش کررہا ہے لیکن اس کی گمراہی سے وہ کبھی بھی راضی نہیں۔ اسیطرح سے ہمارا پروردگار ہماری پرورش کرتا ہے لیکن ہماری گمراہی سے کسی طرح وہ راضی نہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے کفر سے راضی نہیں۔ قصیدۂ امالیہ والے فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ بھلائی اور برائی دونوں کا ارادہ کرتا ہے لیکن محال سے وہ راضی نہیں"

اب ہم پھر اصل بحث کیطرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "وہ لوگ جو بندوں کی مجبوری کا اعتقاد رکھتے ہیں اور ہمیں ہر سوال پر یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری تقدیر میں ہماری پیدائش سے پہلے ہی لکھدیا تھا" انکو ہم رات دن رزق کے حاصل کرنے میں منہمک پاتے ہیں اور وہ عمر بھر اس طلب سے ایک گھڑی بھی غافل نہیں ہوتے یہانتک کہ اس سرگرمی میں حلال اور حرام کے فرق کو بھی بالائے طاق رکھدیتے ہیں۔ اب اگر کوئی [illegible] پر ملامت کرنے لگے تو [illegible] رزق حاصل کرنیکی کوشش پر تو مامور ہیں اور یہ عالم اسباب ہے بغیر اسکے چارہ نہیں اور کیا آپنے نہیں سنا کہ

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلبوا الرزق من ابوابها و الکاسب حبیب اللہ الی غیر ذلک و ما یحصل لہ من الرزق ینسبہ الی سعی نفسہ ویقول انا حصلتُ کذا انا فعلتُ کذا ولا یذکر قولہ ھذا شیٔ قدرہ اللہ علیّ قبل خلقی یعد نفسہ مجبورا فی الطاعات وترک الواجبات ویعد نفسہ مختارا فی حصول الارزاق حلالہا وحرامہا۔ وان دخل اللصُّ بیتہ لاخذ شیٔ من مالہ عار بہ یقاتلہ وربما یقتلہ وان سبّہ احدٌ یسبّہ باغلظ منہ ولا ینتفت الی عقیدتہ انہ مجبور فی دخول بیتہ وسبّہ کما ھو بنفسہ مجبور فی ترک الفرائض والھجوم علی ما نہی اللہ تعالیٰ عنہ وھذا غایۃ الحماقۃ والسفاھۃ نسأل اللہ تعالیٰ العفو والعافیہ والاستقامۃ علی منہاج

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تو فرما ہی دیا ہے کہ رزق کی طلب رزق کے دروازوں سے کرو۔ اور آپؐ فرماتے ہیں کہ کمانیوالا اللہ تعالیٰ کا حبیب ہے، وغیرہ وغیرہ۔" تعجب تو یہ ہے کہ جو کچھ کما لیتے ہیں اسکی نسبت اپنی ہی کوشش کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ چیز کمائی ہے اور مَیں نے یہ کیا ہے اور وہ کیا ہے۔ یہاں کبھی یہ نہ کہیں گے کہ بس اتنا ہی اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے پہلے میری تقدیر میں لکھا تھا۔ اپنے آپکو عبادات اور واجبات کے ترک میں تو بالکل مجبور سمجھیں لیکن حلال و حرام رزق کے حاصل کرنے میں اپنے نفس کو مختار کل جانیں۔ عجب حساب ہے۔

اور سنئے! اگر کوئی چور مال اٹھانے کیلئے انکے گھر میں گھس پڑے تو خوب داد شجاعت دیکر اس سے لڑینگے اور جو بس چلا تو گردن مارنے میں بھی دریغ نہ کرینگے۔ اسیطرح اگر انہیں کوئی گالی دے تو اس سے بڑھکر غلیظ گالیاں بکنے لگینگے۔ ایسے مقام پر انکی نظر التفات کبھی اپنے عقیدے کیطرف نہ اٹھیگی کہ وہ بیچارہ بھی گھر میں گھسنے یا گالی دینے میں ایسا ہی مجبور ہے جیسا کہ ہم خود فرائض کے ترک اور محرمات الٰہی پر جھک پڑنے میں مجبور ہیں"! خود ہی سوچو کہ یہ کس قدر حماقت اور سفاہت ہے"!

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں عفو و عافیت نصیب فرمائے اور اہلسنّت والجماعت کے طریقہ پر

اهل السنة والجماعة ونختم
الرسالة بتائية الشيخ
اسماعيل المقرى رحمه قال
رحمه الله تعالى - ٥

الى كم تمادى فى غرور وغفلة
وكم هكذا نوم الى غير يقظة
لقد ضاع عمر ساعة منه تشترى
بملاء السما والارض اية ضيعة
اترضى من العيش الرغيد وعيشة
مع الملاء الاعلى بعيش البهيمة
فيا درة بين المزابل القيت
وجوهرة بيعت بابخس قيمة
افان بباق تشتريه سفاهة
وسخطا برضوان ونارا بجنة
اانت صديق ام عدو لنفسه
فانك ترميها بكل مصيبة
ولو فعل الاعدا بنفسك بعض ما
فعلت لمستهم لها بعض رحمة
لقد بعتها هونا عليك رخيصة
وكانت بهذا منك غير حقيقة
كلفت بها دنيا كثير غرورها
تقابلنا فى نصحها بالخديعة
اذا اقبلت ولت وان هى احسنت
اساءت وان صافت فبالكدرة

استقامت بخشے"

ہم اپنے رسالہ کو شیخ اسمٰعیل مقری رحمہ اللہ تعالیٰ کے "قصیدۂ تائیہ" پر ختم کرتے ہیں. حضرت شیخ فرماتے ہیں:-

(۱) کبتک غرور اور غفلت میں پڑے رہو گے اور کبتک ایسی نیند سوتے رہو گے جسکی انتہا بیداری پر نہیں ہوتی (۲) تمہاری ایسی بے بہا عمر ضائع ہو چکی ہے کہ اگر اس کی ایک گھڑی بھی آسمان و زمین بھر کر دینے سے خرید سکتے - تو اسکو ضائع نہ کہا جاتا؟ (۳) کیا! بہترین زندگی اور اس زندگی کے بدلے جو ملاء اعلیٰ کیساتھ ہو چوپایوں کی سی زندگی بسر کرنے پر راضی ہو گئے ہو؟" (۴) افسوس ہے کہ دُر یکتا کو گندگی میں پھینکا گیا ہے اور جوہر بے بہا کو ادنیٰ قیمت پر فروخت کر دیا گیا ہے" (۵) کیا سفاہت اور نادانی سے تم فانی کو باقی کے عوض اور غضب کو رضائے الٰہی کے بدلے اور دوزخ کو جنت کے عوض خریدتے ہو؟" (۶) کیا تم اپنے نفس کے دشمن ہو یا دوست کہ اسکو ہر ایک مصیبت میں ڈالدیتے ہو؟" (۷) اگر تمہارے دشمن تمپر ان مظالم میں سے ایک حصہ بھی کر گذریں جو تم نے اپنے نفس پر کئے ہیں تو انکو بھی ضرور کچھ نہ کچھ تمپر رحم آجاتا! (۸) تم نے اپنے نفس کو بہت ہی سستا بیچا ہے اس لئے کہ وہ تمہارے سامنے بیقدر رہے - اور در اصل اسکی اس قدر بیقدری کرنا تمہیں شایان اور مناسب نہیں" (۹) تم نے اپنے نفس کو ایسی دنیا میں مشغول رکھکر تکلیف دی ہے کہ جس کے دھوکے بیحساب ہیں اور جو خیر خواہی اور نصیحت کیجانے میں بھی غدر اور بدخواہی سے پیش آتی ہے" (۱۰) اسکی تو یہ حالت ہے کہ جب وہ سامنے آتی ہے (تو فی الحقیقۃ) اسکو روگردانی ہوتی ہے اور جب وہ بھلائی کرتی ہے تو وہ در اصل اسکی برائی ہوتی ہے اور اگر وہ صاف اور ستھری بجائے تو تم اسکے مکدر اور گندہ ہونے پر یقین رکھو"

Marfat.com

(۱۱) وعشت فیہا الف عام ویقتضی
کعیشک فیہا بعض یوم ولیلۃ
(۱۲) علیک بما یجدی علیک من التقی
فانک فی سہو عظیم وغفلۃ
(۱۳) تصلی بلا قلب صلاۃ بمثلہا
یصیر الفتی مستوجبا للعقوبۃ
(۱۴) تخاطبہ ایاک نعبد مقبلا
علی غیرہ فیہا لغیر ضرورۃ
(۱۵) ولو رد من ناجاک للغیر طرفہ
تمیزت من غیظ علیہ وغیرۃ
(۱۶) تصلی وقد اتممتہا غیر عالم
تزید احتیاطا رکعۃ بعد رکعۃ
(۱۷) فویلک تدری من تناجیہ معرضا
وبین یدی من تنحنی غیر مخبت
(۱۸) ذنوبک فی الطاعات وہی کثیرۃ
اذا عددت تکفیک عن کل زلۃ
(۱۹) تقول مع العصیان ربی غافر
صدقت ولکن غافر بالمشیۃ
(۲۰) وربک رزاق کما ہو غافر
فلم لم تصدق فیہما بالسویۃ
(۲۱) فکیف ترجی العفو من غیر توبۃ
ولست ترجی الرزق الا بحیلۃ
(۲۲) وما ہو بالارزاق کفل نفسہ
ولم یتکفل للانام بجنۃ

(۱۱) (بفرض محال) اگر تم دنیا میں ہزار برس بھی رہو تو وہ بھی اسی طرح گذر جائینگے جیسے تمہرا ایکرات اور دن گذر جاتے ہیں۔" (۱۲) اپنے اوپر پرہیزگاری کو' اور اُن چیزوں کو جو نفع بیان ہوں لازم کر رکھو اسلئے کہ تحقیق تم ایک بڑی بھول اور غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔" (۱۳) حضور قلب کے سوا تم ایسی نماز پڑھتے ہو جس سے آدمی اور سزا و عقوبت کا مستحق ہو جاتا ہے۔" (۱۴) حق سبحانہ و تعالیٰ کو اسطرح پر مخاطب ٹھیراتے ہو کہ "ایاک نعبد" (ہم خاص تیری عبادت کرتے ہیں) درآنحالیکہ تمہاری توجہ بے ضرورت ماسوا اللہ کی طرف ہوتی ہے۔" (۱۵) برخلاف اسکے اگر کوئی شخص جو تم سے سرگوشی کر رہا ہے اگر غیر کیطرف مُنہ موڑ لے تو فرط غیظ و غضب سے تم اسپر برس پڑتے ہو۔" (۱۶) نماز پڑھ رہے ہو اور اس کے ختم ہونے کی خبر ہی نہیں کہ احتیاطاً ایک رکعت کے بعد دوسری بڑھا دیتے ہو۔" (۱۷) وائے تمپر! کہ جس سے تم سرگوشی کر رہے ہو اسکو روگردان سمجھتے ہو اور جس کے آگے تم جھکتے ہو اس جھکنے میں بھی عجز و نیاز سے خالی ہو۔" (۱۸) تمہارے گناہ عبادتوں میں ہی اسقدر کثیر ہیں کہ انکا شمار کرنا ہی کافی ہے دوسرے گناہوں اور لغزشوں کے شمار کی کیا ضرورت ہے۔" (۱۹) تم کہتے ہو کہ گناہوں کی کیا پرواہ میرا پروردگار بخشنے والا ہے" ہم کہتے ہیں سچ کہتے ہو لیکن بخشش بھی مشیت اور ارادہ کے بعد ہے۔" (۲۰) تیرا رب توجسطرح کہ بخشنے والا ہے ایسا ہی رزق دینے والا بھی ہے پھر کیوں ان دونوں صفتوں کی یکسان تصدیق نہیں کرتے ہو۔" (۲۱) جبکہ تم رزق کی امید بغیر حیلہ و جستجو کے نہیں کرتے تو کسطرح اسکے عفو کی امید بغیر توبہ کے کئے بیٹھے ہو۔" (۲۲) حالانکہ باریتعالیٰ نے رزق کیلئے اپنے آپکو کفیل ٹھیرایا ہے لیکن لوگوں کیلئے جنت کا ضامن نہیں بنا ہے۔"

Marfat.com

(۲۳) ومازلت تسعى بالذي تدكفيته
وتهمل ما كلفته من وظيفة
(۲۴) تشيّئ به ظنا وتحسن تارة
على حسب ما يقتضي الهوى بالقضية

(۲۳) (عجب بات ہے) جن امور میں تیری کفایت اور کفالت کی گئی ہے انہیں تو تم ہمیشہ کوشاں رہتے ہو اور جن فرائض کی بجا آوری کیلئے تمہیں تکلیف دی گئی ہے انکو ویسے ہی چھوڑ دیتے ہو۔ (۲۴) خداوند تعالےٰ کیساتھ کبھی تو حسن ظن سے کام لیتے ہو اور کبھی بدگمانی کرتے ہو مقصد یہ کہ ہر ایک بات میں اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہو۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين۔

اللهم انك تعلم انى ما اردت بكتابة هذه الرسالة الا الاصلاح والصيانة لعقائد المسلمين فان كان صوابا فمنك ولك المنة وان كان خطاء فمن نفسي واسئلك الهداية والتوفيق لما تحب وترضى وصلى الله على سيدنا محمد وآله واصحابه وسلم

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين

اے میرے پروردگار: تم تو جانتے ہو کہ میں نے اس رسالہ کے لکھنے سے صرف اصلاح اور عقائد اہل اسلام کی حفاظت ہی کی نیت اور ارادہ کیا ہے اگر یہ واقعی ٹھیک اور صواب ہے تو میں اس کو تیرے ہی فضل وکرم کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ اور تیرا احسان مانتا ہوں۔ اور اگر خطا اور بے جا ہے۔ تو اس کو میں اپنے نفس ہی کی طرف سے جانتا ہوں۔ اور میں تم سے ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور جن باتوں سے تم راضی ہوتے ہو اور ان کو پسند فرماتے ہو۔ ان کی توفیق چاہتا ہوں۔ وصلے اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم

واما مسئلة الروح فانها وان كانت موعودة في اول الرسالة لكني اعرضت عنها لوجهين۔ الاول قلة

مسئلہ روح کے بارے میں اگرچہ ابتدائے رسالہ میں وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن دو وجوہ کی بنا پر میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے

وجہ اول یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کو بہت ہی

ادراکنا لها و ورود النهی
عن بیان ماهیتها. والثانی
رایت الاکابر قد بحثوا
عنها فی کتبهم کالغزالیؒ
وغیره من حیث تعلقها
بابدان العباد و
محلها وتصرفها فی
البدن الی غیر ذلک
من احوالاتها المعقولة
للانسان و قد اشرت
الی بعض احوالاتها
فی کتابی الاصول الاربعة
و بعضهم افردوا
التالیف
فی بیان مسئلة الروح
ککتاب الروح للشیخ
ابن القیم
وکتاب باب الفتوح فی
احوال الروح للشیخ
عبدالهادی المصری وکتاب البرزخ
للشیخ التوکلی الهندی وغیرهم
فاکتفیت بتصانیف الاکابر
ورایت تکرارها تحصیل
الحاصل فان شئت الاطلاع علیها
فعلیک بکتب القوم

بہت ہی کم سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس کی ماہیت وحقیقت کے بیان کرنے پر نہی و منع بھی وارد ہو چکی ہے"۔

وجہ دوم یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ بزرگوں نے اپنی کتابوں میں اس مسئلہ کا بحث کیا ہے۔ جیسے امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ نے۔ لیکن اس حیثیت سے کہ ابدان عباد کے ساتھ روح کو کیا تعلق ہے۔ اور اس کے محل اور اس کے تصرف کو جو بدن میں ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے۔ مقصد یہ کہ یہ اور ان جیسے وہ حالات جو انسان کی سمجھ میں آسکتے ہیں، انہوں نے لکھ دیئے ہیں جن میں سے بعض حالات کی طرف میں نے اپنی کتاب "اصول الاربعۃ" میں بھی اشارہ کیا ہے۔

بعض بزرگوں نے تو اس مسئلہ پر جداگانہ کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جیسے شیخ ابن القیم کی کتاب "الرُّوح" اور شیخ عبدالہادی مصری کی کتاب "باب الفتوح فی احوال الرُّوح" اور شیخ توکلی ہندی کی کتاب "البرزخ" وغیرہ۔ اس لئے میں نے انہی کی تصانیف کو کافی سمجھا۔ اور اس مسئلہ کو پھر دہرانا تحصیل حاصل جانا۔ اگر تم اس مسئلہ کے جاننے کا شوق رکھتے ہو تو انہیں کی کتابیں دیکھو"۔

Marfat.com

رزقنا الله وایاک الاستقامة
علی الطریقة المنجیة المرضیة
والسلام علی من اتبع الهدیٰ
وانا العبد الفقیر محمد حسن
الفاروقی احسن الله حاله ومآله ۱۳۴۹ھ

حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اور تمہیں نجات دہندہ
اور پسندیدہ طریقہ پر استقامت بخشے۔
والسلام علی من اتبع الهدیٰ
میں ہوں فقیر محمد حسن فاروقی۔ اللہ تعالیٰ
اس کی دنیا و آخرت کو بہتر بنائے ۱۳۴۹ھ

فقد اطّلعت علی هذا الکتاب فوجدت فیه
ما هو حق صحیح موافق للکتاب والسنة
واجماع الامة واقوال العلماء

منظور نظر عبد الحکیم آرواسی
حسین حلمی بن سعید عبید عاصی

Marfat.com

"اس وقت میں محسوس کر رہا تھا گویا میرے دل میں شمع ایمان کبھی جل رہی ہے کبھی بجھ رہی ہے۔ یہ میرے ایمان و یقین کے لئے نہایت صبر آزما اور امتحانی دور تھا۔ ایمان اور بے دینی کی دھوپ چھاؤں میں چھ سال تک میں امید و بیم سے گزرتا رہا۔ اس میں میرے کئی دوست جو پہلے نماز روزہ کے پابند تھے ان اساتذہ سے متاثر ہو کر خدا کو فراموش کر گئے۔"

مگر الحمد للہ حلمی صاحب نے ان حالات کا کوئی اثر قبول نہیں کیا۔ بلکہ اندر ہی اندر مضطرب اور پریشان رہے اور ان کے دل میں ایک کشمکش جاری تھی۔ ایک رات جو شب قدر تھی اور گھر کے سب لوگ آرام کر رہے تھے۔ یہ اتنے فکر مند تھے کہ نیند آنکھوں سے غائب تھی۔ گھر سے نکل کر باہر آئے اور دریائے گولڈن ہارن کے کنارے بیٹھ گئے چاندنی رات میں پوری فضا خاموش تھی مگر فطرت کا ندائے غیبی ان کی بیقراری کو تسکین دے رہا تھا۔ "پریشان نہ ہو تو ہی حق پر ہے۔" اب وہ مطمئن دل لے کر گھر لوٹے ان کی آنکھوں سے تشکر کے آنسو جھڑ رہے تھے۔ اس وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی، بارگاہ حق میں سجدہ ہو کر خوب خوب روئے اور علم دین کا شوق ابھر پڑا۔ خواب میں حضرت شیخ عبدالحکیم اروا سی کو دیکھا پھر ایک روز ان سے مسجد میں ملے ابتدائی عربی و فارسی ان سے سیکھتے رہے۔ ایک طرف فیکلٹی آف کیمیکل انجینیرنگ کی تعلیم لیتے رہے دوسری طرف دینی علوم بھی سیکھتے رہے۔ یہ سلسلہ ۱۹۳۶ء تک جاری رہا۔ تعلیم مکمل کر کے ملٹری میڈیکل اسکول میں ملازمت کر لی، مگر دینی تعلیم بھی برابر حاصل کرتے رہے۔ حضرت عبدالحکیم اروا سی کے وصال فرمانے کے بعد ان کے صاحبزادے سید احمد مکی سے فقہ تفسیر حدیث اصول اور معقولات کی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۵۶ء میں اس حلقۂ درس سے باقاعدہ سند حاصل کی۔

روحانی طور پر حلمی صاحب سلسلۂ نقشبندیہ سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔ مکتوبات امام ربانی وغیرہ ضخیم کتابوں کی اشاعت اور سلسلہ کے مشائخ کے دیگر کئی مجموعہ مکتوبات کی اشاعت ان کے مشرب کو واضح کرتی ہے۔ حسین حلمی کی سرگزشت بجائے خود نہایت سبق آموز ہے۔ اسی کا رد عمل ہے کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد ترکی میں جب اسلام کے احیاء کی راہیں ہموار ہوئیں اور سالوں کا دبی چنگاری نے اذان سحر کا روپ دھارن کیا۔ اور کمال پاشا کے استبدادی پنجہ سے قوم کو آزادی ملی تو حلمی کے سینے کا سوز بھی کر دکھائے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ تبلیغ اسلام و سنیت کا اتنا نمایاں کام کر رہے ہیں جو متمول طبقہ کے لئے قابل تقلید اور لائق ستائش ہے۔ ایک خط کے ذریعہ آپ سے جب استفسار کیا گیا کہ آپ کے یہاں خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کی تعداد کیا ہے؟ اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"ایں جامرتداں و بد مذہباں بسیار اند اور اسی مکتوب سے یہ بھی پتہ چلا کہ یہ مکتبہ تن تنہا ان کی اپنی جانفشانیوں کا نتیجہ ہے۔"

آج بھی مکتبہ ایشیق سے جہاں جہاں کتابیں بھیجی جاتی ہیں ہر جگہ یہ پیغام پہونچتا ہے کہ۔

"اپنے احباب اور اہل علم حضرات کے پتے فراہم کیجئے تاکہ ان کے نام ہم اپنی کتابیں بھیج سکیں۔"

مولا پاک تبلیغ اسلام کی اس سرسبز و شاداب شاخ کو اور زیادہ بار آور کرے۔ اور دنیا کو اس سے مزید فیض اٹھانے کی توفیق ہو ـــــ آمین۔ ثم آمین۔

ماہنامہ اشرفیہ جولائی ۸۰ء

Marfat.com

جناب حسین حلمی استنبول | قوم ملت کی تعمیر و تاسیس کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ لمبی چوڑی تنظیمیں جماعتیں اور پارٹیاں ہی ہوں بسا اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ کسی فرد واحد سے پروردگار عالم نے ایسے ایسے کام لئے ہیں جو صدیوں کے کارناموں پر بھاری ہوں۔ اسلام و سنیت کی خدمت کرنے والوں کی یوں تو آج بھی کمی نہیں ہے مگر مدتوں سے اہل میکدہ ایسے جام کے لئے ترس رہے تھے جو اپنی گردش سے محفل عالم کو بیخود اور متوالا بنا لے۔

آج کے ترقی پذیر دور میں لٹریچر کی طاقت اور افادیت سے ہر خاص و عام واقف ہے۔ دنیا کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں اس کی قوت سے عقل و دماغ کو مسخر کرنے میں مصروف ہیں۔ اہل سنت وجماعت ہی شاید وہ سب سے کم مایہ جماعت ہے جو صحیح عقائد و نظریات رکھنے کے باوجود تصنیف و تالیف کے لئے کوئی تنظیم نہیں رکھتی جو باقاعدہ تبلیغ و اشاعت دین کر سکے انفرادی طور پر بہت سے لوگ اس ضرورت کا احساس کرتے رہے۔ الحمد للہ کہ گزشتہ چند سالوں میں اس احساس نے عمل کی راہ اختیار کی ہے۔ بالخصوص پاکستان کے کچھ علما تصنیف و تالیف کی طرف مائل ہوئے ہیں۔

تبلیغ سنیت کے سلسلے میں اس وقت جس نے پوری دنیا میں سب سے نمایاں کام کیا ہے وہ کوئی اور جماعت یا ادارہ نہیں بلکہ عالیجناب حسین حلمی ایشیق ہیں۔ جنھوں نے تھوڑی مدت میں استنبول (ترکی) سے سیکڑوں تبلیغی کتابیں اور رسائل شائع کرکے ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے۔ مکتبہ ایشیق سے شائع شدہ کتابوں کی تعداد لگ بھگ سو تک پہونچ گئی ہے۔ جن میں بعض کتابوں کی ضخامت چھ سو اور چار سو صفحات تک ہے [1] تمام کتابیں فوٹو آفسٹ کی طباعت اور خوبصورت جاذب نظر رنگین ٹائیٹل پیج سے آراستہ ہیں۔ کمال تو یہ ہے کہ یہ تمام کتابیں اپنے خرچ سے دنیا کے ہر حصے میں بلا قیمت بھیجتے ہیں۔ یقیناً ایک نہایت حاتمانہ کارنامہ ہے جو حالات حاضرہ کے لحاظ سے نہایت اہم اور ضروری تھا، ہم میں حلمی صاحب جیسے لاکھوں متمول افراد پڑے ہوئے ہیں جنکی دولت و ثروت کا اندازہ لگانا مشکل ہے مگر تبلیغی سلسلہ کا اتنا اہم کام کرنے کی توفیق یہ بھی انعامات الٰہیہ میں سے ایک ہے حلمی صاحب کا یہ جذبہ تبلیغ مسلمانوں کے متمول طبقہ کے لئے راہبر و راہنما ہے۔

سچ ہے۔ ع ہر کسے را بہر کارے ساختند

حلمی صاحب کے جذبۂ تبلیغ و ہدایت کے پیچھے ان کی سرگزشت حیات کے کچھ نازک موڑ ہیں۔ جو ایک احساس مند، باحوصلہ اور قوی الاعتقاد مرد مومن کو ملتے ہیں تو اس کی قوت عمل میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ ایسی کشتی ہے جو ہواؤں کے روکنے پر اور تیز چلنے لگتی ہے۔ حسین حلمی صاحب نے ابتدائی تعلیم ایوب سلطان کے رشادیہ نمونہ اسکول واقع استنبول میں حاصل کی ۱۹۲۴ء میں حابیجی اوغلو جونیر ہائی اسکول میں پہونچے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب ترکی کے اسکولوں میں قرآن مجید اور مذہبی علوم کے حصول پر پابندیاں لگائی جا چکی تھیں۔ وہ اس اسکول میں اپنا کوئی مذہبی ہمخیال ڈھونڈھتے تھے تاکہ اپنے دینی مزاج کی برقراری کا سامان کر سکیں۔ چنانچہ انھوں نے اپنے ایک استاد سے یہ امید وابستہ کی مگر حلمی صاحب کو ان سے مایوسی ہوئی کیونکہ انھوں نے ان کے معتقدات اور مذہبی خیالات کا تمسخر کیا اور مذاق اڑایا۔ اس وقت کی کیفیات اپنی کتاب Endless Bliss میں جس انداز سے بیان کی ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے۔

---

[1] کتابیں عربی فارسی اردو انگریزی فرنچ جرمن ملیالم اور دیگر زبانوں میں ہیں۔

کتابهای فارسی درکتبخانه حقیقت کتاب أوی

١- مکتوبات امام ربانی (دفتر اول) صفحه ٦٧٢ ١٩٧٧
٢- مکتوبات امام ربانی (دفتردوم وسوم) صفحه ٦٠٨ ١٩٧٧
٣- منتخبات ازمکتوبات أمام ربانی صفحه ٤١٦ ١٩٧٨
٤- منتخبات ازمکتوبات معصومیه ویلیه
مسلك مجدد الف ثانی (باترجمهٔ اردو) صفحه ٣٩١ ١٩٧٩
٥- مبدأ ومعاد صفحه ٨٨ ١٩٧٧
٦- کیمیای سعادت (امام غزالی) صفحه ١١٦ ١٩٧٧
٧- ریاض الناصحین صفحه ١٥٦ ١٩٧٧
٨- مکاتیب شریفه (حضرت عبدالله دهلوی) صفحه ١٨١ ١٩٧٦
٩- درالمعارف (ملفوظات حضرت عبدالله دهلوی) صفحه ١٦١ ١٩٧٧
١٠- ردّ وهّابی ویلیه سیف الأبرار المسلول علی الفجار صفحه ١٥٢ ١٩٧٩
١١- الاصول الاربعة فی تردید الوهابية صفحه ٣٢٧ ١٩٧٨
١٢- زبدة المقامات (برکات احمدیه) صفحه ٤٢٢ ١٩٧٧

کتابهای بزبان عربی مع اردو، فارسی مع اردو، اردو درکتبخانهٔ حقیقت کتاب أوی

١- طریق النجات (عربی مع اردو) صفحه ٢٥٣ ١٩٨٠
٢- المدارج السنية فی الردعلی الوهابية ویلیه
العقائد الصحیحة فی تردید الوهابية النجدیة صفحه ١٥٢ ١٩٧٩
٣- عقائد نظامیه (فارسی مع اردو) مع شرح
قصیدة بدء الامالی صفحه ١٢٢ ١٩٧٧
٤- تأیید أهل سنت (فارسی مع اردو) صفحه ٩٦ ١٩٨٠
٥- الخیرات الحسان (اردو) صفحه ٢٤ ١٩٧٦

Marfat.com

هذا الكتاب (طريق النجاة) الفه الفاضل الاجل العارف الاكمل منبع الفيوضات احد علماء الاسلام فى الهند محمد حسن جان صاحب المجددى الفاروقى دامت بركاته باللغة العربية ثم ترجم الكتاب الى اللغة الاردية يحتوى الكتاب معلومات طويلة فى العقل ويبين المصادر الاربعة للعلوم الدينية المسمى بالادلة الاربعة وايضا يبين شروط الايمان الستة وشروط الاسلام الخمسة ووجوب تقليد احد المذاهب الاربعة ويعرف الاخلاق الحميدة والسيئة ويكتب ٢١٨ عددا من اقوال احمد بن عطاء الله الاسكندرانى فى التصوف . اضاف المؤلف الى آخر الكتاب (رسالة التنوير) الباحث عن القضاء والقدر . الف الكتاب فى سنة ١٣٤٩ هـ (١٩٣١ م) و طبع فى الهند وايضا طبع ونشر مكتبتنا الكتاب (العقائد الصحيحة فى ترديد الوهابية) والكتاب (الاصول الاربعة فى ترديد الوهابية)

الكتبة الحقيقة

This book, **Tariqunnajât**, was written by Muhammed Hasan Djan, one of the Islamic savants in India and a descendant of hadrat Imâm-i Rabbâni, and was later on translated into Urdu language. The book gives lengthy information on wisdom, tells about the four sources of religious knowledge, termed **Adilla** -i erba'a, the six principles of imân and the five fundamentals of Islam, states that it is necessary to follow one of the four madhhabs, defines good and bad habits, and quotes two hundred and eighteen of Ahmad bin Atâullah-i Iskenderi's utterances on tasawwuf. A pamphlet telling about Qadâ and Qadar, namely **Risâlatuttanwir**, has been appended to the book. The book was written in 1349 [1931], and was published in India. Also, the books **Al-aqâidussahiha fi-terdidil-wahhâbiya** and **Al-usûlul-erba'a fi-terdidil-wahhâbiya** have been reproduced by our Kitâbevi.

WAQF IKHLÂS

Marfat.com

İşbu (**Tarikunnecat**) kitabını Hindistandaki islâm âlimlerinden ve İmâmı Rabbânî hazretlerinin soyundan olan Muhammed Hasan Can arabca olarak yazmış, sonra urdu diline terceme edilmiştir. İçinde Osmanlıca yazı hiç yoktur. Kitabda akıl hakkında uzun bilgi vermekte, sonra (**Edille-i erbea**) denilen, din bilgilerinin dört kaynağını bildirmekte, îmânın altı şartını, islâmın beş şartını ve dört mezhebten birine tâbi olmak lâzım geldiğini bildirmekte, güzel ahlâkı ve kötü huyları tanıtmakta ve Ahmed bin Atâullahı İskenderînin tasavvuf hakkındaki kıymetli sözlerinden ikiyüzonsekiz adedini yazmaktadır. Kitabın sonuna, kaza ve kaderi anlatan (**Risâletüttenvir**) eklenmiştir. Kitap 1349 [m. 1931] de yazılmış ve Hindistanda basılmıştır. Ayrıca (**El-akaidüssahiha fi-terdîdil-vehhabiye**) ve (**El-usûlül-erbea fiterdîdil-vehhabiye**) kitabları da Kitabevimiz tarafından bastırılmıştır.

HAKÎKAT KİTABEVİ

HIZMET BOOKS, ...
Nonprofit Org...
960 Main Str...
Paterson, N.J. 07503
(201) 345-3160

Price: 100TL.

Marfat.com

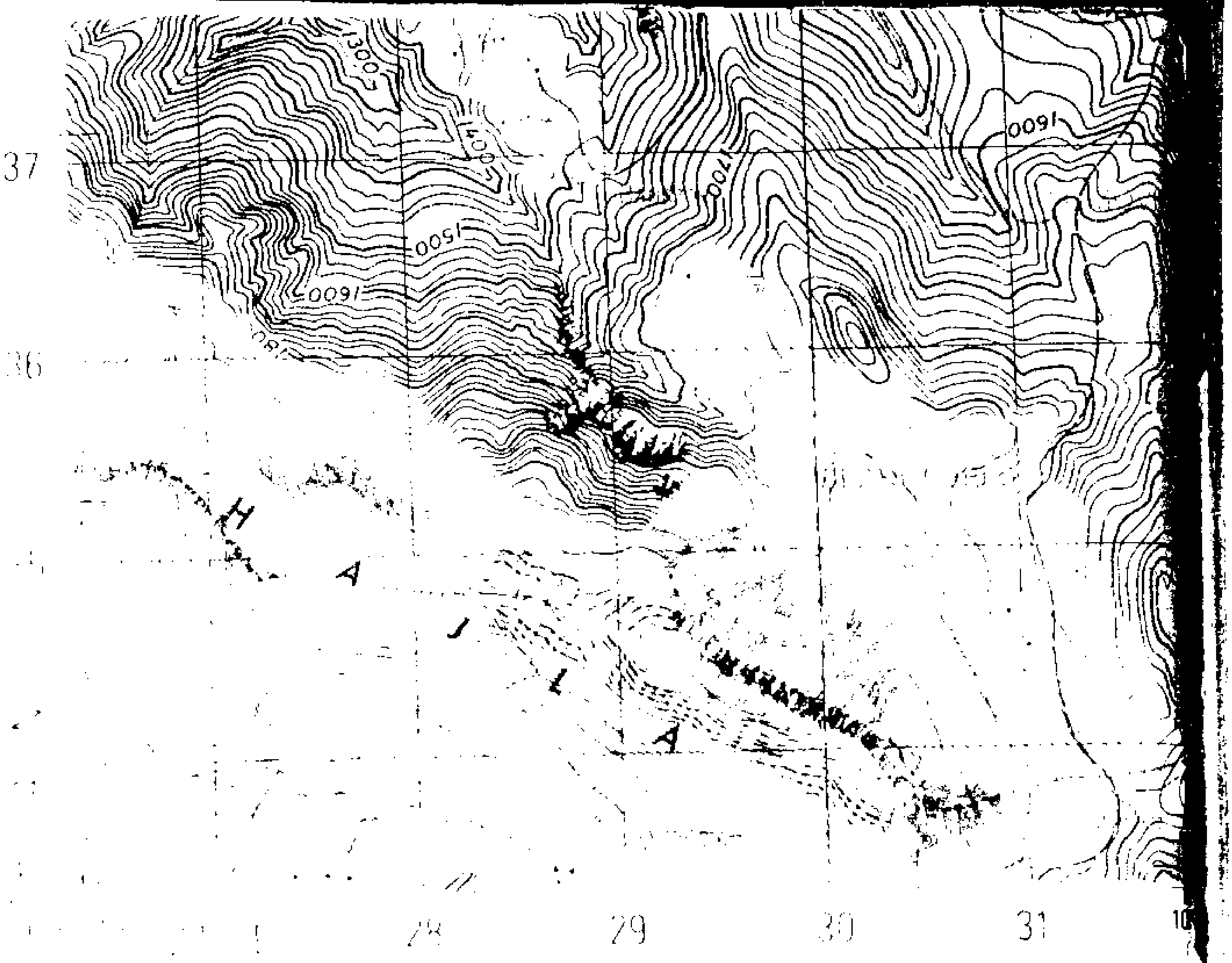

... 1093

... Map Service (AMS), Corps of Engineers, U. S. Army, Washington, D. C. Compiled ...
Generalstab des Heeres. Sheets 123 2, edition 1944, 124 1 edition 1943. ...
Map not field checked

...END ΥΠΟΜΝΗΜΑ

Marfat.com

Marfat.com

طریق النجات

از افاضات عالیه فاضل اجل عارف اکمل منبع فیوضات
قدسی صفات، معرفت وحقیقت دستگاه آیة من آیات الله
شد ازمن حضرت مولنا قبله محمد حسن صاحب مجددی فاروقی دامت برکاتهم

مع اردو ترجمه

از عالیجناب فضائلمآب مولانا مولوی حکیم حافظ حضرت آقا
محمد هاشم صاحب مجددی ابن حضرت مصنف مد ظلهم وعم فیضهم

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست
حسين حلمي بن سعيد استانبولي

İHLÂS VAKFI YAYINIDIR

HAKİKAT KİTABEVİ
Darüşşefaka Cad. No: 57 Tel: 523 45 56
Fatih İSTANBUL-TURKEY
1983

Marfat.com